یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.
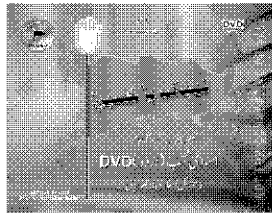
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

مصائب آل محمدؐ پر ایک مفصّل کتاب

مصائبِ آلِ محمدؐ

مترجم

موسیٰ بیگ نجفی

حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر
ماڈل ٹاؤن - لاہور - پاکستان

نام کتاب : مصائب آل محمدؐ

مؤلف : محمد محمدی اشتہاردی

مترجم : موسیٰ بیگ نجفی

تصحیح و نظر ثانی : بلال حسین مہدی

کمپوزنگ : جعفر سرور

قیمت -/۲۰۰ روپے

کربلا

حق و باطل کی کشمکش اور ظلم و عدالت کے مابین جنگ کی سرزمین کربلا یہ ان آزاد و حریت پسندوں کی خوابگاہ ہے جنہوں نے موت کو ذلت پر ترجیح دی۔
حسینؑ، زینبؑ، کربلا، یہ تین نام
جن کے تصور سے پوری تاریخ ذہن میں آجاتی ہے۔
حسین کونؑ□
رسول اعظمؐ کا فرمان **حُسَیْنٌ مِنّیِ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ** حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔
اَللّٰھُمَّ اِنّی اُحِبُّہٗ وَاُحِبَّ مَنْ یُحِبُّہٗ
خدایا مجھے حسینؑ سے محبت اور حسینؑ سے محبت کرنے والوں سے محبت ہے۔
رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَمْتَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْنِ کَمَا یَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَۃَ
رسول اللہؐ کو دیکھا زبان حسینؑ اس طرح چوس رہے تھے جیسے انسان کھجور چوستا ہے۔(احمد ابن حنبل)
امام حسینؑ نے بہن زینبؑ کو ساتھ لیا بچوں کو لیا منازل طے کرتے ہوئے کربلا میں وارد ہوئے ' ہر قسم کے مصائب و آلام کا مقابلہ کیا۔
حسینؑ شہید ہوئے اور زینبؑ کبریٰ نے فوج کی کمان سنبھال لی۔
عورتوں ' بیواؤں بچوں کا قافلہ قید کی حالت میں کوفہ ' شام کے بازاروں درباروں سے ہوتا ہوا زندان شام میں سال گزارا
پھر یزید نے رائے عامہ سے مجبور ہوکر اہل بیت رسولؐ کی قید ختم کردی بھائی اور شہداء کا غم شام میں منایا سات دن واقعات کربلا عورتوں کے سامنے بیان کیے پھر قافلہ وارد کربلا ہوا بھائی کی قبر پر اپنے آپ کو ڈالتے ہوئے کہا بھائی میں تجھے کفن نہ پہنا سکی۔
بھائی دو شہروں کی شکایت کرتی ہوں ایک کوفہ دوسرا شام تیری بہنیں کئی گھنٹے کھڑی رہیں اور نام نہاد مسلمان کرسیوں پر بیٹھے رہے جن کے مٹانے کا قصد تھا وہ زندہ و جاوید اور یزید خود مٹ گیا۔
آخر کیوں؟
امام کا مقصد بلند و عالی تھا ' وہ ہے اسلام کی اپنی اصلی حالت میں بقاء ترامیم کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اب یزید کا مارشل لاء جس میں اس کا ہر قول و فعل قانون اسلامی کا درجہ حاصل کررہا تھا امام نے اپنا اور جان نثاروں کا خون پیش کرکے ان نام نہاد مسلموں کے چہرہ سے نقاب الٹ دی اور واضح کردیا۔
حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَحَرَامُ مُحَمَّدٍ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یہ لوگ اگر اسلام پر عمل پیرا ہوتے تو مسلم ورنہ اسلام کے احکام اٹل ہیں کسی کو ترمیم تغیر و تبدل اور تبدیلی کا حق نہیں۔

سفر شروع کرتے وقت اپنے بھائی محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا

اِنّی لَمْ اَخرُجْ اَشِراً وَلَا بَطِراً وَلَا مُفْسِداً وَلَا ظَالِماً وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امۃ جدی ارید ان امر بالمعروف وانھی عن المنکر واسیر بسیرۃ جدی وابی علی ابن ابی طالبؑ

میرا خروج خود پسندی فساد و ظلم کے لیے نہیں میرا مقصد اپنے جد کی امت کی اصلاح ہے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہا ہوں اپنے جد اور اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی سیرت پر عمل پیرا ہوں۔

حر کے لشکر کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

اَلَا تَرَوْنَ اَنَّ الْحَقَّ لَا یُعْمَلُ بِہٖ وَاَنَّ الْبَاطِلَ لَا یُتَنَاھیٰ عَنْہُ

کیا دیکھ نہیں رہے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا باطل سے روکا نہیں جا رہا

فَاِنّی لَا اَریٰ الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَۃً وَالْحَیَاۃَ مَعَ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا بَرَماً

میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو ذلت و ھلاکت سمجھتا ہوں امام حسین کی قربانی سے دین اسلام محفوظ اور تعلیمات قرآن زندہ جاوید بن گیں امام کی شہادت سے بنی امیہ محکوم وتباہ ہوئے۔

تحول فکری ایجاد ہوا کہ فتح و نصرت تلوار و تیر وکلاشنکوف سے نہیں بلکہ خون دے کر بھی نصرت و فتح حاصل کی جاسکتی ہے۔

ملت مسلمہ کے پاس حسینؑ و اس کے رفقاء کی قربانی کی بدولت تعلیم و تربیت و اصلاح کا مرکز امام بارگاہ و مسجد کی صورت میں مہیا ہوگیا۔

جس پر قوم کئی ملین خرچ کرتی اور تربیت حاصل کرتی ہے حسین کی شہادت پر گریہ و زاری - عزاداری ظالموں کے منہ پر ایک طماچہ ہے۔

جس کے اثرات انمنٹ و نقوش ابدی ہیں۔

زیر نظر سوگ نامہ 1370 ھ میں شائع ہوا اس کی مقبولیت عامہ کہ اب چوتھی دفعہ چھپ رہا ہے اردو زبان میں منتقل کرنے کا کارنامہ جامعۃ المنتظر کے بزرگ و مشہور عالم دین حجتہ الاسلام جناب مولانا موسیٰ بیگ نجفی نے سرانجام دیا ہے اس قدر بزرگ عالم کا ترجمہ کتاب کی اہمیت کو اور دوبالا کردیتا ہے بعض مقامات کا ملاحظہ کیا ہے کتاب مفید اور ذاکرین و واعظین و مقررین سب کے لیے یکساں استفادہ کے قابل ہے۔

خداوند قدوس مترجم بزرگوار کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور اس طرح کی خدمات بجالانے کی قوت و طاقت عطا فرمائے۔

حافظ سید ریاض حسین نجفی
جامعۃ المنتظر لاہور
30 ذ - ق 1419 ھ مطابق 19 مارچ 1999

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَمَسِّکِیْنَ بِوِلَایَۃِ عَلِیٍّ وَاَوْلَادِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَاَشْرَفِ بَرِیَّتِہٖ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّاھِرِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

چند سال قبل میری نظر حجتہ الاسلام و المسلمین آقائی محمد محمدی اشتہاردی کی تالیف (سوگ نامہ آل محمدؑ) پر پڑی۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تومعلوم ہوا کہ یہ مصائب آل محمد کا ایک باب نہیں بلکہ ایک مکمل تاریخ ہے اسی وقت میں نے مصمم ارادہ کیا کہ اسے فارسی سے اردو قالب میں ڈھال کر پاکستان کے واعظین اور ذاکرین کی خدمت میں تحفتاً پیش کروں تاکہ آل محمد کے مصائب عوام تک پہنچ سکیں۔ یہ کتاب ان عاشقان توحید کی داستان حیات کا اجمالی تذکرہ ہے۔ جنہوں نے تاریخ میں موت کا مفہوم ہمیشہ کے لیے بدل دیا اور موت کو شہد سے زیادہ شیرین ہونے کا عملی ثبوت پیش کردیا۔ جنہوں نے جام شہادت نوش کرکے رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کو یہ درس دیا کہ زندگی اور موت صرف خدا کے لیے ہے۔

یہ کتاب تاریخ کربلا کے ہر نشیب و فراز کی عکاسی ہے یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1- پہلے حصے میں چہاردہ معصومینؑ میں سے ہر ایک پر ڈھائے گئے مصائب کا انتہائی دلسوز مطالب کے ساتھ جدا جدا تذکرہ کیا گیا ہے۔

2- اس کتاب کے دوسرے حصے میں وہ شہداء کربلا کہ جن کو تین دن کا بھوکا اور پیاسا رکھ کر لق و دق صحرا میں تپتی ہوئی ریت پر شمشیر جفا سے شہید کیا گیا۔ اس قافلہ توحید کے مصائب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

3- آخری حصہ میں وارثان تطہیر جن کو بے مقنعہ و چادر بے پلان اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ و شام کے بازاروں سے گزارا گیا۔ ان اسیران کوفہ و شام کے مصائب کو قلمبند کیا گیا ہے۔

من جملہ اس کتاب کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی دل کو خون رلانے والے عربی اور فارسی اشعار کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اعراب بھی لگادیئے گئے ہیں تاکہ ہر آدمی آسانی سے پڑھ سکے۔

ہر صاحب نظر اس کتاب کا مطالعہ کرکے یہی فیصلہ دے گا کہ اس کتاب (مصائب آل محمدؑ) کے ہوتے ہوئے مصائب کی کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنی جامعہ اور ضخیم تقریباً چھ سو 600 پر صفحات پر مشتمل کتاب کا ترجمہ میں نے ایک ماہ کی کم مدت میں کیا ہے ہوسکتا ہے کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں۔

قارئین سے گذارش ہے کہ وہ مجھے متوجہ کریں اور میں جناب آغا بلال حسین مھدی کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے کتاب کی تصحیح میں میری معاونت کی۔

آخر میں میں اپنے والد مرحوم اور والدہ مرحومہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آل محمد کے صدقے میں ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور میری عاقبت بخیر ہو۔ (آمین یا رب العالمین)

دعاگو
موسیٰ بیگ نجفی
مدرس جامعۃ المنتظر ۔لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیت امام خمینیؒ

امام خمینیؒ (قدس سرہ) کی وصیت عزاداری کے بارے میں

ہمیں سید الشہداءؑ نے کس طرح سے ہم آہنگ کیا ہے کیا ہم ان پر اظہار افسوس نہ کریں۔ کیا ہم ان پر گریہ نہ کریں یہ گریہ بر حسینؑ ہمارا مطمع نظر ہے خبردار! ہم کہیں شیاطین کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ یہ ہم سے عزاداری کو چھینا چاہتے ہیں۔ ان کے دھوکہ میں نہ آوَ۔ علماء کا فریضہ ہے کہ امام حسینؑ کی مظلومیت کا پرچار کریں باوقار طریقے سے جلوس نکالیں اور سینہ کوبی کریں۔ کچھ جوان آکر کہتے ہیں کہ اب رونے کا کیا فائدہ! اس قسم کے لوگ سراسر غلط کہتے ہیں اگرچہ ہم عمر بھر امام حسینؑ کے لئے گریہ کریں تو اس سے سید الشہداءؑ کو کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اس میں ہمارا فائدہ اور ہماری نجات ضرور ہے۔

(صحیفہ نور ج 8 ص 218)

پیش لفظ

یہ کتاب کافی عرصہ قبل 1370 سال شمسی میں وسیع پیمانہ پر شائع ہو چکی ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کی بناء پر یہ کتاب جلد ہی نایاب ہوگئی ہے اب تھوڑی سی تجدید نظر کے ساتھ چوتھی اشاعت پیش خدمت ہے۔
باوجود مشکلات کے آئمہ معصومینؑ کو جب بھی انہیں موقع ملا امام حسینؑ کے نام کو زبان پر لائے اور حسینؑ کے نام کو زندہ رکھا۔

کیونکہ امام حسینؑ کے نام کو یاد رکھنا سرکش اور نافرمان لوگوں کے لئے خطرے کا باعث ہے اس لیے ہم یاد حسینؑ سے طاغوت کے خلاف انقلاب کا بیج مسلمانوں کے دلوں میں بونا چاہتے ہیں اور عزاداری حسینؑ کو زندہ رکھنا ہر اھل ایمان پر لازم ہے۔

اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آئمہ طاہرینؑ کی عزاداری کی سنت کی تجدید پر ہی اکتفانہ کریں بلکہ ان کے کردار ، سیاسی افکار اور ان کے مبارزات کو بھی اپنا سرمشق قرار دیں جیساکہ امام سجادؑ نے فرمایا **اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ یَقْتَدِیْ بِسُنَّۃِ اِمَامٍ وَلَایَقْتَدِیْ بِاَعْمَالِہِ** خداوند تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص زیادہ ناپسند ہے جو امامؑ کی سنت کی پیروی کرے لیکن امامؑ کے طریقہ کی پیروی نہ کرے۔ ہم نے پہلے کہا تھاکہ ہمارے آئمہ طاہرینؑ کو جب بھی موقع ملا حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی یاد کی تجدید کرتے تھے یہاں پر نمونہ کے طور پر دو واقعے بیان کرتا ہوں کہ جو اس کتاب میں مذکور نہیں۔

1- ایک دن امام سجاد علیہ السلام نے مدینہ کے بازار میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ **اِرْحَمُوْنِیْ اَنَا رَجُلٌ غَرِیْبٌ** مجھ پر رحم کرو میں ایک غریب آدمی ہوں امام سجاد علیہ السلام نے اس سے فرمایا اگر تم اس مقام پر مرجاؤ تو کیا تمہارا جنازہ دفن کے بغیر رہ جائے گا؟

اس نے تعجب سے کہا اللہ اکبر کس طرح میرا جنازہ دفن نہیں ہوگا جب کہ میں لوگوں کے سامنے مر رہا ہوں اس وقت امام سجادؑ اپنے بابا کے مصائب کو یاد کرکے مضطرب ہوگئے اور فرمایا

وَا اَسَفَاہُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ تُبْقٰی ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ بِلَا دَفْنٍ وَ اَنْتَ اِبْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ہائے افسوس! اے باباکہ آپ کا جنازہ تین دن دفن کے بغیر پڑا رہا حالانکہ آپ نواسہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

2- جس وقت منصور دوانیقی کے حکم سے امام جعفرصادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی گئی تو اس کے بعد ایک دن شیعوں میں سے ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضرتؑ کو دیکھاکہ بہت زیادہ غمگین ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اس نے حضرتؑ سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرتؑ نے فرمایاکہ کل جب ہمارے گھر میں آگ کے شعلے بلند ہوئے حالانکہ اس وقت میں گھر میں موجود تھا۔ گھر کی مستورات نالہ و فریاد کرتی ہوئیں ادھرادھر بھاگ رہی تھیں ان مستورات کو آگ نہیں لگی تھی اس وقت مجھے اپنے جدامام حسین

دوسرا حصہ

مصائب شہداء کربلا

تیسرا حصہ

مصائب اسیران کوفہ و شام

کے اھل بیتؑ یاد آگئے کہ عاشور کے دن کس طرح انہوں نے مل کر خیموں پہ حملہ کیا۔ اس وقت دشمن آواز دیتا تھا کہ باغیوں کے گھروں کو جلا دو۔

امید ہے کہ یہ کتاب اس مقصد میں فائدہ مند ثابت ہوگی۔ (حوزہ علمیہ قم: محمد محمدی اشتھاردی)

پیش گفتار

امام حسین علیہ السلام دنیا میں تشریف ہی اس لیے لائے کہ ہر دور اور ہر خطے میں ظلم و جور، غرور و تکبر اور استبداد و طاغوت کے خلاف فیصلہ کن احتجاج کریں اور ان کے مقابلے میں حقیقی جذبات کی آگ کو شعلہ ور کر دیں، صرف یہیں تک نہیں بلکہ ابد تک خدا کی یاد اور پیغمبرانؑ الہی کے پاکیزہ نظام اور مکتب فکر کی شمع فروزاں کریں لٰہذا یہ بات ہرگز درست نہیں کہ امام حسینؑ اسلامی قرن اول کی عبقری شخصیت ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ہر دور اور ہر قرن و صدی میں اپنے عظیم مشن کے حوالہ سے رہبر و رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس سے بھی بالاتر یہ کہ سالوں، مہینوں، ہفتوں، دنوں، گھنٹوں، دقیقوں اور لمحوں کی دوش پر آپ کا پرچم وجود بلند نظر آتا ہے کیونکہ آپ اپنے مقدس ہدف کا نمونہ تھے۔ آپ کا ہدف اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ تمام باطل خداؤں کی نفی اور ذات حق تعالٰی کی خدائی کا اقرار اور آئین الہی کا مکمل اجراء ونفاذ کیا جائے بنابرایں حق تو یہ ہے کہ امام حسینؑ ہرگز فراموش نہ ہوں اور ان کی یاد دین الہی و شریعت محمدیہؐ کے احیاء کا سبب اور ظلم وباطل کے شعلوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کردینے کا مضبوط ذریعہ ثابت ہو۔

اس صورت حال میں نہایت ضروری بلکہ ایک اہم ترین مذہبی فریضہ ہے کہ آپ اور آپ کے باوفا ساتھیوں پر گزرنے والے مصائب و آلام کہ جو انہوں نے اسلام کی راہ میں جھیلے کا تذکرہ کیا جائے اور کربلا اور کوفہ و شام میں ہونے والے مظالم اور خونچکاں واقعات کو یاد کیا جائے تاکہ اھل اسلام کے پاکیزہ جذبات واحساسات کی آتش کو روشن کرکے ظلم و جبر اور ناانصافی کے مقابلے میں ذہنی وفکری اور عملی جدوجہد کا راستہ ہموار کیا جاسکے اور دنیا کے انسانوں کو حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے عظیم ترین مقصد سے آشنا کرتے ہوئے دشمنان بشریت سے نبرد آزما ہونے کا عملی درس دیا جائے اسی لیے اسلامی تاریخ کے مستند حوالوں میں امام حسینؑ کے مصائب اور اھل بیت عصمتؑ پر یہ ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ موجود ہے اور صرف یہیں تک نہیں بلکہ ان کے مصائب و آلام کے ذکر پر عظیم اجر و ثواب بھی مقرر کیا گیا ہے۔

عزاداری امام حسینؑ کے ثواب کے بارے میں چند روایات

رسول اللہ ﷺ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ **كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلٰى مُصَائِبِ الْحُسَيْنِ فَاِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيْمِ الْجَنَّةِ** ہر آنکھ قیامت کے دن روئے گی۔ مگر وہ آنکھ کہ جو امام حسینؑ کی مصیبت میں روئے اس کا صاحب قیامت کے دن ہنستا ہوا بہشت کی نعمتوں سے خوش حال ہوگا۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا۔ **اَيُّمَا مُؤْمِنٍ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ حَتّٰى تَسِيْلَ عَلٰى خَدِّهِ بَوَّاَهُ اللّٰهُ غُرَفًا فِى الْجَنَّةِ يَسْكُنُهَا اَحْقَابًا" وَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ حَتّٰى تَسِيْلَ عَلٰى خَدِّهِ فِيْمَا مَسَّنَا مِنَ الْاَذٰى مِنْ عَدُوِّنَا بَوَّاَهُ اللّٰهُ مَنْزِلَ صِدْقٍ**
جو مومن بھی امام حسینؑ کی شہادت پر آنسو بہائے اس طریقے سے کہ وہ آنسو چہرے پر جاری ہو جائیں تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت کے کمروں میں سے ایک کمرہ عطا کرتا ہے کہ وہ کئی سو سال وہ اس میں رہے گا جو مومن بھی ہمارے دشمنوں کی طرف سے اذیت پہنچنے کی وجہ سے آنسو بہائے یہاں تک کہ وہ آنسو چہرے پر جاری ہو جائیں تو خداوند تعالیٰ اس کو منزل صدق یعنی بہشت میں بلند مقام عطا فرمائے گا۔

3- حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہمیں جو مصیبت پہنچی ہے اس کے لئے جو مومن بھی آہ بھرے تو یہ ایک قسم کی تسبیح ہے اور ہمارے لئے غمگین ہونا عبادت ہے جو بھی ہمارے راز کو چھپائے رکھے گویا اس نے راہ خدا میں جہاد کیا اس کے بعد فرمایا یہ حدیث اس لائق ہے کہ اس کو سونے کے پانی سے لکھا جائے۔ نیز فرمایا **لِكُلِّ سِرٍّ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَةُ فِيْنَا** ہر مصیبت کو چھپانے اور صبر کرنے پر ثواب ہے مگر ہماری مصیبت میں رونا اور آنسو بہانا اور اس میں صبر نہ کرنا اور اس کو ظاہر کرنا ثواب ہے۔

4- بزرگ عالم دین سید بن طاؤس کہ جن کی وفات 664 ہجری قمری میں ہوئی آل رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں
مَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى فِيْنَا مِائَةً ضَمِنَّا لَهُ عَلَى اللّٰهِ الْجَنَّةَ وَمَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى خَمْسِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَ مَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى ثَلَاثِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَ مَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى عَشَرَةً فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى وَاحِدًا" فَلَهُ الْجَنَّةُ وَ مَنْ تَبَاكٰى فَلَهُ الْجَنَّةُ
جو بھی ہماری مصیبت میں روئے یا ہماری مصیبت میں سو آدمیوں کو رلائے ہم اس کے لئے بہشت کی ضمانت دیتے ہیں اور جو بھی ہماری مصیبت میں روئے یا پچاس آدمیوں کو رلائے وہ اہل بہشت میں سے ہے اور جو بھی ہماری مصیبت میں روئے یا تیس آدمیوں کو رلائے وہ اہل بہشت میں سے ہے جو بھی ہماری مصیبت میں روئے یا دس آدمیوں کو رلائے وہ اہل بہشت میں سے ہے اور جو خود روئے اور ایک آدمی کو رلائے وہ اہل بہشت

میں سے ہے اور جو رونے کی شکل بنائے وہ بھی اہل جنت میں سے ہے۔
حضرت امام رضا علیہ السلام نے پہلی محرم کو گفتگو کے ضمن میں فرمایا
يَا بْنَ شَبِيْبٍ اِنْ سَرَّكَ اَنْ تَكُوْنَ مَعَنَا فِى الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجِنَانِ فَاحْزَنْ لِحُزْنِنَا وَافْرَحْ لِفَرَحِنَا وَعَلَيْكَ بِوِلَايَتِنَا فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا" تَوَلّٰى حَجَرًا" لَحَشَرَهُ اللّٰهُ مَعَهُ
اے فرزند شبیب اگر تم دوست رکھتے ہو کہ ہمارے ساتھ بہشت میں بلند مقام پر ہو تو ہمارے غم میں غم کرو اور ہماری خوشی میں خوشی کرو۔ اور ہماری ولایت اور ہماری دوستی کا قائل ہونا تم پر لازم ہے کیونکہ جو کسی (پتھر) کو بھی دوست رکھے گا تو خداوند تعالیٰ اسے اس کے ساتھ محشور کرے گا۔

اھل بیتؑ کی مصیبت میں اشعار پڑھنے کا ثواب

جعفر بن عفان نے امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں اشعار کہے اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام نے ان سے فرمایا میں نے سنا ہے کہ آپ نے امام حسینؑ کی مصیبت میں اشعار کہے ہیں۔
انہوں نے عرض کیا ہاں مولیٰ۔ فرمایا پڑھیں انہوں نے اشعار پڑھے
امامؑ اور حاضرین روئے اس کے بعد امامؑ نے ان سے فرمایا اے جعفر خدا کی قسم خدا کے مقرب فرشتے یہاں پر موجود تھے امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں آپ کے اشعار کو انہوں نے سنا اور ہم سے زیادہ روئے خداوند تعالیٰ نے اسی وقت تمہیں بخش دیا اور بہشت کو تمہارے لیے واجب کردیا۔
اس کے بعد فرمایا! اے جعفر کیا اور بھی پڑھیں گے جعفر نے عرض کیا کہ پڑھونگا۔ امامؑ نے فرمایا جو بھی ایک شعر امام حسینؑ کی مصیبت میں پڑھے اور لوگوں کو رلائے تو خداوند تعالیٰ اس پر بہشت کو واجب کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

عزاداری کا مقصد

عزاداری کی کئی قسمیں ہیں کسی کی محبت میں رونا، کسی پر رحم آنے کی وجہ سے رونا، دشمن سے اظہار نفرت کے لئے رونا، اس بات پر رونا جو کہ ناپسند ہو بناء بر ایں رونے کی دو قسمیں ہیں
منفی اور مثبت
منفی رونا وہ ہے کہ جو عجز اور شکست کی وجہ سے ہو جبکہ مثبت رونا ظالموں کے ظلم و ستم کے خلاف اپنے احساسات و فریاد کو بلند کرنا ہے۔

ایک بہت بڑے عالم نے کہا ہے کہ زبان ہمیشہ عقل کی ترجمانی کرتی ہے لیکن عشق کی ترجمان آنکھ ہے کہ جہاں کہیں احساس، درد اور تکلیف کی وجہ سے آنسو بہائے جاتے ہیں وہاں عشق بھی موجود ہوتا ہے اور جہاں زبان کے ذریعے منظم طریقے سے خطاب کیاجاتاہے وہاں عقل بھی موجود ہوتی ہے - اور جس طرح منطقی استدلال خطیب کے اھداف کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح آنسوؤں کے قطرے دشمن کے ساتھ اعلان جنگ کرتے ہیں۔

اس بناء پر کہ جو رونے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کو پیغمبرﷺ اور آئمہؑ نے دعوت دی ہے کہ کم از کم رونے کی شکل ہی قرار دو تاکہ امام حسینؑ کی یاد تمام زمانوں میں مومنوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہے اس لئے امام صادقؑ نے فرمایا **مَنْ تَبَاکٰی فَلَهُ الْجَنَّته** کہ جو بھی امام حسین علیہ السلام کی مصیبت سن کر رونے کی شکل بنائے وہ بہشت کا مستحق ہوجائے گا۔

معلوم ہوا کہ **تَبَاکٰی** اس وقت ہوگا کہ جب انسان کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوں لیکن انسان امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو سن کر متاثر ہو جائے نیتجہ یہ کہ حضرت زینبؑ اور اھل بیتؑ کے لئے رونا ایک قسم کا پیغام ہے ایک قسم کا نہی عن المنکر ہے اور اس رونے سے ظالم اور ستم گار رسوا ہو جاتے ہیں۔ اس کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھنا حقیقت میں ظالموں اور ستم گروں کے خلاف ایک قسم کی جنگ ہے ہر نسفت میں اس قسم کے ستم گاروں کے خلاف جنگ کو فراموش نہ کریں۔

اسی فعل کو شعائر اور شعار کے عنوان سے یاد کیاگیا ہے جو کہ اصولی طور پر مبارزہ کی جہت کو معین کرتا ہے اور انسان کو اس جہت کی طرف حرکت دیتا ہے۔

آغازعزاداری کی تاریخ

بعض لوگ تصور کرتے ہیں کہ عزاداری قائم کرنا کربلا کے شہداءؑ اور باقی اماموںؑ پر شیعوں کی بنائی ہوئی چیز یاحکایت ہے اور نویں، دسویں صدی میں ملا حسین کاشفی کی تالیف روضتہ الشہداءؑ لکھنے کے بعد مرسوم ہوئی ہے اس سے پہلے عزاداری نہیں ہوتی تھی مئولف موصوف کی وفات 910 ہجری میں ہوئی ہے لیکن روایات کی بنیاد پر یہ تصور بالکل غلط ہے کیونکہ خود پیغمبر اسلامﷺ اور اماموںؑ نے امام حسین علیہ السلام کے لئے عزاداری قائم کرکے لوگوں کو عزاداری کی طرف ترغیب اور تشویق دلائی۔ بلکہ پیغمبراسلامﷺ سے پہلے کے واقعات میں مورخین نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عزادری کی۔ اس بناء پر عزاداری پہلے سے تھی صرف اتنی سی بات ہے کہ واقعہ کربلاء کے بعد اسلام میں اس عزاداری کو شعائر مذہبی کے عنوان سے یاد کیا جانے لگا جوہمیشہ کے لئے جاری ہے اس مقصد کی تائید کے لئے نمونہ کے طور پر چند روایات کو درج کیاجاتا ہے۔

سورہ بقرہ آیتہ 37 (**فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّه کَلِمَاتٍ**) کے ذیل میں روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے نیچے پیغمبرؐ اور اماموںؑ کے ناموں کو لکھا ہوا دیکھا تو جبرائیل سے حضرت آدم نے ان کے بارے پوچھا تو جبرائیل نے حضرت آدم علیہ السلام کو سمجھایا کہ ان اسماء کو مناجات اور توبہ کے موقع پر یوں کہو۔

یَا حَمِیْدُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ یَا اَعْلٰی بِحَقِّ عَلِیٍّ یَا فَاطِرُ بِحَقِّ فَاطِمَةَ یَا مُحْسِنُ بِحَقِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَ مِنْکَ الْاِحْسَانُ جس وقت جبرائیل نے امام حسینؑ کے نام کو پڑھا تو حضرت آدمؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور وہ بہت غمگین ہوئے پھر جبرائیلؑ نے حضرت امام حسینؑ کے مصائب کو حضرت آدمؑ کے لئے بیان کیا اور اس وقت جبرائیل اور حضرت آدمؑ، امام حسینؑ کے مصائب پر اس طرح روئے جیسے عورت اپنے جوان مرگ فرزند پر روتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کھانا کھانے کے بعد حضرت نے وضوء کیا اور قبلہ کی طرف بیٹھ کر دعا کی اور خدا سے رازونیاز کی باتیں کیں اس کے بعد حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے یہاں تک کہ زمین پر گرنے لگے۔

امام حسینؑ اس وقت حضرتؐ کے کاندھے پر سوار تھے وہ بھی رونے لگ گئے تو رسول خداﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں کیوں روتے ہو۔ امام حسینؑ نے عرض کیا نانا جان میں آج آپ کو غمگین اور محزون دیکھ رہا ہوں جبکہ میں نے اس سے پہلے آپ کو اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا رسول خداؐ نے فرمایا بیٹا میں آج تم کو دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوا کہ ایسا خوش کبھی نہیں ہوا تھا میرے حبیب جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے تمہارے بھارے خبردی کہ تم شہید ہوجاؤ گے اور تمہارے قتل کی جگہ ایک دوسرے سے دور ہوگی۔ اس لئے میں محزون ہوا اور تمہارے لئے خیر کی دعا کی۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر جب حضرت علیؑ جارہے تھے تو حضرت کاگزر کربلا سے ہوا حضرت وہاں پر ٹھہرے اور فرمایا اے ابن عباس کیا تم اس زمین کو جانتے ہو میں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت نے فرمایا اگر میری طرح تم بھی اس زمین کو جانتے تو روئے بغیر یہاں سے نہ گزرتے اس وقت حضرت اس قدر روئے کہ آنسو سینے تک جاری ہوگئے اور عزاداری کرتے ہوئے !!فرماتے تھے آہ آہ آل ابوسفیان کا ہمارے ساتھ کیا کام آل حرب کے ساتھ ہمارا کیا کام اے اباعبداللہ صبر کرلو کہ تمہارا باپ ان لوگوں سے وہی دیکھتا ہے کہ جو تم دیکھ رہے ہو اس کے بعد حضرت نے کچھ مطالب بیان فرمائے اور پھر گریہ کیا

ابو عمارہ کہتے ہیں کہ جب بھی امام صادقؑ کے سامنے امام حسینؑ کا نام لیا جاتا تو رات تک کبھی بھی حضرت کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا جاتا اور حضرت فرماتے تھے۔ **اَلْحُسَیْنُ عَبْرَةُ کُلِّ مُؤْمِنٍ** امام حسینؑ ہر مومن کے لئے آنسو جاری کرنے کا سبب ہیں

5- ابوہارون مکفوف کا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں امام حسین کا مرثیہ پڑھنا اور امام صادقؑ کا بہت گریہ کرنا

اسی طرح دعبل خزاعی کا یوم عاشور حضرت امام رضاؑ کی تشکیل کردہ مجلس امام حسین میں مرثیہ پڑھنا اور اس میں خود امام رضاؑ اور ساتھیوں کا گریہ کرنا ان تمام حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ شہدائے کربلاء پر عزاداری کرنا ہجرت کی پہلی اور دوسری صدی میں ہی رواج پاچکا تھا اور آغاز اسلام سے اس کو اہم مذہبی حیثیت میں شمار کیا جاتا تھا۔

لیکن روضۃ الشہداء کہ جس کے مصنف کمال الدین حسینؑ بن علیؑ واعظ کاشفی نویں صدی کی ابتداء میں سبزوار میں پیدا ہوئے اور 910 ہجری قمری کو ہرات میں اس دنیا سے چلے گئے آپ کی اس معرکتہ الارا تصنیف کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے۔ صاحب روضات الجنات فرماتے ہیں یہ سب سے پہلی کتاب ہے کہ جو فارسی میں مقاتل کے موضوع پر لکھی گئی ہے واعظین اور ذاکرین اس کو منبر پر بیان کرتے تھے اور روضۃ الشہداء کا معنی ہے شہیدوں کے باغ اس مناسبت سے عزاداری کا نام روضہ خوانی موسوم ہوگیا۔
اس بناء پر مصیبت کے وقت مرثیہ خوانی کا ذکر اس سے پہلے تھا لیکن نام کی تبدیلی کہ جو روضہ سے ہوئی یہ سب کچھ اس کتاب کی تالیف کے بعد ہوا

امام حسینؑ کا عزاداری کرنا

اس مطلب کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ خود امام حسینؑ نے بھی اپنے لئے عزاداری کی۔ حضرت امام سجادؑ، حضرت زینبؑ اور باقی اعزاء نے بھی عزاداری کی ۔ بطور نمونہ بیان کیا جاتا ہے کہ امام حسینؑ عاشور کے دن ہر شہید کے پاس تشریف لے جاتے تھے اس شہید کی تعریف وتوصیف فرماتے اور ساتھ ہی گریہ کرتے گیارھویں محرم کو جب تمام اھل بیتؑ شہداء سے جدا ہونے لگے تو اس وقت امام حسینؑ نے جناب سکینہؑ کو کچھ اشعار یاد کرا دیئے تاکہ جب مدینہ واپس جائیں تو شیعوں کے سامنے پڑھ کر مصائب بیان کریں اس کا ایک مصرع یہ ہے۔
شِیْعَتِی مَهْمَا شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِی
ان اشعار میں امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ میرے لئے ندبہ کرو اور پھر علی اصغرؑ کی مصیبت کا تذکرہ فرمایا ہے۔
حضرت زینبؑ بھی بار بار عزاداری کرتی تھیں من جملہ ان میں سے ایک اس وقت کہ جب اپنے بھائی حسینؑ کے کٹے ہوئے سر کو دیکھا چند اشعار کے ساتھ جناب زینبؑ نے مرثیہ خوانی کی ان میں ایک شعر یہ ہے۔
مَا تَوَہَّمْتُ یَا شَقِیْقَ فُؤَادِیْ

کَانَ هٰذَا مُقَدَّراً مَکْتُوْبًا
اے میرے بھائی اے میرے دل کے چین آپ کو یہ کبھی بھی گمان نہیں ہوگا کہ یہ المیہ مقدر میں ہوگا میرے بھائی کا کٹا ہوا سر مبارک میرے سامنے ہوگا۔
حضرت امام سجادؑ نے بارہا عزاداری قائم کی واقعہ کربلاء کے بعد مستقل کربلاء کا واقعہ بیان کرکے روتے تھے اور دوسروں کو بھی رلاتے تھے امام صادقؑ نے فرمایا کہ امام سجادؑ چالیس سال تک اپنے بابا پر روئے اس مدت میں دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات عبادت میں گزارتے تھے افطار کے وقت جب غذاء ان کے سامنے پیش کی جاتی اور ان سے کہا جاتا کہ کھانا کھایئے تو حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے اور فرماتے تھے **قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ جَائِعاً قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَطْشَاناً**
حسینؑ رسولؐ کے فرزند بھوک اور پیاس کی حالت میں شہید کردیئے گئے۔
اس جملے کو بار بار دھراتے اور گریہ کرتے اس طریقے سے کہ غذا آنسوؤں سے تر ہوجاتی حضرت کی ہمیشہ یہی حالت رہی یہاں تک کہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضرتؑ جب بھی کسی کو دیکھتے کہ گوسفند کو ذبح کررہا ہے تو بابا یاد آجاتے اس وقت امام حسینؑ کو یاد کرتے اور فرماتے کہ گوسفند کو پانی دے دیں میرے باپ کے سر مبارک کو تشنگی کی حالت میں جدا کیا گیا حضرت کے خادموں میں سے کسی ایک نے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا مولا رونا بند کردیں یہ رونا آپ کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے امام سجادؑ نے فرمایا حضرت یعقوبؑ پیغمبر تھے ان کے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا غائب ہوا تھا جس کا نام یوسفؑ تھا حالانکہ حضرت یعقوبؑ جانتے تھے کہ حضرت یوسفؑ زندہ ہیں اس کے باوجود حضرت یوسفؑ کی جدائی میں اس قدر روئے کہ ان کی آنکھیں بے نور ہوگئیں لیکن میں نے اپنے باپ بھائی چچا اور دوستوں کے بدن کو آنکھوں سے پارہ پارہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے کس طرح میرا رنج اور غم ختم ہوسکتا ہے جب بھی شہداء کربلاء یاد آتے ہیں تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔
امام زمان حضرت مہدیؑ حضرت امام حسینؑ پر سلام کے ضمن میں فرماتے ہیں۔
اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُیُوْبِ الْمُضَرَّجَاتِ میرا سلام ان گریبانوں پر کہ جو امام حسینؑ کی مصیبت میں پارہ پارہ ہوچکے۔

موجودہ کتاب کے بارے

اگرچہ دوسری صدی کے بعد بہت سی کتابیں مقتل کے موضوع پر لکھی گئیں ہیں آج کل کے زمانے میں بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی گئی ہیں جیسے نفس المہموم تالیف محدث قمی مقتل الحسین تالیف سید عبدالرزاق مقرم لیکن

ان کتابوں میں مطالب منتشر پائے جاتے تھے ترتیب کے ساتھ منظم طریقے پر نہیں لکھی گئی تھیں اس لئے ضرورت اس چیز کی تھی کہ منظم طریقہ سے ترتیب دینے کے ساتھ مناسب اشعار اور مطالب و مدارک کی بنیاد پر ذکر مصائب کیا جائے اس کے لئے طلباء واعظین ذاکرین سرگردان تھے کہ ان کے لئے ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جو مختصر اور جامع ہو لہٰذا اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی یہ قدم اسی لئے اٹھایا گیاہے امید ہے کہ کسی حد تک اس خلاء کو پر کرے گی - یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب کو کئی کتابوں سے استفادہ کرکے مرتب کیا گیا ہے جیسےمعالی السبطین۔ کبریت الاحمر - اسرار الشہادہ تالیف علامہ دربندی - روضہ الشہداء - دمعتہ الساکبہ - منتخب طریحی - تذکرۃ الشہداء
مطالب ان کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں اگرچہ یہ کتابیں بہت زیادہ معتبر نہیں ہیں لیکن ان مقصودہ مطالب واقعیت کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتے ہیں اس کتاب کو تین حصوں میں مرتب کرکے تحریر کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ چہاردہ معصومینؑ کے مصائب پر مشتمل ہے۔
دوسرا حصہ اس میں شہداء کربلاء کے مصائب امام حسینؑ کی شہادت تک درج ہیں۔
تیسرا حصہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کربلاء سے شام و مدینہ تک کے دلسوز مصائب پر مشتمل ہے
ہماری دعاء ہے کہ خدا ہماری زندگی کی روش کو آل محمدؐ کی زندگی کی روش کی طرح اور ہماری موت کو آل محمدؐ کی موت کی طرح قرار دے۔

پہلا حصہ

مصائب چہاردہ معصومینؑ

پہلے معصومؑ

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سترہ ربیع الاول مطابق 571 میلادی بروز جمعہ طلوع فجر کے وقت مکہ میں ہوئی۔ گیارہ ہجری 28 صفر سوموار کو تریسٹھ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں آپ نے رحلت فرمائی آپ کا روضہ اقدس مدینہ منورہ میں ہے۔
جنگ خیبر کا واقعہ ہجرت کے آٹھویں سال کے آغاز میں ہوا کہ آپ جنگ خیبر کی فتح کے بعد واپس آرہے تھے کہ راستے میں ایک یہودیؑ عورت نے غذاء میں زہر ملا کر حضرت کو شہید کرنے کی کوشش کی - وہ غذا بکری کی ران سے تیار کی گئی تھی۔ لیکن حضرت جلد ہی متوجہ ہوگئے اور اس کے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا لیکن اس زہر آلود غذا کا اثر کبھی کبھار ظاہر ہوجاتا تھا اسی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضرت کچھ دن بستر علالت پر دراز رہے اور اسی زہر کے اثر سے آپ نے رحلت فرمائی ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری کے وقت تھوڑی دیر کے لیے کبھی کبھی آنکھیں بند کرلیتے تھے اس موقع پر کسی نے دروازہ پر دستک دی جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ تو کون ہے اس شخص نے کہا میں ایک مسافر ہوں میں اس لئے آیا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احوال پرسی کروں کیا اجازت ہے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں جناب فاطمہؑ نے فرمایا واپس ہوجاؤ اللہ تجھے بخش دے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہیں وہ مسافر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر آیا۔ اور دروازہ پر دوبارہ دستک دی اور کہا کہ میں ایک مسافر عرب ہوں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگتا ہوں کیا مجھ جیسے مسافر کو اندر آنے کی اجازت ہے اس دوران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوش میں آئے اور فرمایا اے فاطمہؑ کیا تم جانتی ہو یہ شخص کون ہے یہ وہی ہے جو جماعت کو پراگندہ کرنے والا اور لذتوں کو درہم برہم کرنے والا ہے یہ موت کا فرشتہ عزرائیل ہے خدا کی قسم مجھ سے پہلے کسی سے اندر آنے کی اجازت نہیں لی ہے اور میرے بعد بھی کسی سے اجازت نہیں لے گا یہ اس لئے ہے کہ میں خدا کے نزدیک مقام بلند رکھتا ہوں اس لئے مجھ سے اجازت طلب کررہا ہے اے فاطمہؑ اس کو اندر آنے کی اجازت دے دیں جناب فاطمہؑ نے عزرائیلؑ کو اندر آنے کی

اجازت دے دی عزرائیلؑ ملائم ہوا کی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے گھر میں داخل ہوئے اور عرض کیا **اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ** میرا سلام ہو رسولؐ کے خاندان پر۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا فاطمہؑ کو تسلی دینا

جابر انصاری کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ پیغمبرؐ کے بستر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں دردناک آواز کے ساتھ فرماتی تھیں **وَاکَرْبَاهُ لِکَرْبِکَ یَا اَبَتَاهُ** آہ و فریاد اس رنج و غم اور آپ کی مصیبت سے اے بابا جان
پیغمبر اسلام ﷺ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا آج کے بعد پیغمبرؐ کو کسی قسم کا غم نہیں ہے اے فاطمہؑ! میری موت سے اپنے گریبان کو چاک نہ کرنا اور اپنے منہ کو طمانچہ نہ مارنا اور واویلا نہ کرنا البتہ تم بھی وہی بات کہو کہ جو میں نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کی موت کے وقت کہی تھی کہ میری آنکھوں سے آنسو بہتے تھے دل کو تکلیف ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود کوئی ایسی بات نہیں کی کہ جس سے میرا پروردگار ناراض ہو اور اے ابراہیمؑ ہم تمہاری مصیبت میں غمگین ہیں

حضرت فاطمہ الزہراءؑ پیغمبر اسلام ﷺ کے آخری لمحات میں

شیخ مفیدؒ نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خداؐ کی تکلیف سخت اور دشوار ہوئی تو حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام حضرت رسول اکرم ﷺ کے بستر کے قریب تشریف لائے قریب تھا کہ حضرت کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے اس وقت آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ میرے سر کو اٹھا کر اپنے دامن میں رکھ لو چونکہ خدا کا حکم آیا ہے کہ جب میری روح اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو سر کو اپنے ہاتھوں میں لے لو اور میرے چہرے پر ہاتھ پھیر دو اس وقت مجھے قبلہ کی طرف منہ کرکے لٹا دو غسل اور کفن کا انتظام آپ نے خود انجام دینا ہے تمام لوگوں سے پہلے میرے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مجھ سے جدا نہ ہونا یہاں تک کہ مجھے دفن کر دیا جائے اور خدا سے مدد طلب کرو۔ حضرت علیؑ نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے سر کو اپنے دامن میں رکھا آنحضرتؐ کی حالت تبدیل ہوگئی۔ جناب فاطمہؑ بابا سے لپٹ گئیں اور حضرت رسول اکرام ﷺ کے چہرے کو دیکھتی تھیں نوحہ اور گریہ کرتی تھیں اور حضرت ابوطالبؑ کے اس شعر کو پڑھتی تھیں
وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ
اور سفید چہرہ کہ لوگ جس کی برکت سے بارش طلب کرتے تھے وہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی پناہ گاہ اور فریاد

رس ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے آنکھیں کھولیں اور نحیف آواز میں فرمایا بیٹی میری جان! یہ تمہارے چچا ابوطالب کا شعر ہے اس کو نہ پڑھو بلکہ اس آیت کو پڑھو
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ
محمدؐ صرف خدا کا بھیجا ہوا ہے ان سے پہلے بہت سے پیغمبرؑ گزر چکے ہیں اگر محمدؐ مرجائیں یا شہید ہو جائیں تو تم پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ گے یعنی کافر ہوجاؤ گے۔ (آل عمران 144)
اس موقع پر جناب فاطمۃ الزہراءؑ دیر تک روتی رہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اشارہ سے جناب فاطمہؑ کو اپنے پاس بلایا جناب فاطمہؑ قریب تشریف لے گئیں پیغمبر اسلام ﷺ نے آہستہ سے ان سے کوئی بات کی جس سے جناب فاطمہ مطمئن ہوگئیں اس کے بعد رسول خدا ﷺ کی روح خالق حقیقی سے جا ملی
جناب فاطمہؑ سے جب پوچھا گیا کہ وہ بات کیا تھی کہ جس سے آپ خوش اور مطمئن ہوگئیں تو جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ اھل بیتؑ پیغمبرؐ میں سے سب سے پہلے میں ہونگی کہ جو رسولؐ کے ساتھ ملاقات کرونگی بابا کی رحلت کو چند دن نہیں گزریں گے مگر یہ کہ بابا کی ملاقات کرونگی اس خوشخبری کی وجہ سے میرا غم دور ہوگیا۔

آغوش پیغمبرؐ میں حسنؑ اور حسینؑ

مرحوم صدوقؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس موقع پر حسنؑ اور حسینؑ گھر میں داخل ہوئے اور روتے ہوئے رسول مقبول ﷺ سے لپٹ گئے۔ حضرت علیؑ نے چاہا کہ حسنینؑ کو آنحضرت سے جدا کریں کہ اتنے میں پیغمبر اسلام ﷺ ہوش میں آئے اور فرمایا اے علیؑ انہیں چھوڑ دو تاکہ میں ان کی خوشبو سونگھوں اور وہ میری خوشبو سونگھیں میں ان کی زیارت سے اپنے لئے توشہ لونگا اور وہ میری زیارت سے اپنے لئے توشہ لیں گے آگاہ ہوجاؤ کہ یہ میرے دو فرزند میرے بعد ظلم کو دیکھیں گے ظلم کے ساتھ ان کو شہید کیا جائے گا اس کے بعد تین مرتبہ فرمایا کہ خدا لعنت کرے ان لوگوں پر کہ جو ان دونوں پر ظلم کریں گے اس کے بعد حضرت رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ کو علیؑ کی طرف دراز کیا اور ان کو اپنے پاس اس چادر میں بلا لیا جو آنحضرت نے اوڑھ رکھی تھی آپ نے اپنے منہ کو حضرت علیؑ کے قریب کیا دیر تک رازونیاز کی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی روح بدن مطہر سے پرواز کرگئی اس وقت حضرت علیؑ چادر کے نیچے سے باہر آئے اور فرمایا۔ **اَعْظَمَ اللّٰهُ اُجُوْرَکُمْ فِیْ نَبِیِّکُمْ** خداوند تعالیٰ پیغمبرؐ کی مصیبت میں بہت بڑا اجر عطا فرمائے۔

خداوند تعالیٰ ان کو اپنے پاس لے گیا حضرت علیؑ نے جب یہ بات کی تو گھر سے گریہ و بکاء کی آواز بلند ہوئی۔

علیؑ اور فاطمہؑ کا مرثیہ پیغمبرﷺ کی جدائی میں

پیغمبرؐ کی رحلت تمام مسلمانوں کے لئے عموماً اور بنی ہاشم اور علیؑ اور زہراءؑ کے لئے خصوصاً بہت زیادہ جگر سوز اور جا نگداز تھی کہ جس کا بیان ممکن نہیں پیغمبرؐ کی مصیبت میں علیؑ نے جواشعار کہے وہ یہ تھے

اَلْمَوْتُ لَاوَالِداً یُبْقِیْ وَلَا وَلَداً
هٰذَا السَّبِیْلُ اِلٰی اَنْ لَاتَرٰی اَحَداً

هٰذَاالنَّبِیُّ وَلَمْ یَخْلُدْ لِاُمَّتِهِ
لَوخَلَّدَ اللّٰهُ خَلْقاً قَبْلَهُ خَلَداً

لِلْمَوْتِ فِیْنَا سِهَامٌ غَیْرُ خَاطِئَةٍ
مَنْ فَاتَهُ الْیَوْمَ سَهْمٌ لَمْ یَفُتْهُ غَداً

موت نہ باپ کو باقی رکھتی ہے اور نہ فرزند کو یہ سلسلہ اسی طرح ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ سب مرجائیں گے اور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔

پیغام اجل نے پیغمبراسلامﷺ کو بھی اپنی امت کے لئے نہیں رکھا اگر خدا ان سے پہلے والوں کو باقی رکھتا تو ان کو بھی باقی رکھتا۔ ہم موت کے تیر کے نشانے میں واقع ہیں کہ جو کسی وقت خطا نہیں کرتا ہے اگر آج تیر نشانے پر نہ لگا تو کل کو ہمیں فراموش نہیں کرے گا۔ یعنی کسی نہ کسی وقت موت ضرور آئے گی۔
حضرت زہراءؑ کا غم پیغمبرؐ کی جدائی میں اس قدر زیادہ تھا کہ وہ مرثیہ پڑھتے پڑھتے اس طرح گریہ کرتی تھیں کہ ان کے گریہ کی وجہ سے در دیوار بھی آنسو بہاتے تھے۔

جناب فاطمہؑ نے حضرت رسول خداؐ کی مصیبت میں جو اشعار کہے تھے ان اشعار میں سے دو اشعار یہ بھی ہیں۔

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ
اَنْ لَایَشَمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیاً

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَواَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَا لِیاً

(ترجمہ) جو شخص بھی پیغمبرؐ کے قبر کی خاک کو سونگھ لے اگر ایک طویل زمانے تک کوئی اور خوشبو نہ سونگھے تو کیا ہوگا؟ یعنی آخر عمر تک یہی خوشبو اس کے لئے کافی ہے کسی اور خوشبو کا محتاج نہیں ہے اس قدر مجھ پر مصائب

وآلام آئے کہ اگر وہ غم اور مصیبتیں روشن دنوں پر پڑتیں تو دن تاریک راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

بجانم ریخته چندان غم و درد و مصیبتها
که گر برروز ها ریزند گرددتیره چون شبها

انس بن مالک کہتے ہیں رسول خداؐ کے جنازہ کو دفن کرنے کے بعد جناب فاطمہؑ نے مجھ سے ملاقات کی اور غم واندوہ کے ساتھ فرمایا اے انس **کَیْفَ طَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوْ اعَلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ التراب** کس طرح تمہارے دل نے قبول کیا کہ مٹی پیغمبرؐ کے چہرے پر ڈالیں اس کے بعد روتے ہوئے فرمایا اے بابا جان آہ بابا آپ نے حق کی دعوت کو قبول فرمایا خداوندتعالی نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ حضرت زہراءؑ کے اشعار کہ جو پیغمبرؐ کی قبر کے پاس پڑھے گئے۔

نَفْسِیْ عَلٰی زَفَرَاتِهَا مَحْبُوْسَةٌ
یَالَیْتَهَا خَرَجَتْ مَعَ الزَّفَرَاتِ

لَاخَیْرَ بَعْدَکَ فِی الْحَیَاتِ وَاِنَّمَا
اَبْکِیْ مَخَافَةَ اَنْ تَطُوْلَ حَیَاتِیْ

بابا جان اس غم و اندوہ کے ساتھ میرا سینہ بند ہوچکا ہے اے کاش انہی غموں کے ساتھ میرے بدن سے روح بھی نکل جاتی بابا جان آپ کے بعد زندگی میں کوئی بہتری نہیں ہے میں اس لئے روتی ہوں کہ کہیں آپ کے بعد میری زندگی طویل نہ ہو جائے۔

شعله آتش هجران تو جان می سوزد
وزفراق تو دل پیرو جوان می سوزد

تیری آتش فراق کے شعلے میرا دل کباب کرتے ہیں اور تیری جدائی سے ہر پیروجوان مضطرب و بے قرار ہے۔

ایں چه درد است کز او خون جگرمی ریزد
ویں چه سوز است کزوجان جهان می سوزد

یہ کیسا درد ہے جو خون جگر گرا رہا ہے اور یہ کیسا سوز ہے کہ جس سے ہر دل تڑپ رہا ہے۔

شرح این غم چه بگویم که بیان می لرزد
وصف ایں حال چه گویم که زبان می سوزد

اس غم کی تشریح کیسے کروں کہ میری قوت بیان لرز رہی ہے اور اس حال کو کیسے بیان کروں کہ میری زبان جل اٹھی ہے

باورم نیست که بابا ازچه خاموش شدی

ترکمان کردی و باخاک ہم آغوش شدی

مجھے یقین نہیں آتا بابا آپ کیوں خاموش ہوگئے ہم کو چھوڑ دیا اور خود خاک سے ہم آغوش ہوگئے۔

خانه را نوری اگر بود زرخسار توبود

ای چراغ دل ماازچه توخاموش شدی

گھر میں اگر روشنی تھی تو آپ کے رخسار کی وجہ سے تھی۔ اے ہمارے دل کے چراغ تو کیوں گل ہوگیا۔

جائی خالی تو را باچه نگاہی نگرم

ای همای دل و جانم تو چرا دور شدی

تیری خالی جگہ کو میں کس نظر سے دیکھوں۔ اے میرے دل و جان کے ہما تو مجھ سے دور کیوں ہوگیا ہے۔

دوسری معصومہؑ

جناب فاطمۃ الزہراءؑ کی شہادت

حضرت فاطمۃ زہراء صدیقہ کبریٰؑ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال 20 جمادی الثانی جمعہ کو طلوع فجر کے وقت مکہ میں ہوئی ہجرت کے دوسرے سال نوسال کی عمر میں حضرت علیؑ کے ساتھ عقد ہوا اس وقت حضرت علیؑ کی عمر تقریباً پچیس سال تھی آپ کی اولاد میں جناب حسنؑ، حسینؑ، زینبؑ، ام کلثومؑ اور محسنؑ تھے

جناب فاطمۃ الزہراءؑ کے والد پیغمبر اسلام ﷺ تھے اور ان کی ماں خدیجۃ الکبریٰؑ تھیں تیرہ جمادی الاولیٰ یا جمادی الثانی کی تیسری تاریخ کو ہجرت کے گیارہ سال بعد اٹھارہ سال کی عمر میں نماز مغرب اور عشاء کے درمیان مدینہ منورہ میں شہادت ہوئی مرقد مدینہ منورہ میں ہے تین جگہوں میں سے کسی ایک جگہ پر حضرت زہراء کی زیارت ہوسکتی ہے پیغمبرؐ کے پہلو میں بقیع کے قبرستان میں مسجد نبی میں قبر پیغمبرؐ اور منبر کے درمیان

پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے بعد جناب فاطمہؑ پر بہت زیادہ مصیبتیں پڑیں چونکہ وہ رسولؐ کے بعد حضرت امام علیؑ کی رہبری کی حمایت کرتی تھیں اس راستے میں آخر دم تک حمایت کرتی رہیں اوراپنی جان عزیز کو اس کام کے لئے قربان کیا حضرت زہراءؑ پیغمبر اسلامؐ کے بعد 75 یا 95 روز سے زیادہ زندہ نہ رہیں لیکن اس دوران ان پر بہت زیادہ مصیبتیں پڑیں کہ قلم ان کے بیان سے عاجز ہے

جناب فاطمہؑ کا در و دیوار کے درمیان آنا

رسول خداؐ کی رحلت کے بعد کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ نوبت حضرت ابوبکر کی بیعت تک پہنچی حضرت علیؑ کہ جو پیغمبرؐ کے حقیقی جانشین تھے گھر سے باہر نہیں آئے اور پیغمبر ﷺ کی وصیت کے مطابق گھر میں قرآن مجید کو ترتیب اور جمع کرنے میں مصروف تھے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا تمام لوگ آپ کی بیعت کرچکے ہیں سوائے حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ کے کسی کو ان کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ آکر بیعت کرلیں۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے چچازاد بھائی کو اس کام کے لئے انتخاب کیا کہ جس کا نام قنفذ تھا اس سے کہا کہ علیؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسول خدا ﷺ کے خلیفہ کی دعوت کو قبول کرلو۔ قنفذ کئی مرتبہ حضرت ابوبکر کی طرف سے حضرت علیؑ کے پاس گیا اور حضرت ابوبکر کے پیغام کو ان تک پہنچایا لیکن حضرت علیؑ نے ابوبکر کے پاس آنے سے انکار کیا حضرت عمر غصے کی حالت میں اٹھے اور خالد بن ولید اور قنفذ کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ لکڑیاں اور آگ اٹھا لائیں انہوں نے اطاعت کی لکڑیاں اور آگ اٹھا کر حضرت عمر کے ہمراہ جناب فاطمہؑ کے گھر

کی طرف روانہ ہوئے فاطمہؑ دروازہ کے پیچھے تھیں ابھی تک پیغمبرؐ کی رحلت کی مصیبت کی چادر سر پر تھی اور پیغمبرؐ کی جدائی میں بہت زیادہ نحیف اور کمزور ہوچکی تھیں حضرت عمر نے آکر دروازے پر دستک دی اور بلند آواز سے پکارا اے ابوطالبؑ کے فرزند دروازے کو کھول دو جناب فاطمہؑ نے فرمایا اے عمر تمہیں ہم سے کیا کام ہے کیوں ہمارے اوپر ظلم کرنے سے باز نہیں آتے ہو حالانکہ ہم اس وقت عزادار ہیں حضرت عمر نے کہا دروازے کو کھول دو ورنہ اس کو تمہارے سامنے جلا دونگا جناب فاطمہؑ نے بہت کچھ سمجھایا لیکن عمر جس چیز کا مصمم ارادہ کرچکے تھے اس سے منحرف نہیں ہوئے اس کے بعد آگ منگوائی اور گھر کو آگ لگا دی اس وقت اس دروازے کو دھکا دیا کہ جو آدھا جلا ہوا تھا جناب فاطمہؑ در و دیوار کے بیچ میں آگئیں۔ حضرت عمر نے معاویہ کو ایک خط لکھا جس میں لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ دروازے کے پیچھے تھیں میں نے کہا اگر علیؑ بیعت کے لئے گھر سے نہ نکلے تو آگ لگا دونگا کہ جس سے گھر اور گھروالوں کو جلا دونگا یا یہ کہ علیؑ کو بیعت کے لئے مسجد کی طرف کھینچ کر لے جاؤنگا اس وقت قنفذ سے تازیانہ لیا اور فاطمہؑ کو اس کے ساتھ مارا اور خالد بن ولید سے کہا تو اور دوسرے لوگ لکڑیاں جمع کردو اور فاطمہؑ سے کہا کہ گھر کو آگ لگاتا ہوں اس وقت انہوں نے اپنے ہاتھ کو دروازے سے باہر نکالا تاکہ مجھے گھر میں داخل ہونے سے روکیں میں نے انہیں دور کیا اور شدت کے ساتھ دروازے کو دھکا دیا اور تازیانہ اٹھا کر ان کے ہاتھ پر مارا تاکہ دروازے کو چھوڑ دیں تازیانے لگنے سے شدت درد کی وجہ سے فاطمہؑ نے نالہ کیا ان کا نالہ اور فریاد اس قدر جگر سوز تھا کہ نزدیک تھا کہ میرا دل نرم ہوجائے اور وہاں سے واپس لوٹوں لیکن علیؑ نے قریش کے مشرکین کو جو قتل کیا تھا وہی کینہ یاد آگیا اس کے بعد اپنے پاؤں سے دروازے کو دھکا دیا۔ جب میں نے پاؤں سے دروازے کو دھکا دیا تو جناب فاطمہؑ کا نالہ و فریاد بلند ہوا میں نے گمان کیا کہ یہ نالہ وفریاد مدینے کے لوگوں کو درھم برھم کردے گا۔ اس وقت فاطمہؑ فرماتی تھیں۔

يَا اَبَتَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰكَذَا يُفْعَلُ بِحَبِيْبَتِكَ وَابْنَتِكَ آه يَافِضَّةُ اِلَيْكَ فَخُذِيْنِيْ فَقَدْوَاللّٰهِ قُتِلَ مَافِيْ اَحْشَائِيْ مِنْ حَمْلٍ اے بابا جان! اے رسول خداﷺ دیکھ لیں کہ اس قسم کی گستاخی تیری محبوب بیٹی کے ساتھ کی جارہی ہے آہ اے فضہ آؤ مجھے سنبھالو کہ خدا کی قسم میرا فرزند جو میرے شکم میں تھا وہ شہید ہوچکا اس کے باوجود میں (عمر) نے دروازہ کو دھکا دیا دروازہ کھل گیا جب گھر میں داخل ہوا تو فاطمہؑ اسی حالت میں میرے سامنے کھڑی ہوگئیں۔ لیکن غصے کی شدت نے مجھے اس طرح کردیا تھا کہ گویا میری آنکھوں کے سامنے ایک پردہ پڑا ہوا ہے ایسا طمانچہ ان کے منہ پر مارا کہ جس سے زمین پر گر گئیں۔

تادربیت الحرام از آتش بیگانہ سوخت
کعبہ و یران شد حرم از سوز صاحب خانہ سوخت

ایک بیگانہ آتش سے بیت الحرم کا دروازہ تک جل گیا کعبہ ویران ہوگیا اور حرم صاحب خانہ کی آگ سے جل گیا۔

آہ ازآن پیمان شکن کزکینہ خم غدیر
آتشی افروخت تاھم خم وھم خمخانہ سوخت

افسوس اس عہد شکن پر کہ غدیر خم کے کینے کی وجہ سے ایک آگ بھڑکی جس سے خم اور خم خانہ دونوں جل گئے۔

سینہ ای کز معرفت گنجینہ اسرار بود
کسی سزاوار فشار آن درد دیوار بود

وہ سینہ جو معرفت کے رازوں کا خزانہ تھا وہ ان درودیوار کی توڑ پھوڑ کے قابل کب تھا۔

نالہ بانو زد اندر خرمن مستی شرر
گوئی اندر طور غم چون نخل آتش باربود

خاتون کی آہ وزاری نے زندگی کے خرمن میں آگ بھڑکا دی وہ غم کے طور میں آگ برسانے والے درخت کی طرح تھی۔

صورتی نیلی شداز سیلی کہ چون سیل سیاہ
روی گردون زین مصیبت تاقیامت تاربود

گوھری سنگین بھاز ابر گوھر بارریخت
کزغم جانسوز اوخون از درو دیوار ریخت

غنچہ نشگفتہ ای ازلالہ زار معرفت
ازفراز شاخساری از جفای خار ریخت

اختر فرخ فری افتاد از برج شرف
کاسمان خوناب غم از دیدہ خونبار ریخت

جناب فاطمۃ الزہراء کی وصیت

حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کے بستر پر ایک خط دیکھا اس کو اٹھایا اس خط میں

اس طرح لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ ہے کہ جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہؑ نے وصیت کی ہے فاطمہؑ گواہی دیتی ہے کہ ایک خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ بہشت اور دوزخ حق ہے لوگوں کے زندہ ہونے اور قیامت کے برپا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اے علیؑ میں محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ ہوں خدا نے مجھے آپ کی زوجہ قرار دیا ہے تاکہ دنیا اور آخرت میں تیری ہو جاؤں تو دوسروں کی نسبت میرے لئے زیادہ سزاوار ہے

مجھے رات کے وقت غسل اور حنوط دیکر کفن دیں راتوں رات مجھ پر نماز پڑھ کر مجھے دفن کر دیں اور کسی کو اطلاع نہ دیں میں تجھے اللہ کے سپرد کرتی ہوں اور اپنے فرزندوں کو قیامت تک سلام بھیجتی رہوں گی **حَنِّطْنِی وَغَسِّلْنِی وَكَفِّنِّی بِاللَّیْلِ وَصَلِّ عَلَیَّ وَادْفِنِّی بِاللَّیْلِ**

حضرت فاطمہ زہراءؑ سے حضرت علیؑ کے چچا عباس کی ملاقات بغرض عیادت

جس وقت حضرت زہراءؑ بستر شہادت پر تھیں ایک دن حضرت علیؑ کے چچا جناب عباسؓ، جناب فاطمۃ الزہراءؑ کی عیادت کے لئے گھر میں تشریف لائے کنیزوں نے جناب عباسؓ سے کہا جناب فاطمۃ الزہراءؑ کی ایسی حالت ہے کہ وہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتیں جناب عباسؓ اپنے گھر واپس لوٹ گئے اور کسی شخص کی وساطت سے امیرالمومنین حضرت علیؑ کو یہ پیغام پہنچایا اے بھتیجے تیرا چچا تجھے سلام کرتا ہے اور کہتا ہے خدا کی قسم رسول خداؐ کی بیٹی اور نور چشم کی بیماری سے اس قدر غمگین و پریشان ہوں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان میں وہ پہلی خاتون ہوں گی جو رسول خداؐ سے ملاقات کریں گی۔

اور آنحضرتؐ اس کو بہشت کے بہترین مقام پر جگہ دیں گے اور اپنے پاس لے جائیں گے اگر آپ جانتے ہیں کہ فاطمہؑ اس دنیا سے چلی جائیں گی تو مجھے اجازت دیں کہ مہاجرین اور انصار کو اطلاع کر دوں تاکہ نماز جنازہ میں وہ شرکت کر سکیں اور انہیں اس سے ثواب ملے یہ اسلام کی عظمت اور نیک شعائر میں سے ہیں حضرت علیؑ نے عباسؓ کی محبت اور وفاداری کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جواب میں فرمایا اے چچا میں آپ سے خواہش کرتا ہوں کہ ایسا کام نہ کریں اور کسی کو بھی اطلاع نہ دیں مجھے اس معاملے میں معذور سمجھیں فاطمہ نے وصیت کی ہے کہ جنازہ کو رات کے وقت غسل دوں اور راتوں رات کفن دیکر اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دوں اور ہم جناب سیدہ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؑ سے وصیت کی ہے کہ رات کو مجھے دفن کریں اس کی کیا وجہ ہے تو ہو سکتا ہے کہ جواب میں فرمائیں کہ میں نے یہ وصیت اس لئے کی ہے کہ جنہوں نے میرے اوپر ظلم کیا ہے اور میرے حق کو غصب کیا ہے وہ میرے کفن اور دفن میں شریک نہ ہو سکیں۔ لیکن میں پوچھنے کی جسارت کرتا

ہوں کہ کیا رات کو غسل دینے کی وصیت اس لیے تو نہیں کی کہ یہ وصیت صرف حضرت علیؑ کی وجہ سے کی لہ رات کی تاریکی میں دفن کریں تاکہ وہ زخم کہ جو دشمنوں کی طرف سے آپ پر لگے تھے انہیں دیکھ کر حضرت علیؑ کا غم دوبارہ تازہ نہ ہو جائے ہاں جناب فاطمہؑ کو حضرت علیؑ کے غم کی فکر تھی امام محمد باقرؑ اپنے اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ بہت زیادہ روئیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کیوں روتی ہیں جناب فاطمہؑ نے فرمایا **ابکی لما تلقی بعدی** میرے بعد جو مصیبتیں اور حوادث آپ پر وارد ہوں گے ان کی وجہ سے رو رہی ہوں حضرت علیؑ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا گریہ نہ کرو خدا کی قسم یہ حوادث خدا کی راہ میں میرے لیے معمولی ہیں۔

فاطمۃ زہراء کی شہادت کا غم انگیز لمحہ

ابو رافع کی زوجہ سلمٰی کہتی ہیں کہ میں جناب فاطمہؑ کے آخری وقت میں شب و روز ان کی تیمارداری میں مصروف رہتی تھی ایک دن حضرت فاطمہؑ کی حالت کچھ ٹھیک ہوئی تو مجھ سے فرمایا تھوڑا سا پانی لے آؤ تاکہ غسل کروں میں پانی لے آئی اور میں نے ان کی مدد کی جناب فاطمہؑ نے غسل کیا اس کے بعد فرمایا میرا بستر میرے حجرے میں بچھا دو تو سیدہ غسل فرما کر اس وقت اس بستر پر قبلہ کی طرف رخ کر کے لیٹیں اور فرمایا میں آج اس دنیا سے چلی جاؤں گی اس کے بعد اپنے ہاتھ کو سر کے نیچے رکھا اور اس دنیا سے رخصت ہوگئیں یہ بھی یاد رہے کہ حضرت فاطمہؑ کو جو ضرب لگی تھی اس کے ٹھیک چالیس روز بعد اس دنیا سے آپ رخصت ہوئیں۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ جب جناب فاطمہؑ کا آخری وقت آیا تو چادر اوڑھ لی اور فرمایا تھوڑی دیر صبر کرو اور میرا انتظار کرو اس کے بعد مجھے آواز دینا اگر میرا جواب نہ آیا تو سمجھ لینا کہ میں اپنے بابا کے پاس جا چکی ہوں اسماء نے تھوڑی دیر کے بعد جناب فاطمہؑ کو آواز دی تو جواب نہ آیا تو روتے ہوئے آواز بلند کی **یَا بِنْتَ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی یَا بِنْتَ اَكْرَمَ مَنْ حَمَلَتْهُ النِّسَاءِ یَا بِنْتَ خَیْرِ مَنْ وَطَاَ الْحَصٰی** اے محمد مصطفٰیؐ کی بیٹی اے انسانوں میں سے سب سے افضل کی بیٹی جو بھی روئے زمین پر آیا ان میں سے سب سے بہتر انسان کی بیٹی پھر بھی جواب نہ آیا تو چادر کو ہٹایا تو دیکھا کہ فاطمہؑ اپنے رب سے ملاقات کر چکی ہیں میں جناب فاطمہؑ سے لپٹ گئیں اور ان کو بوسہ دیا اور عرض کیا اے فاطمہؑ جب آپ اپنے بابا رسول خداؐ سے ملاقات کریں تو میرا سلام ان کو پہنچایئے گا اسماء نے اپنے گریبان کو چاک کیا اور اضطراب و پریشانی کی حالت میں گھر سے نکلیں حسنؑ اور حسینؑ راستے میں ملے انہوں نے پوچھا ہماری ماں کیسی ہیں تو اسماء نے کوئی جواب نہ دیا۔

حسنینؑ اپنے گھر کی طرف دوڑے تو اچانک دیکھا کہ ان کی ماں قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹی ہوئی ہیں حسینؑ نے

جب دیکھا کہ مادر گرامی اس دنیا سے چلی گئیں ہیں تو اپنے بھائی حسنؑ کی طرف منہ کرکے فرمایا اے بھائی جان! خدا آپ کو مادر گرامی کی موت میں اجر عطا فرمائے **آجَرَکَ اللّٰهُ فِی الْوَالِدَةِ** حسن آگے بڑھے اور اپنی مادر گرامی سے لپٹ گئے کبھی ان کا بوسہ لیتے تھے اور کبھی فرماتے تھے اماں جان مجھ سے بات کرلیں قبل اس کے کہ میری روح بدن سے پرواز کرجائے۔ امام حسینؑ آگے بڑھے اور اپنی والدہ کے پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور فرماتے تھے مادر گرامی میں آپ کا بیٹا حسینؑ ہوں قبل اس کے کہ میرا دل پھٹ جائے اور مرجاؤں میرے ساتھ بات کرو۔

مادر از جا خیز من بشور شینم
نور دیده تو تشنه لب حسینم

اماں جان اٹھیے میں شوروشین کررہا ہوں میں آپ کا نور نظرپیاسا حسینؑ ہوں

ای مادر افسرده سیلی زعدو خورده
ای شکسته پهلو ای شکسته پهلو

اے غم زدہ والدہ آپ نے دشمن سے چوٹ کھائی اے وہ جس کا پہلو شکستہ ہے۔

حضرت امام علیؑ جناب فاطمہؑ کے جنازے پر

جناب فاطمہ زہراء کی شہادت کے وقت حضرت علیؑ مسجد میں تشریف فرما تھے حسنؑ اور حسینؑ دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے اور اپنی والدہ محترمہ کی شہادت کی خبر حضرت کو دی تو حضرت امام علیؑ اس خبرسے اس قدر غم زدہ ہوئے کہ اچانک زمین پر گرگئے حضرت کے منہ پر پانی ڈالا گیا تو ہوش آیا پھر کھڑے ہو کر دلسوز کلمات اپنی زبان پر جاری کئے اور فرمایا **بِمَنِ الْعَزَاءُ یَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ کُنْتُ بِکِ اَتَعَزّٰی فَفِیْمَ الْعَزَاءُ مِنْ بَعْدِکِ** اے محمدؐ کی بیٹی میں اپنے آپ کو کس سے تسلی دوں۔ جب تک آپ زندہ تھیں جو بھی مصیبت مجھ پر پڑتی تھی آپ کی وجہ سے کم محسوس ہوتی تھی اور دل تسلی حاصل کرلیتا تھا اب آپ کے بعد کون ایسا ہے جس سے میں سکون و تسلی حاصل کرسکوں گا۔

مسعودی معروف مؤرخ لکھتا ہے کہ حضرت امام علیؑ جناب فاطمۃ الزہراءؑ کی قبر کے نزدیک دل سوزی کے ساتھ اس طرح مرثیہ پڑھتے تھے۔

لِكُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِيْلَيْنِ فُرْقَةٌ
وَ كُلُّ الَّذِی دُوْنَ الْمَمَاتِ قَلِيْلُ

ہر دو دوستوں کا انجام بالاخر جدائی ہوتا ہے اور ہر مصیبت جدائی کی مصیبت سے کم ہے۔

وَاِنَّ افْتِقَادِیْ فَاطِمًا بَعْدَ اَحْمَدٍ
دَلِيْلٌ عَلٰی اَنْ لَا یَدُوْمُ خَلِيْلُ

رسولؐ کی رحلت کے بعد فاطمہؑ کا جانا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست باقی رہنے والا نہیں ہے۔

ای یگانه گهرم فاطمه جان فاطمه جان
از غمت خون جگرم فاطمه جان فاطمه جان

اے فاطمہ میرے یکتا موتی تیرے غم سے میرا جگر خون ہوگیا۔

بعد پرپر شدنت ای گل رعنا چه کنم
روزم از هجر تو شد چون شب یلدا چه کنم

اے گل رعنا تیرے مرجھانے کے بعد میں کیا کروں تیری جدائی کی وجہ سے میرا شب و روز تاریکی میں تبدیل ہوگیا۔

هر زمان یا دکنم پهلوی بشکسته تو
خودرود از بصرم فاطمه جان فاطمه جان

بودی چراغ خانه ام یازهراء
تاریک شد کاشانه ام یازهراء

اے فاطمہ تم میرے گھر کا چراغ تھیں میرا گھر تاریک ہوگیا

ای نوگل پژ مرده ام یازهراء
سیلی ز دشمن خورده ام یازهراء

اے میرے مرجھانے والے نئے نئے پھول میں نے دشمن سے چوٹ کھائی ہے۔

گوید حسین کو مادرم یا زهراءؑ
کو مادر غم پر ورم یازهراء

اے زہراؑ حسینؑ کہہ رہا ہے مادر گرامی کہاں ہیں میری غم زدہ ماں کہاں ہیں۔

جس وقت حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہؑ کو کفن دیا جس وقت کفن باندھنا چاہا تو آواز دی۔ اے ام کلثومؑ، اے زینبؑ، اے فضہؑ، اے حسنؑ، اے حسینؑ **هَلُمُّوا تَزَوَّدُوْا مِنْ اُمِّكُمْ** آجاؤ اپنی ماں کی زیارت کرکے توشہ زندگی لے لو کہ تمہاری ماں کا ہم سے جدائی اور بہشت سے ملاقات کا وقت ہے حسنؑ اور حسینؑ آگئے وہ نالہ و فریاد میں ڈوبے ہوئے تھے اور فرماتے تھے اے مادر گرامی آپ جب بھی ہمارے نانا کے پاس جائیں تو ہمارا

سلام ضرور کہیے گا اور ان سے کہیے گا کہ آپ کے بعد ہم اس دنیا میں یتیم ہوگئے۔ آہ ہمارے دل میں نانا اور والدہ کی جدائی سے لگی ہوئی آگ کب اور کس طرح ٹھنڈی ہوگی

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں **اِنِّی اُشْهِدُاللّٰهَ اَنَّهَا قَدْ حَنَّتْ وَاَنَّتْ وَمَدَّتْ یَدَیْهَا وَضَمَّتْهُمَا اِلٰی صَدْرِهَا مَلِیّاً** میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ فاطمہؑ کا دلسوز نالہ بلند ہوا اور اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور اپنے فرزندوں کو دیر تک سینے سے لگائے رکھا اتنے میں آسمان سے ایک ہاتف کی صدا آئی۔

یَا اَبَاالْحَسَنِ اِرْفَعْهُمَا عَنْهَا فَلَقَدْاَبْکَیَاوَاللّٰهِ مَلَائِکَةَ السَّمَاءِ اے علیؑ حسنؑ اور حسینؑ کو ان کی والدہ کے سینے سے ہٹا دیجئے خدا کی قسم اس حالت نے آسمان کے ملائکہ کو رلا دیا ہے اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے حسنینؑ کو اپنی ماں کے سینے سے ہٹایا

ای آفتاب من که شدی غائب ازنظر
آیا شب فراق ترا کی بود سحر

اے میرے وہ سورج جو نظروں سے چھپ گیا تیری جدائی کی رات کہاں ختم ہوگی

ای نورچشم عالم و چشم و چراغ دل
بگشائی چشم رحمت و برحال من نگر

اےؑ عالم کی آنکھوں کے نور اور دل کے چشم و چراغ اپنی چشم کرم کھول کر مجھ پر نظر کر

حضرت علیؑ، جناب فاطمۃ الزہراءؑ کی قبر کے نزدیک

کتاب روضۃ الواعظین میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علیؑ رات کے آخری وقت میں حسنؑ حسینؑ، عمارؓ، عقیلؓ، زبیرؓ، ابوذرؓ سلمانؓ بریدؓ اور بنی ہاشم کے چند مخصوص افراد کے ہمراہ جناب فاطمہ زہراءؑ کے جنازے کو گھر سے لے کر نکلے۔ نماز پڑھی اور رات کی تاریکی میں دفن کردیا حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کی قبر کے اردگرد سات قبریں بنادیں تاکہ فاطمہؑ کی قبر کی شناخت نہ ہو سکے۔ اس موقع پر **هَاجَ بِهِ الْحُزْنُ فَاَرْسَلَ دُمُوْعَهُ عَلٰی خَدَّیْهِ** حضرت علیؑ کا غم اور حزن اس قدر زیادہ تھا کہ حضرت کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس وقت قبر رسولؐ کی طرف متوجہ ہو کر حضرت علیؑ نے فرمایا **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِّی وَعَنْ اِبْنَتِکَ النَّازِلَةِ فِی جَوَارِکَ وَالسَّرِیْعَةِ اللِّحَاقِ بِکَ قَلَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ صَفِیَّتِکَ صَبْرِیْ وَرَقَّ عَنْهَا تَجَلُّدِیْ** سلام آپ پر اے رسولؐ خدا میری طرف سے اور آپ کی بیٹی کی طرف سے کہ جو ابھی

آپ کے جوار میں اتری ہیں۔ اے رسولؐ خدا آپ کی بیٹی زہراء کی جدائی سے میرا صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے اور مجھ میں طاقت اور ہمت نہیں رہی **اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ**

چوگنج از چه به خاک سیه نهان شده ای
گل همیشه بهارم چرا خزان شده ای

تم خاک سیاہ میں خزانے کی طرح کیوں پوشیدہ ہوگئیں اے میرے سدابہار پھول تو کیوں مرجھا گیا

تو زهره فلکی زیر خاک جائی تو نسیت
برآر سر زلحد خشت متکائی تو نیست

تو آسمان کا زہرہ ستارہ ہے تیرا مقام زمین کی خاک نہیں، قبر سے سر نکال، اینٹ تیرا تکیہ بننے کے قابل نہیں ہے۔

مرا ببرکه مقامات عالیت بینم
چگونه خانه روم جائی خالیت بینم

مجھے اپنے پاس لے جا تاکہ میں تیرے بلند درجات دیکھوں میں گھر جاکر تیری خالی جگہ کس طرح دیکھوں

زجائی خیز که باہم ہمی شبانه رویم
مرا زداغ مکش خیز تابه خانه رویم

اپنی جگہ سے اٹھ کر پردہ شب میں میرے ساتھ چل مجھے اپنے غم سے ہلاک نہ کر اٹھ تاکہ میں تیرے ہمراہ گھر جاسکوں

که طفلهائے یتیم توبی قرار تواند
دو چشم من حسینت در انتظار تواند

تیرے یتیم بچے تیرے لیے بے قرار ہیں دونوں نور چشم حسین تیرے انتظار میں ہیں

امام صادقؑ اپنے آباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ جب امیرالمومنین نے فاطمہؑ کو قبر میں اتارا قبر کو بند کیا اور کچھ پانی قبر پر ڈالا تو اس کے بعد قبر کے قریب روتے ہوئے بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت کے چچا عباسؑ آئے اور حضرت علیؑ کو گھر لے آئے

شمع ایں مساله را برہمه کس روشن کرد
که توان تابه سحر گریه بی شیون کرد

اس معاملہ کی شمع نے سب پر یہ حقیقت روشن کردی کہ صبح تک خاموشی سے رویا جاسکتا ہے

برسرتربت زهراءؑ علیؑ ازخون جگر

گریہ ھاتابہ سحر بی خبراز دشمن کرد
زھراؑ کی قبر پر دشمن سے بے خبر رہ کر علیؑ نے صبح تک گریہ و زاری کی
داغ پیغمبر و زھراء وھمان طفل شہید
ھمگی آمد و برقلب علی مسکن کرد
پیغمبرؐ، زھراء اور اس طفل شہید کے صدموں نے علی کے دل میں گھر بنالیا۔

تیسرے معصومؑ

حضرت علی علیہ السلام کے مصائب کا ذکر

حضرت علی علیہ السلام بعثت سے دس سال قبل تیرہ رجب جمعہ کے دن خانہ خدا کعبہ میں پیدا ہوئے چالیسویں ہجری انیس رمضان صبح کے وقت مسجد کوفہ کے محراب میں عبدالرحمن ابن ملجم کی ضربت لگی اکیس رمضان کو اسی سال تریسٹھ سال کی عمر میں شہر کوفہ میں اپنے گھر کے اندر شہادت پائی حضرت کی قبر نجف اشرف میں ہے

حضرت علی علیہ السلام کی پانچ سالہ حکومت

پینتیس (35) ہجری کو کہ ذوالحجہ کے تین روز ابھی باقی تھے کہ حضرت عثمان قتل ہوئے تو مدینے کے مسلمان حضرت علیؑ کی بیعت پر متفق ہوئے اور آنحضرت نے رہبری کے امور کی لگام و زمام اپنے ہاتھ میں لے لی حضرت امیرالمومنینؑ کی خلافت کی مدت چار سال نو مہینے اور چند روز پر مشتمل ہے جب کہ آنحضرت کے دور خلافت میں بہت سے اسلام دشمنوں نے سر ابھارا اور ان میں سے ہر ایک حضرت کی حکومت کو ختم کرنے کے درپے تھا۔

ان کے تین مختلف گروہ بنتے ہیں

1- قاسطین معاویہ اور اس کے حامی
2- ناکثین طلحہ اور زبیر اور ان کے حامی اور مددگار
3- مارقین دل کے اندھے اور ناسمجھ لوگ

پہلے گروہ سے اٹھارہ مہینے تک صفین کی جنگ جاری رہی انہوں نے صفین کے مقام پر حضرت کے خلاف قیام کیا تھا یہ پہلا گروہ اس صورت میں سامنے آیا۔

دوسرے گروہ کی وجہ سے بصرہ میں جنگ جمل وجود میں آئی حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کے لیے انہوں نے بھی بہت سی دشواریاں پیدا کیں۔

تیسرے گروہ یہ خوارج تھے داخلی طور پر انہوں نے حضرت کے خلاف جنگ شروع کی جس کے سبب حضرت علی علیہ السلام اپنے لشکر کو لے کر جنگ کے لئے تشریف لے گئے۔

ان کی تعداد چار ہزار تھی سرزمین نہروان میں دس کے علاوہ سب کے سب مارے گئے اور حضرت علیؑ کے لشکر کے صرف نو آدمی شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے خوارج کے دس آدمی جورہ گئے تھے انہوں نے راہ فرار اختیار

کی فرار حاصل کرنے والوں میں عبدالرحمن ابن ملجم بھی تھا جو حضرت علی علیہ السلام کا قاتل ہے

خوارج کے حیلے اور مکر

خوارج میں سے جو رہ گئے تھے انہوں نے خفیہ طور پر مکہ میں میٹنگ کی اس میٹنگ کے اغراض و مقاصد میں یہ طے پایا کہ تین آدمیوں کو قتل کیا جائے حضرت علیؑ کوفہ میں معاویہ شام میں عمروعاص مصر میں عبدالرحمن ابن ملجم اور برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر نے یہ عہد کیا کہ ہجرت کی چالیسویں سال انیس رمضان کی رات امیرالمومنین حضرت علیؑ کوفہ میں عبدالرحمن ابن ملجم کے ہاتھ سے اور شام میں معاویہ کو برک بن عبداللہ کے ہاتھ سے اور مصر میں عمرو عاص کو عمروبن بکر کے ہاتھ سے قتل کرایا جائے گا ابن ملجم یمن کا رہنے والا تھا بعد میں عراق آیا اور جنگ نہروان کے بعد خفیہ طور پر کوفے آیا اور کوفے میں قطامہ سے ملاقات کی قطامہ کا باپ اور بھائی جنگ نہروان میں حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے اس وجہ سے ان کے دل میں حضرت علیؑ کا بغض تھا ابن ملجم اس کے حسنؑ و جمال پر فریفتہ ہوگیا اور اس سے خواستگاری کی تو اس نے کہا عقد کی صورت میں میرا مہر یہ ہے کہ تین ہزار درہم ایک غلام ایک کنیز اور علیؑ کا سر تو ابن ملجم نے کہا جو کچھ تو نے کہا وہ مجھے قبول ہے لیکن میرے لیے حضرت علیؑ کا قتل کرنا ممکن نہیں ہے قطامہ نے کہا کہ حضرت علیؑ جب کسی کام میں مشغول ہوں اس وقت اچانک ان پر حملہ کرنا اور اس کو قتل کرنا اس صورت میں میرے دل کو اطمینان ہوگا اور میری زندگی تمہارے ساتھ خوشگوار گزرے گی اور اگر تم ان کے مقابلے میں مارے گئے تو آخرت کا ثواب تمہارے لیے بہتر ہے اس وقت ابن ملجم نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس شہر میں نہیں آیا مگر اس ارادے سے کہ علیؑ کو قتل کروں تو قطامہ اور دو افراد وردان بن مجاہد اور شبیب بن بحرہ ابن ملجم کے مددگار بن گئے۔ انہوں نے انیس رمضان کی صبح کو اس کام کو انجام دینے کا فیصلہ کیا قطامہ نے مسجد میں ایک خیمہ لگایا ہوا تھا عبادت اور اعتکاف کے سلسلے میں وہاں رہتی تھی وہ تینوں انیس ماہ رمضان کو قطامہ کے خیمے میں تھے یعنی ابن ملجم شبیب اور وردان قطامہ نے تلوار کو زہر آلود کیا اور اسے ابن ملجم کے ہاتھ میں دیا تاکہ لباس کے نیچے حمایل کر لے اور اشعث بن قیس کہ جو حضرت ابوبکر کا بہنوئی تھا اس کو اس واقعہ کا علم تھا اس سلسلے میں اس نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کیا اور اسی رات وہ بھی مدد کے لیے مسجد میں آیا ہوا تھا اس رات حجربن عدی بھی مسجد میں تھا کہ جو حضرت امیر کے مددگاروں میں سے تھا اس نے اچانک سنا کہ اشعث ابن ملجم سے کہہ رہا ہے کہ جلدی کرو اپنی حاجت بجالاؤ صبح ہونے کے قریب ہے حجر نے مطلب کو سمجھ لیا اور اشعث سے کہا اے نابینے ملعون کیا حضرت علیؑ کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے حجر جلدی سے مسجد سے نکلے اور حضرت علیؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ حضرت کو اس

واقعہ کی خبر دے سکیں مگر اتفاق سے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کسی دوسرے راستے سے مسجد میں تشریف لے گئے حضرت علیؑ مسجد میں داخل ہوئے اور ابھی پہلی رکعت کے سجدہ میں تھے کہ ابن ملجم نے حضرت پر حملہ کیا اور حضرت کے سر پر ضربت لگی جب حجر واپس مسجد میں آئے تو سمجھ گئے کہ معاملہ تمام ہوچکا ہے وقت نکل گیا ہے لوگ کہہ رہے تھے **قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ** علیؑ شہید ہوگئے

حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر

پہلے ہی سے پیغمبر اسلام نے حضرت امام علی کی شہادت کی خبر دی تھی اور خود علی بھی جانتے تھے اور کئی مرتبہ اس کی خبر دے چکے تھے اس مقام پر چار روایات ہیں جو بیان کرتے ہیں

پیغمبر نے علی سے فرمایا
یَا عَلِیُّ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ عَاقِرُ النَّاقَةِ وَاَشْقَی الْاٰخِرِیْنَ قَاتِلُکَ وَفِی رِوَایَةٍ مَنْ یَخْضِبُ هٰذِهٖ مِنْ هٰذَا اے علی پہلے لوگوں میں سے سب سے زیادہ شقی اور بدبخت وہ ہے کہ جس نے صالح کی اونٹنی کو قتل کیا اور آخرین میں سب سے زیادہ بدبخت اور شقی تیرا قاتل ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ وہ ہے کہ جو اس کو تیرے خون سے رنگین کرے گا۔

اور حضرت کا اشارہ ریش مبارک کی طرف تھا کہ سر کے خون سے تمہاری داڑھی خضاب ہوگی

حضرت علیؑ کو انیس کی رات ضربت لگی اور ماہ رمضان میں کسی رات اپنے فرزند حسنؑ کے پاس رہتے تھے اور کسی رات اپنے فرزند حسینؑ کے پاس رات گزارتے تھے اور کبھی اپنے داماد عبداللہ بن جعفر کے پاس افطار کرتے تھے اور تین لقمہ سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے حضرت کے فرزندوں میں سے ایک نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کھانا کم کیوں کھاتے ہیں تو حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا **یَا بُنَیَّ یَاْتِی اَمْرُ اللّٰهِ وَاَنَا خَمِیْصٌ اِنَّمَا هِیَ لَیْلَةٌ اَوْ لَیْلَتَانِ** اے میرے بیٹے خدا کا امر (موت) آنے والا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس حالت میں شکم خالی ہو اور وہ وقت ایک رات یا دو راتوں سے زیادہ باقی نہیں ہے

حضرت علیؑ جب انیسویں کی صبح اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلے تو اس وقت بطخوں نے حضرت سے فریاد کی گھر والے ان کو حضرت سے دور کرنے لگے تو حضرت نے فرمایا **اُتْرُکُوْهُنَّ فَاِنَّهُنَّ نَوَائِحُ** ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کررہی ہیں اور کبھی فرماتے تھے **وَاللّٰهِ لَتُخْضَبَنَّ هٰذِهٖ مِنْ هٰذَا** اللہ کی قسم اور ساتھ ہی حضرت نے اپنے ہاتھ کو سر اور داڑھی پر پھیرا اور فرمایا کہ یہ عنقریب خضاب ہوں گے

حضرت علیؑ کے سر پر ضربت لگنے کا واقعہ

حضرت علیؑ ہجرت کے چالیسویں سال انیس ماہ رمضان سحری کے وقت معمول کے مطابق نماز جماعت کے لئے گھر سے مسجد کوفہ روانہ ہوئے

مسعودی لکھتا ہے کہ اس رات گھر کا دروازہ کھولنا حضرت کے لئے دشوار ہوا جو کہ خرمہ کی لکڑی سے بنا ہوا تھا حضرت نے اس دوروازے کو اکھاڑا اور ایک کنارے پر رکھا اور یہ شعر پڑھا۔

اُشْدُدْ حَیَازِیْمَکَ لِلْمَوتِ فَاِنَّ الْمَوْتَ لاقِیْکَا

وَلاتَجْزَعْ مِنَ الْمَوْتِ اِذَاحَلَّ بِوَادِیْکَا

اپنی کمر اور سینے کو موت کے لئے باندھ دو کیونکہ موت تمہاری ملاقات کرے گی اور موت سے جزع فزع نہ کرو جب کہ وہ موت تمہارے گھر میں اترے اس کے بعد حضرت علیؑ مسجد کی طرف روانہ ہوئے معمول کے مطابق دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد چھت پر تشریف لے گئے تاکہ اذان دیں بلند آواز سے اذان دی کہ حضرت کی یہ آواز تمام کوفہ میں رہنے والوں کے کانوں تک پہنچی اس کے بعد امام چھت سے نیچے تشریف لائے محراب مسجد میں چلے گئے صبح کی نافلہ نماز میں مشغول ہوگئے جب حضرت نے سجدہ اول سے سراٹھانا چاہا تو اس تاریکی میں ابن ملجمؒ نے ایسی تلوار حضرت کے سر پر ماری کہ جس سے حضرت کا سرشگافتہ ہوگیا وہ ضربت پیشانی تک پہنچی۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے اس موقع پر فرمایا **بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ** خدا کے نام کے ساتھ خدا کے لئے رسول خدا کے دین پر کعبہ کے خدا کی قسم میں کامیاب ہوا اس کے بعد تھوڑی سی مٹی محراب سے اٹھائی اور سر کے زخم پر رکھ دی اور یہ آیت پڑھی

مِنْھَا خَلَقْنَاکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مٹی ہی میں لوٹائیں گے اور پھر دوبارہ اس مٹی سے باہر نکالیں گے

جبرئیل امین نے زمین اور آسمان کے درمیان فریاد بلند کی اور کہا **تَھَدَّمَتْ وَاللّٰہِ اَرْکَانُ الْھُدٰی وَانْطَمَسَتْ اَعْلَامُ التُّقٰی وَانْفَصَمَتِ الْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی قُتِلَ ابْنُ عَمِّ الْمُصْطَفٰی قُتِلَ عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی قَتَلَہٗ اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ**

خدا کی قسم ہدایت کے ستون منہدم ہوگئے اور تقویٰ کی عظیم نشانیاں تاریک ہوگئیں ایمان کی محکم رسی ٹوٹ گئی مصطفیٰ کے چچا زاد بھائی شہید ہوئے علی مرتضیٰ شہید ہوئے ان کو اشقیاء میں سب سے بڑے شقی نے قتل کیا ہے

عجب شوری درایں ظلمت سراشد۔

زشورساکنان عالم نور

اس تاریک گھر میں عجب شور برپا ہے عالم نور کے رہنے والوں کے شور سے

بگوش اھل دل فریاد جبرئیل

حکایت می کند از نفخہ صور

جرائیل کی فریاد اھل دل کے کانوں میں صوراسرافیل کی طرح گونج رہی ہے

شکست ازتیشہ کین شاخ طوبی

زغم آتش فشان شد نخلہ طور

طوبیٰ کی شاخ دشمن کے تیشے کی ضرب سے ٹوٹ گئی شجر طور غم کی وجہ سے آگ برسانے لگا

زخون محراب و مسجد لالہ گونست

امیرالمومنین غرقاب خون است

محراب و مسجد خون سے سرخ ہوگئے امیرالمومنین خون میں غلطاں ہیں

چو ازشمشیر کین شق القمر شد

زمین و آسمان زیرو زبرشد

جب کینے کی تلوار سے قمر شق ہوگیا اور زمین و آسمان زیروزبر ہوگئے

قضا طرح بساطی ازعزاریخت

چوشمشیر مرادی شعلہ ورشد

جب شمشیر مرادی نے آگ برسادی تو موت نے بساط عزا بچھادی

زخون محراب و مسجد لالہ گونست

امیرالمومنین غرقاب خون است

خون سے محراب و مسجد سرخ ہیں اور امیرالمومنین خون میں غلطاں ہیں

ابن ملجم اور ساتھیوں کے فرار کا واقعہ

منقول ہے کہ وہ تینوں (ابن ملجم۔ شبیب اور وردان) اس دروازے کے پیچھے کہ جس سے حضرت نماز پڑھنے کے لئے جاتے تھے چھپ گئے جب حضرت علی وہاں پر آئے تو ان تینوں نے اس دروازہ سے حملہ کیا شبیب کی تلوار مسجد کی چھت کے نچلے حصہ کو لگی لیکن ابن ملجم کی تلوار حضرت کے فرق مبارک پر لگی یہ تینوں بھاگ گئے شبیب اپنے گھر چلا گیا اس کے چچازاد بھائی نے دیکھا ریشمی کپڑا جسے اس نے اپنے سینے پر لپیٹا ہوا تھا اس کو

اتارنا چاہتا تھا اتنے میں اس کے چچا زاد بھائی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے حضرت علیؑ کو شہید کیا ہے شبیب کہنا چاہتا تھا کہ نہیں لیکن جلدی میں کہا ہاں اسی وقت اس کے چچازاد بھائی نے اپنی تلوار سے اس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کیا اور ابن ملجم کسی اور طرف سے نکل گیا ابوذر جو ہمدان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اس کے پیچھے دوڑے اور کوفہ کے باہر منہ اندھیرے کے وقت اپنی چادر جو ان کے پاس تھی اس پر ڈال دی اور اس کو پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کی تلوار کو چھین لیا اور اس کو امیرالمومنینؑ کے پاس لے آئے اور تیسرا قاتل وردان فرار ہو گیا اور لاپتہ ہو گیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس کو بھی قتل کردیا گیا ہے۔

امیرالمومنینؑ نے ابن ملجم کے بارے میں فرمایا اگر میں اس ضربت سے دنیا سے چلا گیا تو اس کو قصاص کے بدلے قتل کریں اگر میری جان بچ گئی اس وقت جو میری رائے ہوگی اس کے مطابق عمل کرونگا ایک دوسری روایت کے مطابق فرمایا اگر میں اس دنیا سے چلا گیا تو پیغمبروں کے قاتلوں کی طرح اس کو سزا دو ان کے قاتلوں کا قصاص قتل کرنا اور جلانا ہے۔

ابن ملجم نے کہا **وَاللّٰهِ لَقَدِ ابْتَعْتُهُ بِاَلْفٍ وَسَمَّمْتُهُ بِاَلْفٍ فَاِنْ خَانَنِیْ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ** خدا کی قسم اس تلوار کو میں نے ہزار درہم میں خریدا ہے اور ہزار درہم کے ساتھ اس کو زہر دیا ہے اس کے باوجود اگر یہ تلوار خیانت کرے تو اس پر نفرین ہو مولا کو جب کہ آپ خون میں آلودہ تھے ایک کمبل پر رکھا گیا اور اس کے اطراف کو پکڑ کر آپ کو گھر لے آئے لوگ گروہ در گروہ حضرت علیؑ کے گھر آتے تھے اور اپنے سروں کو گھر کی دیواروں سے ٹکراتے تھے۔ اور روتے تھے اور علاج معالجہ کے لیے کوفے کے اطباء کو حاضر کیا گیا اثیر بن عمرو جو سب سے زیادہ ماہر طبیب تھا حضرت کے سرہانے آیا اور سر کے زخم کو دیکھا اور کہا کہ گوسفند کے سفید جگر کو لے آئیں تو فوراً جگر کو حاضر کیا گیا اس نے اس سے ایک رگ کو نکالا اور حضرت امام علیؑ کے دماغ پر رکھا اور تھوڑی دیر کے بعد اس رگ کو باہر نکالا جس سے پتہ چلا کہ ضربت دماغ تک پہنچ چکی ہے تمام رشتہ دار منتظر تھے تاکہ سنیں کہ طبیب کیا کہتا ہے اچانک انہوں نے سنا کہ اثیر بن عمرو امام سے کہتا ہے کہ جلد از جلد وصیت کیجئے کہ ضربت دماغ تک پہنچ چکی ہے اور اس کا علاج ناممکن ہے حضرت علیؑ نے وصیت کی وہ وصیت نہج البلاغہ خطبہ 47 میں موجود ہے۔

حضرت زینبؑ کا سوال اور باپ کا جواب

حضرت زینبؑ فرماتی ہیں کہ جس وقت میرے بابا ابن ملجم کی ضربت کی وجہ سے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور موت کی علامات حضرت کے چہرے پر عیاں تھیں تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ ام ایمن ایک حدیث بیان کرتی

تھیں کہ ایک دن پنجتن پاک ایک جگہ پر جمع تھے کہ اچانک پیغمبرؐ غمگین ہوگئے میں نے غم کی وجہ دریافت کی تو حضرت زہراؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ کی شہادت کو بیان کیا میں بھی آپ سے سننا چاہتی ہوں حضرت علیؑ نے فرمایا بیٹی ام ایمن کی حدیث بالکل درست ہے گویا تجھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کو دیکھ رہا ہوں قید اور پریشانی کی حالت میں اس کوفہ کے شہر میں داخل کریں گے اور نامحرموں کی بھیڑ ہوگی تم بے ردا ہونگی اور لوگ تم کو میری بیٹی ہونے کی وجہ سے اور حسین کی بہن ہونے کی وجہ سے پتھر مار رہے ہونگے اور تمہارے سروں سے اسی کوفہ کی گلیوں میں خون بہہ رہا ہوگا اس وقت صبر اور استقامت کو اختیار کرنا اس خدا کی قسم کہ جس نے دانے کو چیرا اور انسان کو پیدا کیا اس دن تمام روئے زمین پر تمہارے اور تمہارے دوستدار اور شیعوں کے علاوہ کوئی ولی موجود نہیں ہوگا رسول خداؐ نے ہمیں اس طرح خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس وقت شیطان اپنی اولاد اور ساتھیوں کے ہمراہ روئے زمین پر چلے گا اور شیطان ان سے کہے گا اے گروہ شیطان آدم علیہ السلام کا انتقام ان کی اولاد سے لے لیا ہے ان کے ہلاک کرنے میں کوشش کرو اور کوشش کرو کہ لوگ ان کے بارے میں شک اور تردید میں مبتلا ہوں اور لوگوں کو ان کی دشمنی پر آمادہ کرو۔

سچا خواب

انیسویں ماہ رمضان کو سحری کے وقت حضرت کے سر مبارک پر ضربت لگی تو امام حسن نے فرمایا گذشتہ شب اسی مسجد کوفہ میں میرے بابا نے مجھ سے فرمایا بیٹا میں نماز شب پڑھنے کے بعد سویا عالم خواب میں رسول خدا کو دیکھا اور حضرت سے میں نے جہاد کے بارے میں اصحاب کی سستی کی شکایت کی آنحضرت نے مجھ سے فرمایا **اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یُرِیْحَکَ مِنْهُمْ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ** دعا کرو کہ خدا تم کو ان لوگوں کے ہاتھ سے راحت دے تو میں نے یہی دعا کی۔

حضرت علی علیہ السلام سے اصبغ بن نباتہ کی ملاقات

اصبغ بن نباتہ جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے خاص ساتھیوں میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت کو ضربت لگی تو ہر طرف سے لوگ آنے لگے اور حضرت علیؑ کے گھر کے اردگرد جمع ہوگئے اور ابن ملجم کے قتل کے منتظر تھے امام حسنؑ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو میرے باپ نے وصیت کی ہے کہ ابن ملجم کے کام کو شہادت تک تاخیر کریں اگر حضرت دنیا سے رخصت ہوگئے پھر تو ہماری مرضی ہے ورنہ خود مولا اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے اب اپنے گھروں میں چلے جایئے۔ خدا آپ کے گناہوں کو بخش دے بابا سے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی ہے ان کی طبیعت اس قابل نہیں کہ ان سے ملاقات کی جائے۔

سب لوگ چلے گئے لیکن میں نہ گیا امام حسنؑ نے فرمایا اے اصبغ ! میں نے اپنے بابا کی طرف سے جو بتایا آپ نے نہیں سنا میں نے کہا ہاں میں نے سنا لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت علیؑ کی زیارت کروں اور ان سے ایک حدیث سن لوں میرے لیے اندر آنے کی اجازت لے لیں امام حسنؑ واپس اندر تشریف لے گئے اس کے بعد باہر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ اندر آجاؤ میں اندر گیا حضرت امیرالمومنین کے بستر کے قریب پہنچا تو میں نے حضرت کو دیکھا کہ ایک زرد رنگ کا رومال سر پر باندھا ہوا ہے لیکن حضرت کے چہرے کا رنگ رومال کی زردی سے زیادہ زرد تھا آنحضرت زہر کے اثر کی وجہ سے شدید تکلیف محسوس کررہے تھے اس کے باوجود میرے لیے ایک حدیث بیان کی۔

بعض نے نقل کیا ہے کہ دودھ حضرت علیؑ کے لئے مفید تھا جب لوگوں نے سنا تو ہر ایک حضرت کے لیے دودھ لے آیا۔ کہ امام حسنؑ دودھ کا ایک پیالہ حضرت کے پاس لائے اور حضرت کو دیا حضرت نے اس سے تھوڑا سا دودھ پیا اور فرمایا باقی دودھ اسیروں یعنی ابن ملجم کے پاس لے جاؤ پھر امام حسنؑ سے فرمایا جو تمہاری گردن پر میرا حق ہے وہ یہ ہے کہ جو لباس تم پہنتے ہو اور جو کھانا تم کھاتے ہو وہی ابن ملجم کو بھی کھلاؤ اور پہناؤ۔

ایک اور عبارت میں یوں ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے والد بزرگوار کے سر کو اپنے دامن میں رکھا اور گریہ کیا تو آنسو حضرت علیؑ کے چہرے پر پڑے حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے کو تسلی دی اور صبر کرنے کی تلقین کی حضرت امام حسنؑ نے روتے ہوئے عرض کیا بابا جان کس نے آپ پر ضربت لگائی؟ فرمایا یہودی عورت کے بیٹے عبدالرحمن نے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا رونا

محمد حنفیہؒ کہتے ہیں کہ میرے بابا نے فرمایا کہ مجھے اٹھا کر نماز کی جگہ لے جائیں حضرت کو اٹھا کر نماز کی جگہ لے گئے اور لوگ زار وقطار روتے تھے اس قدر جانسوز گریہ کرتے تھے کہ نزدیک تھا کہ ان کی روح بدن سے نکل جائے امام حسینؑ اپنے بابا کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت زیادہ روئے اس حالت میں امام حسینؑ نے عرض کیا ہم آپ کے بعد کیا کریں گے آپ کی رحلت رسول خدا کی رحلت کی طرح جانسوز ہے خدا کی قسم ہمارے لیے یہ بہت سخت ہے کہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے حسینؑ! میرے نزدیک آؤ۔ حسینؑ کہ جن کی آنکھوں میں آنسو تھے نزدیک آئے۔ حضرت علیؑ نے امام حسینؑ کے آنسوؤں کو پونچھا اور اپنے ہاتھ کو امام حسینؑ کے دل پر رکھا اور فرمایا **یَا بُنَیَّ قَدْ رَبَطَ اللّٰهُ قَلْبَکَ بِالصَّبْرِ** بیٹا تیرے دل کو اللہ تعالیٰ صبر اور استقامت عطا فرمائے اور تجھے اور تیرے بھائی کو بہت زیادہ اجر عطا فرمائے آرام سے رہو گریہ نہ کرو۔

خداوند تعالیٰ اس کے مقابلہ میں بہت زیادہ اجر عطا کرے گا اس کے بعد حضرت کے دوسرے فرزند حضرت کے قریب آئے اور رونے لگے امامؑ نے انہیں بھی صبر کرنے کا حکم دیا۔

حضرت کے فرزند حضرت کے بستر کے قریب

جب حضرت علیؑ بستر پر لیٹے ہوئے تھے تو حضرت کے سارے فرزند ایک ایک کرکے حضرت کے قریب آئے حضرت کے قدم کا بوسہ لیتے اور کہتے بابا جان یہ آپ کی کیا حالت ہے کہ جو ہم سے نہیں دیکھی جاتی کاش ہماری ماں فاطمہؑ زندہ ہوتیں اور ہمیں تسلی دیتیں کاش مدینہ میں نانا کی قبر کے قریب ہوتے تو ان کے سامنے اپنا درد دل بیان کرتے اس غریبی اور یتیمی کا اس قدر نالہ و فریاد بلند ہوا کہ جو بھی سنتا وہ بے اختیار روتا امیرالمومنینؑ ایک ایک کو اپنی آغوش میں لیتے پیار کرتے اور فرماتے میں تمہارے نانا اور تمہاری مادر گرامی کے پاس جاؤنگا میں نے آج کی رات خواب دیکھا ہے کہ رسول خداؐ اپنی آستین کے ساتھ میرے چہرے سے غبار صاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے علیؑ! جو کچھ تمہارے اوپر تھا اس کو بجالائے - یہ خواب دلالت کرتا ہے کہ میں آج تمہارے نانا کے پاس چلا جاؤں گا۔

ایک دوسرے مقام پر منقول ہے حضرت علیؑ بستر پر تھے حضرت علیؑ کی نگاہ حسینؑ پر پڑی اور فرمایا **یَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اَنْتَ شَهِیْدُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَعَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَالصَّبْرِ عَلٰی بَلَائِهٖ** اے حسینؑ تم اس امت کے شہید ہو تم پر لازم ہے کہ مصائب الٰہی پر صبر کرو

چون سلطان همارا بال و پر سوخت
شهنشاه حقیقت راجگر سوخت

جب سلطان ہما کے بال و پر جل گئے تو حقیقت کے بادشاہ کا جگر کباب ہوگیا۔

سموم کین چوزد برگلشن دین
نه تنها شاخ گل بر خشک و ترسوخت

جب دین کے گلشن میں بغض کی ہوا چلی تو پھر صرف شاخ گل ہی نہیں بلکہ خشک و ترسب جل گئے۔

زداغ لاله زار علم و حکمت
کتاب وسنت خیر البشر سوخت

علم و حکمت کے گلزار کے فراق میں پیغمبر خداؐ کی کتاب و سنت دونوں راکھ ہوگئے۔

سزد کز چشم زمزم خون ببارد

کہ تو نے حضرت علیؑ کو شہید کیا ہے شبیب کہنا چاہتا تھا کہ نہیں لیکن جلدی میں کہا ہاں اسی وقت اس کے چچازاد بھائی نے اپنی تلوار اتارنا چاہتا تھا اتنے میں اس کے چچا زاد بھائی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے سے اس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کیا اور ابن ملجم کسی اور طرف سے نکل گیا ابوذر جو ہمدان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اس کے پیچھے دوڑے اور کوفہ کے باہر منہ اندھیرے کے وقت اپنی چادر جو ان کے پاس تھی اس پر ڈال دی اور اس کو پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کی تلوار کو چھین لیا اور اس کو امیرالمومنینؑ کے پاس لے آئے اور تیسرا قاتل وردان فرار ہو گیا اور لاپتہ ہو گیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔

امیرالمومنینؑ نے ابن ملجم کے بارے میں فرمایا اگر میں اس ضربت سے دنیا سے چلا گیا تو اس کو قصاص کے بدلے قتل کریں اگر میری جان بچ گئی اس وقت جو میری رائے ہوگی اس کے مطابق عمل کروں گا ایک دوسری روایت کے مطابق فرمایا اگر میں اس دنیا سے چلا گیا تو پیغمبروں کے قاتلوں کی طرح اس کو سزا دو ان کے قاتلوں کا قصاص قتل کرنا اور جلانا ہے۔

ابن ملجم نے کہا **وَاللّٰهِ لَقَدِ ابْتَعْتُهُ بِاَلْفٍ وَسَمَّمْتُهُ بِاَلْفٍ فَاِنْ خَانَنِیْ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ** خدا کی قسم اس تلوار کو میں نے ہزار درہم میں خریدا ہے اور ہزار درہم کے ساتھ اس کو زہر دیا ہے اس کے باوجود اگر یہ تلوار خیانت کرے تو اس پر نفرین ہو مولا کو جب کہ آپ خون میں آلودہ تھے ایک کمبل پر رکھا گیا اور اس کے اطراف کو پکڑ کر آپ کو گھر لے آئے لوگ گروہ در گروہ حضرت علیؑ کے گھر آتے تھے اور اپنے سروں کو گھر کی دیواروں سے ٹکراتے تھے۔ اور روتے تھے اور علاج معالجہ کے لیے کوفے کے اطباء کو حاضر کیا گیا اثیر بن عمرو جو سب سے زیادہ ماہر طبیب تھا حضرت کے سرہانے آیا اور سر کے زخم کو دیکھا اور کہا کہ گوسفند کے سفید جگر کو لے آئیں تو فوراً جگر کو حاضر کیا گیا اس نے اس سے ایک رگ کو نکالا اور حضرت امام علیؑ کے دماغ پر رکھا اور تھوڑی دیر کے بعد اس رگ کو باہر نکالا جس سے پتہ چلا کہ ضربت دماغ تک پہنچ چکی ہے تمام رشتہ دار منتظر تھے تاکہ سنیں کہ طبیب کیا کہتا ہے اچانک انہوں نے سنا کہ اثیر بن عمرو امام سے کہتا ہے کہ جلد از جلد وصیت کیجئے کہ ضربت دماغ تک پہنچ چکی ہے اور اس کا علاج ناممکن ہے حضرت علیؑ نے وصیت کی وہ وصیت نہج البلاغہ خطبہ 47 میں موجود ہے۔

حضرت زینبؑ کا سوال اور باپ کا جواب

حضرت زینبؑ فرماتی ہیں کہ جس وقت میرے بابا ابن ملجم کی ضربت کی وجہ سے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور موت کی علامات حضرت کے چہرے پر عیاں تھیں تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ ام ایمن ایک حدیث بیان کرتی

تھیں کہ ایک دن پنجتن پاک ایک جگہ پر جمع تھے کہ اچانک پیغمبرؐ غمگین ہوگئے میں نے غم کی وجہ دریافت کی تو حضرت زہراؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ کی شہادت کو بیان کیا میں بھی آپ سے سننا چاہتی ہوں حضرت علیؑ نے فرمایا بیٹی ام ایمن کی حدیث بالکل درست ہے گویا تجھے اور رسول خدا ﷺ کی بیٹیوں کو دیکھ رہا ہوں قید اور پریشانی کی حالت میں اس کوفہ کے شہر میں داخل کریں گے اور نامحرموں کی بھیڑ ہوگی تم بے رِدا ہوگی اور لوگ تم کو میری بیٹی ہونے کی وجہ سے اور حسینؑ کی بہن ہونے کی وجہ سے پتھر مار رہے ہوں گے اور تمہارے سروں سے اسی کوفہ کی گلیوں میں خون بہہ رہا ہوگا۔ اس وقت صبر اور استقامت کو اختیار کرنا اس خدا کی قسم کہ جس نے دانے کو چیرا اور انسان کو پیدا کیا اس دن تمام روئے زمین پر تمہارے اور تمہارے دوستدار اور شیعوں کے علاوہ کوئی ولی موجود نہیں ہوگا رسول خداؐ نے ہمیں اس طرح خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس وقت شیطان اپنی اولاد اور ساتھیوں کے ہمراہ روئے زمین پر چلے گا اور شیطان ان سے کہے گا اے گروہ شیطان آدم علیہ السلام کا انتقام ان کی اولاد سے لے لیا ہے ان کے ہلاک کرنے میں کوشش کرو اور کوشش کرو کہ لوگ ان کے بارے میں شک اور تردید میں مبتلا ہوں اور لوگوں کو ان کی دشمنی پر آمادہ کرو۔

سچا خواب

انیسویں ماہ رمضان کو سحری کے وقت حضرت کے سر مبارک پر ضربت لگی تو امام حسن نے فرمایا گزشتہ شب اسی مسجد کوفہ میں میرے بابا نے مجھ سے فرمایا بیٹا میں نماز شب پڑھنے کے بعد سویا عالم خواب میں رسول خدا کو دیکھا اور حضرت سے میں نے جہاد کے بارے میں اصحاب کی سستی کی شکایت کی آنحضرت نے مجھ سے فرمایا **اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّرِيْحَكَ مِنْهُمْ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ** دعا کرو کہ خدا تم کو ان لوگوں کے ہاتھ سے راحت دے تو میں نے یہی دعا کی۔

حضرت علی علیہ السلام سے اصبغ بن نباتہ کی ملاقات

اصبغ بن نباتہ جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے خاص ساتھیوں میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت کو ضربت لگی تو ہر طرف سے لوگ آنے لگے اور حضرت علیؑ کے گھر کے اردگرد جمع ہوگئے اور ابن ملجم کے قتل کے منتظر تھے امام حسنؑ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو میرے باپ نے وصیت کی ہے کہ ابن ملجم کے کام کو شہادت تک تاخیر کریں اگر حضرت دنیا سے رخصت ہوگئے پھر تو ہماری مرضی ہے ورنہ خود مولا اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے اب اپنے گھروں میں چلے جائیے۔ خدا آپ کے گناہوں کو بخش دے بابا سے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی ہے ان کی طبیعت اس قابل نہیں کہ ان سے ملاقات کی جائے۔

سب لوگ چلے گئے لیکن میں نہ گیا امام حسن نے فرمایا اے اصبغ !میں نے اپنے بابا کی طرف سے جو بتایا آپ نے نہیں سنا میں نے کہا ہاں میں نے سنا لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت علیؑ کی زیارت کروں اور ان سے ایک حدیث سن لوں میرے لیے اندر آنے کی اجازت لے لیں امام حسنؑ واپس اندر تشریف لے گئے اس کے بعد باہر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ اندر آجاؤ میں اندر گیا حضرت امیرالمومنین کے بستر کے قریب پہنچا تو میں نے حضرت کو دیکھا کہ ایک زرد رنگ کا رومال سر پر باندھا ہوا ہے لیکن حضرت کے چہرے کا رنگ رومال کی زردی سے زیادہ زرد تھا آنحضرت زہر کے اثر کی وجہ سے شدید تکلیف محسوس کررہے تھے اس کے باوجود میرے لیے ایک حدیث بیاں کی۔

بعض نے نقل کیا ہے کہ دودھ حضرت علیؑ کے لئے مفید تھا جب لوگوں نے سنا تو ہر ایک حضرت کے لیے دودھ لے آیا۔ کہ امام حسنؑ دودھ کا ایک پیالہ حضرت کے پاس لائے اور حضرت کو دیا حضرت نے اس سے تھوڑا سا دودھ پیا اور فرمایا باقی دودھ اسیروں یعنی ابن ملجم کے پاس لے جاؤ پھر امام حسنؑ سے فرمایا جو تمہاری گردن پر میرا حق ہے وہ یہ ہے کہ جو لباس تم پہنتے ہو اور جو کھانا تم کھاتے ہو وہی ابن ملجم کو بھی کھلاؤ اور پہناؤ۔

ایک اور عبارت میں یوں ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے والد بزرگوار کے سر کو اپنے دامن میں رکھا اور گریہ کیا تو آنسو حضرت علیؑ کے چہرے پر پڑے حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے کو تسلی دی اور صبر کرنے کی تلقین کی حضرت امام حسنؑ نے روتے ہوئے عرض کیا بابا جان کس نے آپ پر ضربت لگائی؟ فرمایا یہودی عورت کے بیٹے عبدالرحمن نے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا رونا

محمد حنفیہؒ کہتے ہیں کہ میرے بابا نے فرمایا کہ مجھے اٹھا کر نماز کی جگہ لے جائیں حضرت کو اٹھا کر نماز کی جگہ لے گئے اور لوگ زار وقطار روتے تھے اس قدر جانسوز گریہ کرتے تھے کہ نزدیک تھا کہ ان کی روح بدن سے نکل جائے امام حسین اپنے بابا کی طرف مُتوجہ ہوئے اور بہت زیادہ روئے اس حالت میں امام حسین نے عرض کیا ہم آپ کے بعد کیا کریں گے آپ کی رحلت رسول خدا کی رحلت کی طرح جانسوز ہے خدا کی قسم ہمارے لیے یہ بہت سخت ہے کہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اُے حسینؑ! میرے نزدیک آؤ۔ حسینؑ کہ جن کی آنکھوں میں آنسو تھے نزدیک آئے۔ حضرت علیؑ نے امام حسینؑ کے آنسوؤں کو پونچھا اور اپنے ہاتھ کو امام حسینؑ کے دل پر رکھا اور فرمایا **یَا بُنَیَّ قَدْ رَبَطَ اللّٰهُ قَلْبَکَ بِالصَّبْرِ** بیٹا تیرے دل کو اللہ تعالیٰ صبر اور استقامت عطا فرمائے اور تجھے اور تیرے بھائی کو بہت زیادہ اجر عطا فرمائے آرام سے رہو گریہ نہ کرو۔

خداوند تعالیٰ اس کے مقابلہ میں بہت زیادہ اجر عطا کرے گا اس کے بعد حضرت کے دوسرے فرزند حضرت کے قریب آئے اور رونے لگے امامؑ نے انہیں بھی صبر کرنے کا حکم دیا۔

حضرت کے فرزند حضرت کے بستر کے قریب

جب حضرت علیؑ بستر پر لیٹے ہوئے تھے تو حضرت کے سارے فرزند ایک ایک کرکے حضرت کے قریب آئے حضرت کے قدم کا بوسہ لیتے اور کہتے بابا جان یہ آپ کی کیا حالت ہے کہ جو ہم سے نہیں دیکھی جاتی کاش ہماری ماں فاطمہؑ زندہ ہوتیں اور ہمیں تسلی دیتیں کاش مدینہ میں نانا کی قبر کے قریب ہوتے تو ان کے سامنے اپنا درد دل بیان کرتے اس غریبی اور یتیمی کا اس قدر نالہ و فریاد بلند ہوا کہ جو بھی سنتا وہ بے اختیار روتا امیرالمومنینؑ ایک ایک کو اپنی آغوش میں لیتے پیار کرتے اور فرماتے میں تمہارے نانا اور تمہاری مادر گرامی کے پاس جاؤنگا میں نے آج کی رات خواب دیکھا ہے کہ رسول خداؐ اپنی آستین کے ساتھ میرے چہرے سے غبار صاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے علیؑ !جو کچھ تمہارے اوپر تھا اس کو بجالائے - یہ خواب دلالت کرتا ہے کہ میں آج تمہارے نانا کے پاس چلا جاؤں گا۔

ایک دوسرے مقام پر منقول ہے حضرت علیؑ بستر پر تھے حضرت علیؑ کی نگاہ حسینؑ پر پڑی اور فرمایا **یَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اَنْتَ شَهِیْدُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَعَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَالصَّبْرِ عَلٰی بَلَائِهِ** اے حسینؑ تم اس امت کے شہید ہو تم پر لازم ہے کہ مصائب الٰہی پر صبر کرو

چون سلطان همارا بال و پر سوخت
شهنشاه حقیقت راجگر سوخت

جب سلطان ہما کے بال و پر جل گئے تو حقیقت کے بادشاہ کا جگر کباب ہوگیا۔

سموم کیں چوزد برگلشن دین
نه تنها شاخ گل بر خشک و ترسوخت

جب دین کے گلشن میں بغض کی ہوا چلی تو پھر صرف شاخ گل ہی نہیں بلکہ خشک و ترسب جل گئے۔

زداغ لاله زار علم و حکمت
کتاب وسنت خیر البشر سوخت

علم وحکمت کے گلزار کے فراق میں پیغمبر خداؐ کی کتاب و سنت دونوں راکھ ہوگئے۔

سزد کز چشم زمزم خون ببارد

که رکن کعبه و حجر و حجر سوخت

اگر زمزم کی آنکھ سے خون برسے تو بجا ہے کیونکہ کہ کعبے کا رکن اور حجر اسود دونوں جل گئے۔

مناجات علی امشب زنخلستان نمی آید
صدائی دلنشین شاه انس و جانؑ نمی آید

آج رات علی کی مناجات کی آواز نخلستان سے نہیں آرہی شاہ انس و جان کی دل نشین آواز نہیں آرہی

به فرق مظهر حق و عدالت ضربتی خورده
که امید حیات ازآں شه خوبان نمی آید

پیکر حق و انصاف کے سر پر ضرب لگی ہے اور شہ خوباں کے جینے کی امید نہیں رہی

علی دربستر مرگ است و مشغول و داع امشب
به خادم گوبه مسجد خسرو جانان نمی آید

علی بستر مرگ پر ہیں اور آج رات الوداع کہنے والے ہیں خادم سے کہہ دو کہ آج سرور جاناں مسجد میں نہیں آئیں گے۔

یتیمی دامن مادر گرفته اشک میریزد
که ای مادر چراغ غمخوار ماطفلان نمی آید

ایک یتیم ماں کا دامن تھامے ہوئے آنسو بہا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے مادر گرامی! کہ ہم بچوں کا غم خوار کیوں نہیں آتا۔

حکیم ازدیدن زخم علی نومید گردیده
حسن راغیر یاس از گفته لقمان نمی آید

حکیم علیؑ کا زخم دیکھ کر مایوس ہوگیا حسنؑ کو طبیب کی گفتگو سے مایوسی کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔

به عباسؑ وبه زینبؑ تسلیت گویم من دل خون
حسنؑ راگو که حیدرؑ سرور نیکان نمی آید

میں غم زدہ عباسؑ اور زینبؑ کو صبر کی تلقین کرتا ہوں حسینؑ سے کہہ دو کہ علیؑ جو نیکوکاروں کے سردار ہیں وہ نہیں آئیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دفن کا واقعہ

بعض نے نقل کیا ہے کہ اپنی شہادت سے چند گھنٹے قبل حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اس طرح وصیت کی جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو مجھے تابوت میں رکھنا اس کے بعد تابوت گھر سے باہر نکالنا تم تابوت کے پچھلے حصہ کو اٹھانا تابوت کا اگلا حصہ خود بخود اٹھ جائے گا۔
مجھے سرزمین غری یعنی نجف میں دفن کرنا وہاں ایک چمکتا ہوا سفید پتھر دکھائی دے گا اور ایک تختی نظر آئے گی اس کو اٹھانااس کے نیچے تیار شدہ قبر ملے گی جو کہ قبر حضرت آدم کے سر کے جانب ہوگی مجھے اس میں دفن کر دینا۔ جب حضرت کی اکیس رمضان کی رات شہادت ہوئی امام حسنؑ نے اپنے بھائیوں کے تعاون سے حضرت کو غسل کے بعد حنوط کیااور کفن دیااور نماز پڑھی اس کے بعد حضرت کو تابوت میں رکھا تابوت کو پیچھے سے اٹھایا تابوت آگے سے خود بخود بلند ہوا حسنؑ حسینؑ عبداللہ بن جعفر۔ محمد حنفیہ رات کے وقت جنازہ کو نجف کی سرزمین میں لائے اچانک وہاں پر ایک چمکتا ہوا سفید پتھر دکھائی دیا اس کو نکالا تو وہاں ایک تختی نظر آئی اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ وہ قبر ہے کہ جس کو نوح علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کے لیے ذخیرہ کیا ہے جنازہ کو اٹھا کر قبر میں رکھا قبر کو بند کرکے کوفہ واپس لوٹے۔ حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا میرے لیے چار مقام پر چار قبریں کھودیں۔ 1- مسجد کوفہ میں 2- یا کوفہ کے میدان میں 3- نجف میں 4- جعدہ بن ھبیرہ کے گھر میں تاکہ میری قبر کا کسی کو پتہ نہ چلے۔
یہ وصیت اس لئے تھی تاکہ حضرت کی قبر ان کے دشمنوں کے کھودنے اور توہین کرنے سے محفوظ رہے حضرت کو رات کی تاریکی میں چھپا کر لے جایا گیا اور چار افراد جنازہ کو اٹھا کر لے گئے وہ چار آدمی یہ تھے۔
حسنؑ و حسینؑ، محمد حنفیہ، عبداللہ بن جعفر
بعض روایات کے مطابق حضرت کی قبر حضرت امام جعفر صادقؑ کے زمانے تک اور ایک اور قول کے مطابق ہارون الرشید کے زمانے تک مخفی رہی۔

امام حسن علیہ السلام کا خطاب

کوفہ کے تمام لوگ عزاداری میں غرق تھے لوگ ہر طرف سے گروہ در گروہ تعزیت کے لیے آرہے تھے اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور باقی بھائیوں اور رشتہ داروں کو تعزیت پیش کرتے تھے جب لوگ مسجد کوفہ میں پہنچے تو اس موقع پر امام حسنؑ نے لوگوں سے حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو آج کی رات ایسا شخص اس دنیا سے گیا ہے کہ جو پہلے گزر چکے ہیں انہوں نے اس پر سبقت حاصل نہیں کی اور آنے والے اس تک نہیں پہنچ سکتے وہ رسول خداؐ کے علمدار تھے جبرائیل جس کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف ہوتے تھے وہ میدان سے اس

وقت تک نہیں پلٹتے تھے جب تک خدا ان کے ہاتھ پر فتح حاصل نہ کرے خدا کی قسم مال دنیا میں سے سوائے سات سو درہم کے کچھ نہیں چھوڑ گئے اور یہ ان کے حصے کے تھے اور چاہتے تھے کہ اپنے اہل بیتؑ کے لئے کچھ خریدیں لیکن موت نے فرصت نہ دی اور عید کے لیے میرے بابا نے کچھ بھی اپنی بیٹیوں کو خرید کر نہ دے سکے باخدا اس رات میرے بابا نے وفات پائی کہ جس رات یوشع بن نون موسیٰ کے وصی کی وفات ہوئی یہ وہی رات ہے کہ جس رات حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے یہ وہی رات ہے کہ جس رات قرآن نازل ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام کی قبر پر ایک نابینے فقیر کا اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا

روایت میں ہے کہ جس وقت امام حسنؑ اور امام حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کو دفن کرکے واپس آئے تو شہر کوفہ کے دروازے کے قریب ایک ویران جگہ پر ایک فقیر نابینا کو دیکھا کہ جو بیمار تھا اینٹ کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر نالہ و فریاد کررہا تھا وہ کہتا تھا میں ایک فقیر نابینا ہوں نہ کوئی میرا مونس ہے نہ غم خوار ایک سال سے اس شہر میں پڑا ہوں ہر روز ایک مہربان غم خوار میرے پاس آتے تھے اور مجھ سے احوال پرسی کرتے تھے میرے لیے غذا لاتے تھے مونس اور مہربان تھے۔

لیکن اب تک تین روز ہوگئے ہیں میرے پاس نہیں آئے اور مجھ سے احوال پرسی نہیں کی ہے۔ حسنینؑ نے پوچھا کیا اس کا نام جانتے ہو اس نے کہا نہیں حسنینؑ نے پوچھا کیا تم نے ان سے نہیں پوچھا کہ ان کا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے پوچھا تھا لیکن اس بزرگ نے جواب دیا کہ تجھے نام سے کیا کام - میں خدا کے لیے تمہاری سرپرستی کرتا ہوں انہوں نے پوچھا اے فقیر اس کا رنگ اور شکل کس قسم کی تھی اس نے کہا کہ میں نابینا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ ان کا رنگ اور شکل کس قسم کی تھی انہوں نے پوچھا کیا کوئی علامت ان کے گفتار و کردار کی یاد ہے اس نے کہا ہمیشہ اس کی زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا تھا جب وہ تسبیح و تہلیل کرتے تھے زمین در دیوار اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے جب میرے پاس بیٹھتے تھے تو فرماتے تھے **مِسْكِينٌ جَالَسَ مِسْكِيْنًا غَرِيْبٌ جَالَسَ غَرِيْبًا** مسکین مسکین کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے غریب غریب کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے۔ حسنؑ و حسینؑ محمد حنفیہ اور عبداللہ بن جعفر نے اس مہربان ناشناختہ کو پہچان لیا وہ روئے اور کہا اے فقیر یہ نشانیاں کہ جن کو تم نے شمار کیا ہے وہ ہمارے بابا امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی ہیں فقیر نے پوچھا ان کو کیا ہوا کہ تین دن سے میرے پاس نہیں آئے۔ انہوں نے فرمایا اے غریب بے نوا ایک بدبخت شخص نے حضرت پر ضربت لگائی اس کی وجہ سے وہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرگئے اور ہم ابھی دفن کرکے واپس آئے ہیں ہائے ہم یتیم ہوگئے۔

جب وہ فقیر حالات سے آگاہ ہوا تو نالہ و فریاد بلند کیا اپنے آپ کو کبھی زمین پر مارتا تھا اور کبھی زمین کی مٹی اپنے منہ پر ڈالتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ میں اس قابل نہ تھا کہ امیرالمومنین میری سرپرستی کرتے ان کو کیوں شہید کیا گیا حسنؑ اور حسینؑ جتنا بھی اس کو دلاسہ اور تسلی دیتے وہ اتنا ہی گریہ کرتا۔

نمی دانم چه کار افتاد مارا
که آں دلدار مارا زار بگذاشت

نہیں معلوم ہمیں کیا مرحلہ درپیش ہے وہ ہمارا محبوب مخلص ہمیں غمزدہ چھوڑ کر چلا گیا۔

در ایں ویرانه ایں پیر حزین . را
غریب و عاجز و بے یار بگذاشت

اس غم زدہ کمزور بوڑھے کو اس ویرانے میں غریب، بے کس اور بے یار و مددگار کی حالت میں چھوڑ گیا۔

اس پیر مرد فقیر نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے دامن کو پکڑا اور کہا تمہارے نانا کی قسم تمہارے بابا کی روح کا واسطہ مجھے انکی قبر پر لے جاؤ امام حسنؑ نے اس کے دائیں ہاتھ کو اور امام حسین نے اس کے بائیں ہاتھ کو پکڑا اس کو حضرت علیؑ کے مرقد پر لے آئے وہ قبر سے لپٹ گیا بہت زیادہ رویا اور کہا خدایا میں اس مہربان باپ کی جدائی برداشت نہیں کرسکتا تجھے اس صاحب قبر کا واسطہ کہ میری روح بھی قبض کرلے اس کی دعا قبول ہوئی اسی وقت اس کی روح قبض ہوئی۔

ذره بود به خورشید رسید
قطره ای بود به دریا پیوست

وہ ذرہ تھا سورج کے پاس پہنچ گیا قطرہ تھا جو دریا سے ہم کنار ہوگیا

امام حسن اور امام حسین اس جانسوز حادثہ سے بہت زیادہ روئے اور خود اس فقیر کو غسل دیا کفن دیا اور اس پر نماز پڑھی اور اس کو حضرت کے روضہ کے اطراف میں دفن کیا۔

چه شد مسند نشین لِی مَعَ اللّٰہِ
که فرش راه او عرش عظیم است

لی مع اللّٰہ کی مسند پر بیٹھنے والے کو کیا ہوگیا اس کے چلنے کا راستہ تو عرش عظیم ہے۔

حرم نالان خداوند حرم کو
که ارکان ہدایت زو قویم است

حرم، رنجیدہ ہے حرم کا مالک کہاں ہے کہ ہدایت کے ارکان جس سے قائم تھے۔

شہادر آستانت مفتقر چون

که رکن کعبه و حجر و حجر سوخت

اگر زمزم کی آنکھ سے خون برسے تو بجا ہے کیونکہ کہ کعبے کا رکن اور حجر اسود دونوں جل گئے۔

مناجات علی امشب زنخلستان نمی آید
صدائی دلنشین شاه انس و جانٌ نمی آید

آج رات علی کی مناجات کی آواز نخلستان سے نہیں آرہی شاہ انس و جان کی دل نشین آواز نہیں آرہی

به فرق مظهر حق و عدالت ضربتی خورده
که امید حیات ازآں شئه خوبان نمی آید

پیکر حق و انصاف کے سر پر ضرب لگی ہے اور شہ خوبان کے جینے کی امید نہیں رہی

علی دربستر مرگ است و مشغول و داع امشب
به خادم گوبه مسجد خسرو جانان نمی آید

علی بستر مرگ پر ہیں اور آج رات الوداع کہنے والے ہیں خادم سے کہہ دو کہ آج سرور جاناں مسجد میں نہیں آئیں گے۔

یتیمی دامن مادر گرفته اشک میریزد
که ای مادر چراغ غمخوار ماطفلان نمی آید

ایک یتیم ماں کا دامن تھامے ہوئے آنسو بہا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے مادر گرامی! کہ ہم بچوں کا غم خوار کیوں نہیں آتا۔

حکیم ازدیدن زخم علی نومید گردیده
حسن راغیر یاس از گفته لقمان نمی آید

حکیم علیؑ کا زخم دیکھ کر مایوس ہوگیا حسنؑ کو طبیب کی گفتگو سے مایوسی کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔

به عباسؑ وبه زینبؑ تسلیت گویم من دل خون
حسنؑ راگو که حیدرؑ سرور نیکان نمی آید

میں غم زدہ عباسؑ اور زینبؑ کو صبر کی تلقین کرتا ہوں حسینؑ سے کہہ دو کہ علیؑ جو نیکوکاروں کے سردار ہیں وہ نہیں آئیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دفن کا واقعہ

بعض نے نقل کیا ہے کہ اپنی شہادت سے چند گھنٹے قبل حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اس طرح وصیت کی جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو مجھے تابوت میں رکھنا اس کے بعد تابوت گھر سے باہر نکالنا تم تابوت کے پچھلے حصہ کو اٹھانا تابوت کا اگلا حصہ خود بخود اٹھ جائے گا۔

مجھے سرزمین غری یعنی نجف میں دفن کرنا وہاں ایک چمکتا ہوا سفید پتھر دکھائی دے گا اور ایک تختی نظر آئے گی اس کو اٹھانااس کے نیچے تیار شدہ قبر ملے گی جو کہ قبر حضرت آدم کے سر کے جانب ہوگی مجھے اس میں دفن کر دینا۔ جب حضرت کی اکیس رمضان کی رات شہادت ہوئی امام حسنؑ نے اپنے بھائیوں کے تعاون سے حضرت کو غسل کے بعد حنوط کیااور کفن دیااور نماز پڑھی اس کے بعد حضرت کو تابوت میں رکھا تابوت کو پیچھے سے اٹھایا تابوت آگے سے خود بخود بلند ہوا حسنؑ حسینؑ عبداللہ بن جعفر۔ محمد حنفیہ رات کے وقت جنازہ کو نجف کی سرزمین میں لائے اچانک وہاں پر ایک چمکتا ہوا سفید پتھر دکھائی دیا اس کو نکالا تو وہاں ایک تختی نظر آئی اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ وہ قبر ہے کہ جس کو نوح علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کے لیے ذخیرہ کیا ہے جنازہ کو اٹھا کر قبر میں رکھا قبر کو بند کرکے کوفہ واپس لوٹے۔ حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا میرے لیے چار مقام پر چار قبریں کھودیں۔ 1- مسجد کوفہ میں 2- یا کوفہ کے میدان میں 3- نجف میں 4- جعدہ بن ھبیرہ کے گھر میں تاکہ میری قبر کا کسی کو پتہ نہ چلے۔

یہ وصیت اس لئے تھی تاکہ حضرت کی قبران کے دشمنوں کے کھودنے اور توہین کرنے سے محفوظ رہے حضرت کو رات کی تاریکی میں چھپا کر لے جایا گیا اور چار افراد جنازہ کو اٹھا کر لے گئے وہ چار آدمی یہ تھے۔

حسنؑ و حسینؑ، محمد حنفیہ، عبداللہ بن جعفر

بعض روایات کے مطابق حضرت کی قبر حضرت امام جعفر صادقؑ کے زمانے تک اور ایک اور قول کے مطابق ہارون الرشید کے زمانے تک مخفی رہی۔

امام حسن علیہ السلام کا خطاب

کوفہ کے تمام لوگ عزاداری میں غرق تھے لوگ ہر طرف سے گروہ در گروہ تعزیت کے لیے آرہے تھے اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور باقی بھائیوں اور رشتہ داروں کو تعزیت پیش کرتے تھے جب لوگ مسجد کوفہ میں پہنچے تو اس موقع پر امام حسنؑ نے لوگوں سے حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو آج کی رات ایسا شخص اس دنیا سے گیا ہے کہ جو پہلے گزر چکے ہیں انہوں نے اس پر سبقت حاصل نہیں کی اور آنے والے اس تک نہیں پہنچ سکتے وہ رسول خداؐ کے علمدار تھے جبرائیل جس کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف ہوتے تھے وہ میدان سے اس

وقت تک نہیں پلٹتے تھے جب تک خدا ان کے ہاتھ پر فتح حاصل نہ کرے خدا کی قسم مال دنیا میں سے سوائے سات سو درہم کے کچھ نہیں چھوڑ گئے اور یہ ان کے حصے کے تھے اور چاہتے تھے کہ اپنے اہل بیتؑ کے لئے کچھ خریدیں لیکن موت نے فرصت نہ دی اور عید کے لیے میرے بابا نے کچھ بھی اپنی بیٹیوں کو خرید کر نہ دے سکے باخدا اس رات میرے بابا نے وفات پائی کہ جس رات یوشع بن نون موسیٰ کے وصی کی وفات ہوئی یہ وہی رات ہے کہ جس رات حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے یہ وہی رات ہے کہ جس رات قرآن نازل ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام کی قبر پر ایک نابینے فقیر کا اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا

روایت میں ہے کہ جس وقت امام حسنؑ اور امام حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کو دفن کرکے واپس آئے تو شہر کوفہ کے دروازے کے قریب ایک ویران جگہ پر ایک فقیر نابینا کو دیکھا کہ جو بیمار تھا اینٹ کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر نالہ و فریاد کررہا تھا وہ کہتا تھا میں ایک فقیر نابینا ہوں نہ کوئی میرا مونس ہے نہ غم خوار ایک سال سے اس شہر میں پڑا ہوں ہر روز ایک مہربان غم خوار میرے پاس آتے تھے اور مجھ سے احوال پرسی کرتے تھے میرے لیے غذا لاتے تھے مونس اور مہربان تھے۔

لیکن اب تک تین روز ہوگئے ہیں میرے پاس نہیں آئے اور مجھ سے احوال پرسی نہیں کی ہے۔ حسنینؑ نے پوچھا کیا اس کا نام جانتے ہو اس نے کہا نہیں حسنینؑ نے پوچھا کیا تم نے ان سے نہیں پوچھا کہ ان کا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے پوچھا تھا لیکن اس بزرگ نے جواب دیا کہ تجھے نام سے کیا کام - میں خدا کے لیے تمہاری سرپرستی کرتا ہوں انہوں نے پوچھا اے فقیر اس کا رنگ اور شکل کس قسم کی تھی اس نے کہا کہ میں نابینا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ ان کا رنگ اور شکل کس قسم کی تھی انہوں نے پوچھا کیا کوئی علامت ان کے گفتار و کردار کی یاد ہے اس نے کہا ہمیشہ اس کی زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا تھا جب وہ تسبیح و تہلیل کرتے تھے زمین در دیوار اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے جب میرے پاس بیٹھتے تھے تو فرماتے تھے **مِسْکِیْنٌ جَالَسَ مِسْکِیْناً غَرِیْبٌ جَالَسَ غَرِیْباً** مسکین مسکین کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے غریب غریب کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے۔ حسنؑ و حسینؑ محمد حنفیہ اور عبداللہ بن جعفر نے اس مہربان ناشناختہ کو پہچان لیا وہ روئے اور کہا اے فقیر یہ نشانیاں کہ جن کو تم نے شمار کیا ہے وہ ہمارے بابا امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی ہیں فقیر نے پوچھا ان کو کیا ہوا کہ تین دن سے میرے پاس نہیں آئے۔ انہوں نے فرمایا اے غریب بے نوا ایک بدبخت شخص نے حضرت پر ضربت لگائی اس کی وجہ سے وہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرگئے اور ہم ابھی دفن کرکے واپس آئے ہیں ہائے ہم یتیم ہوگئے۔

جب وہ فقیر حالات سے آگاہ ہوا تو نالہ و فریاد بلند کیا اپنے آپ کو کبھی زمین پر مارتا تھا اور کبھی زمین کی مٹی اپنے منہ پر ڈالتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ میں اس قابل نہ تھا کہ امیرالمومنین میری سرپرستی کرتے ان کو کیوں شہید کیا گیا حسنؑ اور حسینؑ جتنا بھی اس کو دلاسہ اور تسلی دیتے وہ اتنا ہی گریہ کرتا۔

نمی دانم چہ کار افتاد مارا
که آں دلدار مارا زار بگذاشت

نہیں معلوم ہمیں کیا مرحلہ درپیش ہے وہ ہمارا محبوب شخص ہمیں غمزدہ چھوڑ کر چلا گیا۔

در ایں ویرانہ ایں پیر حزین را
غریب و عاجز و بے یار بگذاشت

اس غم زدہ کمزور بوڑھے کو اس ویرانے میں غریب، بے کس اور بے یار و مددگار کی حالت میں چھوڑ گیا۔

اس پیر مرد فقیر نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے دامن کو پکڑا اور کہا تمہارے نانا کی قسم تمہارے بابا کی روح کا واسطہ مجھے انکی قبر پر لے جاؤ امام حسنؑ نے اس کے دائیں ہاتھ کو اور امام حسین نے اس کے بائیں ہاتھ کو پکڑا اس کو حضرت علیؑ کے مرقد پر لے آئے وہ قبر سے لپٹ گیا بہت زیادہ رویا اور کہا خدایا میں اس مہربان باپ کی جدائی برداشت نہیں کرسکتا تجھے اس صاحب قبر کا واسطہ کہ میری روح بھی قبض کرلے اس کی دعا قبول ہوئی اسی وقت اس کی روح قبض ہوئی۔

ذره بود به خورشید رسید
قطره ای بود به دریا پیوست

وہ ذرہ تھا سورج کے پاس پہنچ گیا قطرہ تھا جو دریا سے ہم کنار ہوگیا

امام حسن اور امام حسین اس جانسوز حادثہ سے بہت زیادہ روئے اور خود اس فقیر کو غسل دیا کفن دیا اور اس پر نماز پڑھی اور اس کو حضرت کے روضہ کے اطراف میں دفن کیا۔

چه شد مسند نشین لِی مَعَ اللّٰهِ
که فرش راه او عرش عظیم است

لی مع اللّٰہ کی مسند پر بیٹھنے والے کو کیا ہوگیا اس کے چلنے کا راستہ تو عرش عظیم ہے۔

حرم نالان خداوند حرم کو
که ارکان ہدایت زو قویم است

حرم رنجیدہ ہے حرم کا مالک کہاں ہے کہ ہدایت کے ارکان جس سے قائم تھے۔

شبهادر آستانت مفتقر چون

سگ اَصْحَاب کَہْف است ورقیم است

اے شہنشاہ تیرے آستانے پر ایک محتاج اصحاب کہف کے کتے کی طرح بیٹھا ہوا ہے

بفرما یک نظر بھرحال زلرش

کہ لطفت عام و انعامت عمیم است

اس کے حال زار پر ایک نظر کرم کر کہ تیرا کرم عام ہے اور سب کے لیے ہے

خوارج کے حیلہ گروں کو دنیا میں سزا

پہلے بتایا گیا ہے کہ جس وقت ابن ملجم حضرت علیؑ کے قتل کے ارادے سے کوفے آیا تو قطامہ نے بھی اس کا ساتھ دیا وردان اور شیب بن بجرہ دونوں ابن ملجم کے معاون بنے حضرت علی کی شہادت اور دفن کے بعد اکیس ماہ رمضان کو جس وقت امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور حضرت علیؑ کے باقی فرزند کوفہ میں اکٹھے ہوئے تو جناب ام کلثوم اپنے بھائی امام حسنؑ کے پاس تشریف لائیں انہیں قسم دے کر کہا کہ ابن ملجم ملعون کو ایک گھنٹہ بھی زندہ نہ رکھیں حضرت نے ارادہ کیا تھا کہ اس کے اعدام کو تین دن تک تاخیر کریں امام حسنؑ نے جناب ام کلثومؑ کو مثبت جواب دیا اسی وقت اصحاب اور رشتہ داروں کو جمع کیا ان کے ساتھ مشورہ کیا سب کی رائے یہی تھی کہ ابن ملجم کو اسی روز یعنی اکیس ماہ رمضان کو اسی جگہ پر کہ جہاں علی کو ضربت لگائی تھی قتل کیا جائے۔
امام حسنؑ نے فرمایا میں امیرالمومنین کی وصیت کے تابع ہوں کہ تلوار سے اسپر ضربت لگائی جائے یہاں تک کہ مر جائے اس کے بعد اس کے بدن کو جلایا جائے امام حسنؑ نے حکم دیا کہ ابن ملجم کو اس مکان میں کہ جہاں ضربت لگائی گئی تھی وہاں پہ لے گئے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ اس کو لعنت اور سرزنش کی امام حسنؑ نے اس کے سر پر ضربت لگائی اور اس کو جہنم واصل کیا اس کے بعد اس کے بدن کو جلایا گیا اس کے بعد قطامہ کی تلاش کی گئی اس کو بھی قتل کردیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے گئے اس کے بعد کوفہ کے باہر اس کی لاش جلا دی گئی وہ دو آدمی کہ جنہوں نے ابن ملجم کی حمایت کی یعنی وردان اور شیب ان کو بھی سحری کے وقت قتل کیا گیا کہ جس وقت علیؑ کو ضربت لگی تھی۔

چوتھے معصومؑ

حضرت امام حسنؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت امام حسن 15 ماہ رمضان تیسری ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے چالیسویں ہجری میں امامت کے درجہ پر فائز ہوئے دس سال تک حضرت نے امامت کی اٹھائیس صفر پچاس ہجری میں 47 یا 48 سال کی عمر میں معاویہ کے منصوبے کے مطابق جعدہ کے ذریعے مدینہ میں زہر دیا گیا اور شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ حضرت کا مرقد بقیع کے قبرستان میں ہے۔
حضرت امام حسنؑ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد دشمنوں کے خصوصاً معاویہ کے ظلم کا نشانہ بن گئے حضرت امام حسنؑ کے ساتھیوں نے بھی بے وفائی کی حضرت امام حسنؑ چھ ماہ تک خلیفہ رہے صلح کے واقعہ کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے اور آخر عمر تک مدینہ میں رہے۔

معاویہ کے حیلے

معاویہ نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ امام حسن کو مخفیانہ طور پر شہید کرادیا جائے۔ اس مقصد کے لئے چار منافق علیحدہ بلاکر ان سے بات کی کہ اگر تم حسن بن علیؑ کو شہید کردو تو میری طرف سے دوہزار درہم ملیں گے اور شام کی فوج کا حاکم بنا دونگا اس کے علاوہ اپنی لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرادونگا وہ چار منافق یہ تھے۔

1- عمرو بن حریث 2- اشعث بن قیس 3- حجر بن الحارث 4- شبث بن ربعی

انہوں نے اتنے بڑے انعام کو دیکھ کر معاویہ کی پیش کش کو قبول کیا معاویہ نے ہر ایک پر ایک جاسوس مقرر کیا تاکہ یہ کام مخفیانہ طور پر واقع ہو اور اس کی اطلاع معاویہ کو دیں۔ امام حسنؑ معاویہ کے مکر سے مطلع ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت بڑی احتیاط کے ساتھ رہنے لگے تاکہ منافقوں کے شر سے محفوظ رہیں حضرت اپنے لباس کے نیچے زرہ پہنتے تھے یہاں تک کہ اسی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے آخر ان منافقوں نے حضرت کو نماز کی حالت میں تیر کا نشانہ بنایا لیکن وہی زرہ سبب بنی کہ تیر بدن میں نہ جاسکے۔

خوارج کے حیلے

دوسری طرف خوارج دشمن بنے ہوئے تھے وہ بھی حضرت کو قتل کرنے کے درپے تھے ان کا بہانہ یہ تھا کہ معاویہ کے ساتھ جنگ کو کیوں ترک کیا ہے آنحضرت کو **اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ** مشرک اور **مُذِلَّ الْمُؤْمِنِیْن** کہتے تھے ان میں سے ایک کہ جس کا نام جراح بن سنان تھا کہ جس نے مدائن جاتے ہوئے حضرت کے گھوڑے کو روکا اور جو تلوار اس کے پاس تھی اس نے حضرت کے ران پر ماری جس سے گوشت شگافتہ ہوگیا اور ہڈی تک زخم پہنچا اس شدید زخم کی وجہ سے امامؑ نے اپنا ہاتھ اسکی گردن میں ڈالا اور دونوں ہاتھوں سے زمین پر دے مارا اتنے میں امام حسن کے شیعوں میں سے ایک کہ جس کا نام عبداللہ بن حنظل تھا وہ اٹھا اور جراح سے تلوار چھین کر اس کو قتل کردیا اس ملعون کے ساتھ دوسرا آدمی بھی تھا انہوں نے اس کو بھی پکڑلیا اور قتل کیا امام حسنؑ مدائن میں سعد بن مسعود ثقفی کے گھر میں رہے جو کہ مدائن کا گورنر تھا اور وہیں پر حضرت کا علاج ہوتا رہا۔

حضرت امام حسنؑ کو زہر دینا

اشعث کی بیٹی جعدہ جو کہ حضرت امام حسنؑ کی زوجہ تھی اور حضرت ابوبکر کی بھانجی تھی معاویہ نے ایک لاکھ درہم اس کے پاس بھیجے اور اس کے لیے یہ پیغام بھی بھیجا کہ اگر تم نے امام حسنؑ کو زہر دیا تو تمہاری شادی اپنے بیٹے یزید سے کر دونگا جعدہ نے اس کی پیش کش کو قبول کیا اور امام حسنؑ کو زہر دے دیا۔ معاویہ نے پانی والا زہر جعدہ کے پاس بھیجا اور امام حسنؑ نے روزہ رکھا تھا ہوا گرم تھی افطار کے وقت جعدہ نے اس زہر کو اس برتن میں ڈال دیا جس میں دودھ تھا اور اس برتن کو اٹھا کر امام حسنؑ کے سامنے رکھ دیا امامؑ نے اس برتن سے دودھ پیا اسی وقت زہر کا احساس کیا اور جعدہ سے فرمایا تم نے مجھے شہید کردیا خدا تمہیں قتل کرے خدا کی قسم تم اپنی آرزو کو نہیں پہنچو گی خدا تمہیں رسوا کرے گا دو دن کے بعد حضرت اسی زہر کے اثر سے شہید ہوئے اور معاویہ نے جعدہ کے ساتھ وعدہ کے مطابق اس پر عمل نہ کیا اس کی شادی یزید سے نہ کرائی اس ملعونہ نے امام حسنؑ کے بعد طلو کے خاندان میں سے کسی ایک مرد کے ساتھ شادی کی اسے کافی اولاد ہوئی جب بھی اس کی اولاد کی قریش کے کسی فرد کے ساتھ لڑائی ہوتی تو ان کو طعنہ دے کر کہتے تھے۔ **یَا بُنِی مُسِمَّةُ الْاَزْوَاجِ** اے اس عورت کے بیٹے کہ جس نے اپنے شوہر کو زہر دیا عمر بن اسحاق کہتے ہیں میں حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ گھر میں تھا پس امام حسنؑ کسی غرض سے باہر نکلے جس وقت واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ مجھے بار بار زہر دیا گیا لیکن کوئی بھی زہر اس جیسا نہ تھا جو اب کی باری مجھے دیا گیا ہے۔ اس زہر نے میرے جگر کو پارا پارہ کیا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ امام حسنؑ نے فرمایا اس شخص سے آپ کیا چاہتے ہیں کیا اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر وہی شخص ہو کہ جس کو جانتا ہوں تو خدا کا عذاب تم سے زیادہ ہے اگر وہ نہ ہو تو میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی

بے گناہ میری وجہ سے گرفتار بلاء ہو۔ باروایت دیگر امام حسنؑ زہر دیئے جانے کے بعد چالیس روز بیمار رہے اور بستر پر پڑے رہے اور اٹھائیس صفر کو شہادت پائی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا جب امام حسینؑ اپنے بھائی کے سرہانے تشریف لائے اپنے بھائی کی حالت دیکھی تو حضرت روئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میرے بھائی کیوں روتے ہو؟ امام حسینؑ نے فرمایا کیسے گریہ نہ کروں آپ کو زہر دیا گیا ہے اب میں بھائی کے بغیر رہونگا امام حسنؑ نے فرمایا میرے بھائی اگرچہ مجھے زہر کے ساتھ شہید کیا گیا ہے اس کے باوجود میں جو چاہتا ہوں وہ میرے پاس موجود ہے دودھ ہے دوا تیار ہے بھائی بہنیں رشتہ دار سب کے سب میرے پاس جمع ہیں لیکن **لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَا اَبَاعَبْدِاللّٰہِ یَزْدَلِفُ اِلَیْکَ ثَلَاثُوْنَ اَلْفَ رَجُلٍ یَدَّعُوْنَ اَنَّھُمْ مِنْ اُمَّۃِ جَدِّنَا فَیَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی قَتْلِکَ وَ سَفْکِ دَمِکَ** کوئی دن بھی تمہاری شہادت کے دن کی طرح سخت نہیں ہے اے اباعبداللہ تیس ہزار لشکر کہ جو اپنے آپ کو ہمارے نانا کی امت سمجھتے ہوں گے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوں گے وہ تمہارا محاصرہ کریں گے تم کو قتل کرنے اور خون بہانے کے لیے آمادہ ہونگے تمہاری حرمت کی ہتک کریں گے اور تمہاری اولاد کو اسیر کیا جائے گا اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے گا اس وقت بنی امیہ لعنت کے مستحق ہو جائیں گے میرے بھائی آپ کی شہادت اس قدر دلسوز ہوگی کہ **دَیَبْکِی عَلَیْکَ کُلُّ شَیْءٍ حَتّٰی الْوَحْشِ فِی الْفَلَوَاتِ وَالْحِیْتَانِ فِی الْبِحَارِ** تمام چیزیں آسمان سے لے کر زمین تک سب تمہارے اوپر روئیں گی حتی کہ صحراء میں حیوانات اور سمندر کی مچھلیاں تمہاری مصیبت میں آنسو بہائیں گی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو وصیت کرنا

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ جس وقت امام حسنؑ کا آخری وقت آیا تو امام حسنؑ نے فرمایا بھائی میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اس کا خیال رکھنا اور اس کو انجام دینا جس وقت میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو میرا جنازہ قبر رسول کے پاس لے جانا تاکہ میں تجدید عہد کرلوں اس کے بعد مجھے اپنی مادر گرامی کی قبر کے پاس لے جانا اور اس کے بعد مجھے بقیع میں لے جاکر وہاں مجھے دفن کردینا۔

اور یہ بھی جان لو کہ حضرت عائشہؓ سے لوگ جو اس کا بغض اور دشمنی خدا و رسول ﷺ اور خاندان رسول کے ساتھ ہے اس سے آگاہ ہیں ان سے مجھے ایک مصیبت آئے گی اور تم صبر کرنا البتہ میری میت کو نانا کی زیارت ضرور کرانا جس وقت حضرت کی وفات ہوئی جنازہ کو تابوت میں رکھا اس کو اس مقام پر لے گئے کہ جہاں

سگ اَصْحَاب کَہْف است ورقیم است

اے شہنشاہ تیرے آستانے پر ایک محتاج اصحاب کہف کے کتے کی طرح بیٹھا ہوا ہے

بفرما یک نظر بحال زارش

کہ لطفت عام و انعامت عمیم است

اس کے حال زار پر ایک نظر کرم کر کہ تیرا کرم عام ہے اور سب کے لیے ہے

خوارج کے حیلہ گروں کو دنیا میں سزا

پہلے بتایا گیا ہے کہ جس وقت ابن ملجم حضرت علیؑ کے قتل کے ارادے سے کوفے آیا تو قطامہ نے بھی اس کا ساتھ دیا وردان اور شبیب بن بجرہ دونوں ابن ملجم کے معاون بنے حضرت علی کی شہادت اور دفن کے بعد اکیس ماہ رمضان کو جس وقت امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور حضرت علیؑ کے باقی فرزند کوفہ میں اکٹھے ہوئے تو جناب ام کلثوم اپنے بھائی امام حسنؑ کے پاس تشریف لائیں انہیں قسم دے کر کہا کہ ابن ملجم ملعون کو ایک گھنٹہ بھی زندہ نہ رکھیں حضرت نے ارادہ کیا تھا کہ اس کے اعدام کو تین دن تک تاخیر کریں امام حسنؑ نے جناب ام کلثومؑ کو مثبت جواب دیا اسی وقت اصحاب اور رشتہ داروں کو جمع کیا ان کے ساتھ مشورہ کیا سب کی رائے یہی تھی کہ ابن ملجم کو اسی روز یعنی اکیس ماہ رمضان کو اسی جگہ پر کہ جہاں علی کو ضربت لگائی تھی قتل کیا جائے۔
امام حسنؑ نے فرمایا میں امیرالمومنین کی وصیت کے تابع ہوں کہ تلوار سے اسپر ضربت لگائی جائے یہاں تک کہ مر جائے اس کے بعد اس کے بدن کو جلایا جائے امام حسنؑ نے حکم دیا کہ ابن ملجم کو اس مکان میں کہ جہاں ضربت لگائی گئی تھی وہاں پر لے گئے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ اس کو لعنت اور سرزنش کی امام حسنؑ نے اس کے سر پر ضربت لگائی اور اس کو جہنم واصل کیا اس کے بعد اس کے بدن کو جلایا گیا اس کے بعد قطامہ کی تلاش کی گئی اس کو بھی قتل کردیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے گئے اس کے بعد کوفہ کے باہر اس کی لاش جلا دی گئی وہ دو آدمی کہ جنھوں نے ابن ملجم کی حمایت کی یعنی وردان اور شبیب ان کو بھی سحری کے وقت قتل کیا گیا کہ جس وقت علیؑ کو ضربت لگی تھی۔

چوتھے معصومؑ

حضرت امام حسنؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت امام حسن 15 ماہ رمضان تیسری ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے چالیسویں ہجری میں امامت کے درجہ پر فائز ہوئے دس سال تک حضرت نے امامت کی اٹھائیس صفر پچاس ہجری میں 47 یا 48 سال کی عمر میں معاویہ کے منصوبے کے مطابق جعدہ کے ذریعے مدینہ میں زہر دیا گیا اور شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ حضرت کا مرقد بقیع کے قبرستان میں ہے۔
حضرت امام حسنؑ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد دشمنوں کے خصوصاً معاویہ کے ظلم کا نشانہ بن گئے حضرت امام حسنؑ کے ساتھیوں نے بھی بے وفائی کی حضرت امام حسنؑ چھ ماہ تک خلیفہ رہے صلح کے واقعہ کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے اور آخر عمر تک مدینہ میں رہے۔

معاویہ کے حیلے

معاویہ نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ امام حسن کو مخفیانہ طور پر شہید کرادیا جائے۔ اس مقصد کے لئے چار منافق علیحدہ بلاکر ان سے بات کی کہ اگر تم حسن بن علیؑ کو شہید کردو تو میری طرف سے دو ہزار درہم ملیں گے اور شام کی فوج کا حاکم بنا دونگا اس کے علاوہ اپنی لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرادونگا وہ چار منافق یہ تھے۔

1- عمرو بن حریث 2- اشعث بن قیس 3- حجر بن الحارث 4- شبث بن ربعی

انہوں نے اتنے بڑے انعام کو دیکھ کر معاویہ کی پیش کش کو قبول کیا معاویہ نے ہر ایک پر ایک جاسوس مقرر کیا تاکہ یہ کام مخفیانہ طور پر واقع ہو اور اس کی اطلاع معاویہ کو دیں۔ امام حسنؑ معاویہ کے مکر سے مطلع ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت بڑی احتیاط کے ساتھ رہنے لگے تاکہ منافقوں کے شر سے محفوظ رہیں حضرت اپنے لباس کے نیچے زرہ پہنتے تھے یہاں تک کہ اسی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے آخر ان منافقوں نے حضرت کو نماز کی حالت میں تیر کا نشانہ بنایا لیکن وہی زرہ سبب بنی کہ تیر بدن میں نہ جاسکے۔

خوارج کے حیلے

دوسری طرف خوارج دشمن بنے ہوئے تھے وہ بھی حضرت کو قتل کرنے کے درپے تھے ان کا بہانہ یہ تھا کہ معاویہ کے ساتھ جنگ کو کیوں ترک کیا ہے آنحضرت کو **اَلْعَیَاذُ بِاللّٰهِ** مشرک اور **مُذِلُّ الْمُؤْمِنِین** کہتے تھے ان میں سے ایک کہ جس کا نام جراح بن سنان تھا کہ جس نے مدائن جاتے ہوئے حضرت کے گھوڑے کو روکا اور جو تلوار اس کے پاس تھی اس نے حضرت کے ران پر ماری جس سے گوشت شگافتہ ہوگیا اور ہڈی تک زخم پہنچا اس شدید زخم کی وجہ سے امامؑ نے اپنا ہاتھ اسکی گردن میں ڈالا اور دونوں ہاتھوں سے زمین پر دے مارا اتنے میں امام حسن کے شیعوں میں سے ایک کہ جس کا نام عبداللہ بن حنظل تھا وہ اٹھا اور جراح سے تلوار چھین کر اس کو قتل کردیا اس ملعون کے ساتھ دوسرا آدمی بھی تھا انہوں نے اس کو بھی پکڑلیا اور قتل کیا امام حسنؑ مدائن میں سعد بن مسعود ثقفی کے گھر میں رہے جو کہ مدائن کا گورنر تھا اور وہیں پر حضرت کا علاج ہوتا رہا۔

حضرت امام حسنؑ کو زہر دینا

اشعث کی بیٹی جعدہ جو کہ حضرت امام حسنؑ کی زوجہ تھی اور حضرت ابوبکر کی بھانجی تھی معاویہ نے ایک لاکھ درہم اس کے پاس بھیجے اور اس کے لیے یہ پیغام بھی بھیجا کہ اگر تم نے امام حسنؑ کو زہر دیا تو تمہاری شادی اپنے بیٹے یزید سے کر دونگا جعدہ نے اس کی پیش کش کو قبول کیا اور امام حسنؑ کو زہر دے دیا۔ معاویہ نے پانی والا زہر جعدہ کے پاس بھیجا اور امام حسنؑ نے روزہ رکھا تھا ہوا گرم تھی افطار کے وقت جعدہ نے اس زہر کو اس برتن میں ڈال دیا جس میں دودھ تھا اور اس برتن کو اٹھا کر امام حسنؑ کے سامنے رکھ دیا امامؑ نے اس برتن سے دودھ پیا اسی وقت زہر کا احساس کیا اور جعدہ سے فرمایا تم نے مجھے شہید کردیا خدا تمہیں قتل کرے خدا کی قسم تم اپنی آرزو کو نہیں پہنچو گی خدا تمہیں رسوا کرے گا دو دن کے بعد حضرت اسی زہر کے اثر سے شہید ہوئے اور معاویہ نے جعدہ کے ساتھ وعدہ کے مطابق اس پر عمل نہ کیا اس کی شادی یزید سے نہ کرائی اس ملعونہ نے امام حسنؑ کے بعد طلحہ کے خاندان میں سے کسی ایک مرد کے ساتھ شادی کی اسے کافی اولاد ہوئی جب بھی اس کی اولاد کی قریش کے کسی فرد کے ساتھ لڑائی ہوتی تو ان کو طعنہ دے کر کہتے تھے۔ **یَا بُنِی مُسِمَّةَ الْاَزْوَاجِ** اے اس عورت کے بیٹے کہ جس نے اپنے شوہر کو زہر دیا عمر بن اسحاق کہتے ہیں میں حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ گھر میں تھا پس امام حسنؑ کسی غرض سے باہر نکلے جس وقت واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ مجھے بار بار زہر دیا گیا لیکن کوئی بھی زہر اس جیسا نہ تھا جو اب کی باری مجھے دیا گیا ہے۔ اس زہر نے میرے جگر کو پارا پارہ کیا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ امام حسنؑ نے فرمایا اس شخص سے آپ کیا چاہتے ہیں کیا اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر وہی شخص ہو کہ جس کو جانتا ہوں تو خدا کا عذاب تم سے زیادہ ہے اگر وہ نہ ہو تو میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی

بے گناہ میری وجہ سے گرفتار بلاء ہو۔ باروایت دیگر امام حسنؑ زہر دیئے جانے کے بعد چالیس روز بیمار رہے اور بستر پر پڑے رہے اور اٹھائیس صفر کو شہادت پائی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا جب امام حسینؑ اپنے بھائی کے سرہانے تشریف لائے اپنے بھائی کی حالت دیکھی تو حضرت روئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میرے بھائی کیوں روتے ہو؟

امام حسینؑ نے فرمایا کیسے گریہ نہ کروں آپ کو زہر دیا گیا ہے اب میں بھائی کے بغیر رہونگا امام حسنؑ نے فرمایا میرے بھائی اگرچہ مجھے زہر کے ساتھ شہید کیا گیا ہے اس کے باوجود میں جو چاہتا ہوں وہ میرے پاس موجود ہے دودھ ہے دوا تیار ہے بھائی بہنیں رشتہ دار سب کے سب میرے پاس جمع ہیں لیکن **لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَا اَبَاعَبْدِاللّٰهِ یَزْدَلِفُ اِلَیْکَ ثَلَاثُوْنَ اَلْفَ رَجُلٍ یَدَّعُوْنَ اَنَّهُمْ مِنْ اُمَّةِ جَدِّنَا فَیَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی قَتْلِکَ وَ سَفْکِ دَمِکَ** کوئی دن بھی تمہاری شہادت کے دن کی طرح سخت نہیں ہے اے اباعبداللہ تیس ہزار لشکر کہ جو اپنے آپ کو ہمارے نانا کی امت سمجھتے ہوں گے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوں گے وہ تمہارا محاصرہ کریں گے تم کو قتل کرنے اور خون بہانے کے لیے آمادہ ہونگے تمہاری حرمت کی ہتک کریں گے اور تمہاری اولاد کو اسیر کیا جائے گا اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے گا اس وقت بنی امیہ لعنت کے مستحق ہو جائیں گے میرے بھائی آپ کی شہادت اس قدر دلسوز ہوگی کہ **دَیَبْکِی عَلَیْکَ کُلُّ شَیْءٍ حَتّٰی الْوَحْشُ فِی الْفَلَوَاتِ وَالْحِیْتَانُ فِی الْبِحَارِ** تمام چیزیں آسمان سے لے کر زمین تک سب تمہارے اوپر روئیں گی حتیٰ کہ صحراء میں حیوانات اور سمندر کی مچھلیاں تمہاری مصیبت میں آنسو بہائیں گی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو وصیت کرنا

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ جس وقت امام حسنؑ کا آخری وقت آیا تو امام حسنؑ نے فرمایا بھائی میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اس کا خیال رکھنا اور اس کو انجام دینا جس وقت میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو میرا جنازہ قبر رسول کے پاس لے جانا تاکہ میں تجدید عہد کرلوں اس کے بعد مجھے اپنی مادر گرامی کی قبر کے پاس لے جانا اور اس کے بعد مجھے بقیع میں لے جاکر وہاں مجھے دفن کردینا۔

اور یہ بھی جان لو کہ حضرت عائشہؓ سے لوگ جو اس کا بغض اور دشمنی خدا و رسول ﷺ اور خاندان رسول کے ساتھ ہے اس سے آگاہ ہیں ان سے مجھے ایک مصیبت آئے گی اور تم صبر کرنا البتہ میری میت کو نانا کی زیارت ضرور کرانا جس وقت حضرت کی وفات ہوئی جنازہ کو تابوت میں رکھا اس کو اس مقام پر لے گئے کہ جہاں

پر پیغمبرؐ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی امام حسینؑ نے حضرت امام حسنؑ کی نماز جنازہ پڑھی نماز کے بعد جنازہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس لے گئے وہاں تھوڑی دیر انتظار کیا۔

حضرت عائشہؓ کا اعتراض اور امام حسینؑ کا جواب

حضرت عائشہ کو اطلاع دی گئی کہ بنی ہاشم چاہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ کو حضرت رسولؐ کی قبر کے پہلو میں دفن کریں حضرت عائشہ کہ جس خچر پر زین رکھا ہوا تھا اس پر سوار ہوئیں اور وہاں پر آئیں اور کھڑے ہو کر کہنے لگیں **نَحُّوا ابْنَكُمْ عَنْ بَيْتِي فَإِنَّهُ لَا يُدْفَنُ فِيهِ شَيْءٌ وَلَا يُهْتَكُ عَلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ حِجَابُهُ** اپنے فرزند کو میرے گھر سے لے جاؤ اس کو یہاں دفن نہیں ہونا چاہیے اور پیغمبرؐ کے حجاب کو چاک نہ کیا جائے امام حسینؑ نے ان سے فرمایا آپ نے اور آپ کے والد نے پیغمبرؐ کے حجاب کو پارہ پارہ کیا ہے آپ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسے شخص کو لے گئیں کہ رسول جس کو دوست نہیں رکھتے تھے حضرت کی مراد حضرت ابوبکر تھے۔

خدا آپ سے ان کے بارے میں باز پرس کرے گا۔ میرے بھائی حسنؑ نے حکم دیا تھا کہ جنازے کو نانا کے قبر کے پاس لے آؤں تاکہ عہد کی تجدید ہوجائے جان لو کہ میرے بھائی تمام لوگوں سے خدا اور رسولؐ اور قرآن کے معنی کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور یہ بھی بہتر طریقے سے جانتے تھے کہ کیا اس سے پیغمبرؐ کا حجاب پارہ پارہ ہوتا ہے یا نہیں اگر میں نے بھائی کو یہاں دفن کرنا ہوتا تو تیری کیا جرات تھی کہ تو منع کرتی - میں تو اپنے بھائی کی میت کو وصیت کے مطابق دفن نہیں بلکہ قبر رسول کی زیارت کے لیے لایا ہوں۔

اس کے بعد محمد حنفیہ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھا اور فرمایا اے عائشہ ایک دن خچر پر سوار ہوتی ہے اور ایک روز (جنگ جمل میں) اونٹ پر سوار ہوتی ہے تجھے جو بنی ہاشم سے عداوت ہے اس کی وجہ سے نہ تو اپنے نفس کی مالک ہے نہ زمین میں ایک جگہ قرار پاتی ہے۔

حضرت عائشہ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے فرزند حنفیہ یہ تو فاطمہ کے فرزند ہیں کہ جو بات کرتے ہیں تجھے کیا حق پہنچتا ہے امام حسینؑ نے ان سے فرمایا کہ محمد کو بنی فاطمہ سے کس طرح دور کرتی ہو خدا کی قسم یہ بھی تینوں فاطمات کی اولاد سے ہے

1- فاطمہ بنت عمران جو ابو طالب کی ماں ہے

2- فاطمہ بنت اسد جو حضرت علی علیہ السلام کی ماں ہے

3- فاطمہ زائدہ بن اصم کی بیٹی کہ جو عبدالمطلب کی ماں ہے۔

دوبارہ حضرت عائشہ نے کہا اپنے بیٹے کو دور کرلو اور لے جاؤ کہ تم ایک دشمن قوم ہو اس کے بعد امام حسینؑ

جنازہ کو بقیع کی طرف لے گئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت امام حسنؑ کو غسل دے کر جنازہ کو رسول خدا کی قبر کی طرف لے گئے تو مروان کہ جو حاکم مدینہ تھا اور اس کے ساتھیوں کو یقین ہوگیا کہ امام حسن کے جنازہ کو رسول خدا کے پہلو میں دفن کرنا چاہتے ہیں تو سب اکٹھے ہوگئے اور جنگ کا لباس پہن کر بنی ہاشم کے سامنے کھڑے ہوگئے حضرت عائشہ خچر پر سوار ہو کر فریاد کرتی تھیں میں دوست نہیں رکھتی ہوں اپنے فرزند کو کہ میرے گھر میں لے آئیں قریب تھا کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم کے درمیان شدید جنگ ہو عبداللہ بن عباس جلدی سے مروان کے پاس گئے اور کہا اے مروان ہم پیغمبر کی قبر کی زیارت کے ساتھ تجدید عہد کرانا چاہتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ امام حسن کو حضرت رسول خدا کے پہلو میں دفن کریں اس کے بعد حضرت عائشہ سے مخاطب ہوئے اور کہا یہ عجیب رسوائی ہے کبھی خچر پر اور کبھی اونٹ پر تم چاہتی ہو کہ خدا کا نور بجھا دو اور خدا کے دوستوں کے ساتھ جنگ کرنا چاہتی ہو واپس ہو جاؤ کہ جس چیز کو تم دوست رکھتی ہو اس مقصد میں کامیاب ہوئیں یعنی بے فکر ہو آرام سے رہو ہم امام حسن کے جنازہ کو رسول کے پہلو میں دفن نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

خدا اس خاندان کا انتقام لے گا اگرچہ کافی مدت کے بعد سہی

مَنَعَتْهُ عَنْ حَرَمِ الرَّسُوْلِ ضَلَالَةً
وَهُوَ ابْنُهُ فَلِاَيِّ اَمْرٍ يُمْنَعُ

فكانه روح النبی وقدرات
بالبعد بينهما العلائق تقطع

حضرت عائشہ نے امام حسن کے جنازہ کو رسول خدا کے حرم سے روکے رکھا حالانکہ امام حسن فرزند رسول تھے کیوں اس کو منع کیا اور روکا جب کہ امام حسنؑ پیغمبر کی روح کی طرح ہیں حضرت عایشہ نے گمان کیا کہ ان دونوں جنازوں کے درمیان فاصلے کی وجہ سے ان دونوں کا تعلق ایک دوسرے سے ختم ہوگیا ہے

امام حسنؑ کے جنازے پر تیر برسانا

محدث قمی (مرحوم شیخ عباس) صاحب مناقب سے نقل کرتے ہیں امام حسن کے جنازہ پر تیر برسائے گئے دفن کے وقت حضرت کے بدن سے ستر تیر نکالے گئے اس لئے ہم زیارت جامعہ آئمۃ المومنین میں پڑھتے ہیں۔

وَ اَنْتُمْ صَرِيْعٌ قَدْ فَلَقَ السَّيْفُ هَامَتَهُ وَشَهِيْدٌ فَوْقَ الْجَنَازَةِ قَدْ شُكَّتْ اَكْفَانُهُ بِالسِّهَامِ وَقَتِيْلٌ بِالْعَرَاءِ قَدْ رُفِعَ فَوْقَ الْقَنَاةِ رَاْسُهُ وَمُكَبَّلٌ فِي السِّجْنِ قَدْ رُضَّتْ بِالْحَدِيْدِ اَعْضَائُهُ وَمَسْمُوْمٌ قَدْ قُطِعَتْ بِجُرَعِ السَّمِّ اَمْعَائُهُ

اے خاندان نبوت تم ایک سے بڑھ کر ایک ظلم کا شکار ہوئے ایک وہ کہ جس کا سر شگافتہ ہوگیا محراب عبادت میں دوسرا وہ ہے کہ جس کی شہادت کے بعد تابوت کے اوپر جو کپڑا تھا اس کو تیروں کے ساتھ چھلنی کیا گیا تم میں سے کچھ کو شہید کرکے اس کے سر کو بیابان میں نیزہ پر پھرایا گیا تم میں سے بعض کو قید خانہ کے گوشہ میں زنجیر ڈال کر کھینچا گیا اور ان کے اعضاء لوہے کے اثر کی وجہ سے زخمی ہوگئے اور زہر کی وجہ سے اندر کا حصہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اس کے بعد امام حسینؑ اور ان کے ساتھی جنازہ کو اٹھا کر بقیع کے قبرستان میں لے گئے اور وہاں اپنی دادی فاطمہ بنت اسد کے پہلو میں دفن کیا۔

امام حسینؑ کا مرثیہ اپنے بھائی کی مصیبت پر

جس وقت امام حسینؑ نے اپنے بھائی کے جنازے کو قبر میں رکھا تو حضرت نے ان کی مصیبت میں یہ اشعار کہے۔

أَأَدْهَنُ رَأْسِي أَمْ اَطِيْبُ مَحَاسِنِي
وَرَأْسُكَ مَعْفُوْرٌ وَاَنْتَ سَلِيْبُ

فَلَازِلْتُ اَبْكِي مَاتَغَنَّتْ حَمَامَةٌ
عَلَيْكَ وَمَاهَبَّتْ صَبَاوَجُنُوْبُ

بُكَائِي طَوِيْلٌ وَالدُّمُوْعُ غَزِيْرَةٌ
وَاَنْتَ بَعِيْدٌ وَالْمَزَارُ قَرِيْبُ

فَلَيْسَ حَرِيْبًا مَنْ اُصِيْبَ بِمَالِهِ
وَلٰكِنَّ مَنْ وَارٰى اَخَاهُ حَرِيْبُ

کیا میں اپنے سر کو تیل لگاؤں یا اپنی ڈاڑھی کو عطر سے معطر کروں جب کہ آپ کے سر کو مٹی پر رکھا گیا ہے آپ کو درخت کی شاخوں اور پتوں کی طرح گرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہمیشہ جب تک کبوتر آواز دیتا رہے گا اور جنوب اور شمال کی ہوا چلتی رہے گی تمہارے لئے گریہ کرتا رہونگا میرا رونا طویل ہوگا۔ میرے آنسو جاری ہیں اور تم ہم سے دور ہوگئے اور تمہاری قبر نزدیک ہے۔ جس کا مال لٹ گیا ہو اس کو غارت شدہ نہیں کہتے ہیں بلکہ غارت شدہ وہ ہے کہ جس کے بھائی کو مٹی کے اندر چھپایا جائے

اے عظیم آسمان کے چاند اور عظیم عقل کے بزرگ ترین فرزند تم غم کی قید میں عمر سے سیر ہو کر اسیر ہوگئے۔

قربان آں دل و جگر پارہ پارہ است
از زہر جانگداز وز دشنام وزخم تیر

تیرا دل اور جگر زہر جاں گداز اور تیروں کے زخموں سے پارہ پارہ ہوگئے میں ان پر قربان

ای در سریر عشق سلمان روز گار
ازغم تو گوشہ گیرولے اہرمن امیر

اے عشق کی سلطنت کے سلیمان وقت تو رنجیدہ حالت میں گوشہ گیر ہے اور شیطان امیر بنا بیٹھا ہے۔

از دوستان ملامت بی حد شنیدہ ای
تنہا ندیدہ ای ستم از دست اجنبی

دوستوں سے بھی تو نے بہت ملامت سنی ہے۔ اور تنہا اجنبی کے ہاتھ سے ستم برداشت نہیں کیا۔

زہرجفانمود تورا آب خوشگوار
ازبسکہ تلخ کامی وبیتاب وپرتبی

پیاس کی وجہ سے تو اتنی بے چینی و تلخی محسوس کر رہا تھا کہ تجھے زہر جفا خوش گوار پانی لگا۔

گردون شود نگون ورخ مہر و مہ سیاہ
کافتادہ درلحد چہ تو تابندہ کو کبی

آسمان جھک گیا اور چاند سورج سیاہ ہوگئے اس لئے کہ تجھ جیسا چمکدار ستارہ لحد میں اتر گیا۔

نشنیدہ ام نشانہ تیر ستم شود
جزنعش ناز نین تو درہیچ مذہبی

کسی مذہب میں بھی سوائے تیری میت کے کسی کو نشانہ تیر ستم بنتے ہوئے نہیں دیکھا

اے مفتقر بنال چو قمری دراین عزا
کاین غصہ نیست کمتراز آن زہر جانگزا

اے مفتقر! قمری کی طرح اس غم میں آنسو بہا کیوں کہ یہ غصہ بھی اس جاں گداز زہر سے کم نہیں۔

از تاب رفت و تشت طلب کرد و نالہ کرد
آن تشت رازخون جگر باغ ولالہ کرد

جب بے چین ہوگئے تو طشت طلب فرمایا اور بلند آواز سے گریہ کیا اور اس طشت کو اپنے خون جگر سے باغ ولالہ کی طرح سرخ کردیا۔

پر پیغمبرؐ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی امام حسینؑ نے حضرت امام حسنؑ کی نماز جنازہ پڑھی نماز کے بعد جنازہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس لے گئے وہاں تھوڑی دیر انتظار کیا۔

حضرت عائشہؓ کا اعتراض اور امام حسینؑ کا جواب

حضرت عائشہ کو اطلاع دی گئی کہ بنی ہاشم چاہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ کو حضرت رسولؐ کی قبر کے پہلو میں دفن کریں حضرت عائشہ کہ جس خچر پر زین رکھا ہوا تھا اس پر سوار ہوئیں اور وہاں پر آئیں اور کھڑے ہو کر کہنے لگیں **نَحُّوا ابْنَكُمْ عَنْ بَيْتِي فَإِنَّهُ لَا يُدْفَنُ فِيهِ شَيْءٌ وَلَا يُهْتَكُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ حِجَابُهُ** اپنے فرزند کو میرے گھر سے لے جاؤ اس کو یہاں دفن نہیں ہونا چاہیے اور پیغمبرؐ کے حجاب کو چاک نہ کیا جائے امام حسینؑ نے ان سے فرمایا آپ نے اور آپ کے والد نے پیغمبرؐ کے حجاب کو پارہ پارہ کیا ہے آپ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسے شخص کو لے گئیں کہ رسول جس کو دوست نہیں رکھتے تھے حضرت کی مراد حضرت ابوبکر تھے۔
خدا آپ سے ان کے بارے میں باز پرس کرے گا۔ میرے بھائی حسنؑ نے حکم دیا تھا کہ جنازے کو نانا کے قبر کے پاس لے آؤں تاکہ عہد کی تجدید ہوجائے جان لو کہ میرے بھائی تمام لوگوں سے خدا اور رسولؐ اور قرآن کے معنی کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور یہ بھی بہتر طریقے سے جانتے تھے کہ کیا اس سے پیغمبرؐ کا حجاب پارہ پارہ ہوتا ہے یا نہیں اگر میں نے بھائی کو یہاں دفن کرنا ہوتا تو تیری کیا جرات تھی کہ تو منع کرتی - میں تو اپنے بھائی کی میت کو وصیت کے مطابق دفن نہیں بلکہ قبر رسول کی زیارت کے لیے لایا ہوں۔
اس کے بعد محمد حنفیہ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھا اور فرمایا اے عائشہ ایک دن خچر پر سوار ہوتی ہے اور ایک روز (جنگ جمل میں) اونٹ پر سوار ہوتی ہے تجھے جو بنی ہاشم سے عداوت ہے اس کی وجہ سے نہ تو اپنے نفس کی مالک ہے نہ زمین میں ایک جگہ قرار پاتی ہے۔
حضرت عائشہ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے فرزند حنفیہ یہ تو فاطمہ کے فرزند ہیں کہ جو بات کرتے ہیں تجھے کیا حق پہنچتا ہے امام حسینؑ نے ان سے فرمایا کہ محمد کو بنی فاطمہ سے کس طرح دور کرتی ہو خدا کی قسم یہ بھی تینوں فاطمات کی اولاد سے ہے

1- فاطمہ بنت عمران جو ابو طالب کی ماں ہے
2- فاطمہ بنت اسد جو حضرت علی علیہ السلام کی ماں ہے
3- فاطمہ زائدہ بن اصم کی بیٹی کہ جو عبدالمطلب کی ماں ہے۔

دوبارہ حضرت عائشہ نے کہا اپنے بیٹے کو دور کرلو اور لے جاؤ کہ تم ایک دشمن قوم ہو اس کے بعد امام حسینؑ

جنازہ کو بقیع کی طرف لے گئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت امام حسنؑ کو غسل دے کر جنازہ کو رسول خدا کی قبر کی طرف لے گئے تو مروان کہ جو حاکم مدینہ تھا اور اس کے ساتھیوں کو یقین ہوگیا کہ امام حسن کے جنازہ کو رسول خدا کے پہلو میں دفن کرنا چاہتے ہیں تو سب اکٹھے ہوگئے اور جنگ کا لباس پہن کر بنی ہاشم کے سامنے کھڑے ہوگئے حضرت عائشہ خچر پر سوار ہو کر فریاد کرتی تھیں میں دوست نہیں رکھتی ہوں اپنے فرزند کو کہ میرے گھر میں لے آئیں قریب تھا کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم کے درمیان شدید جنگ ہو عبداللہ بن عباس جلدی سے مروان کے پاس گئے اور کہا اے مروان ہم پیغمبر کی قبر کی زیارت کے ساتھ تجدید عہد کرانا چاہتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ امام حسن کو حضرت رسول خدا کے پہلو میں دفن کریں اس کے بعد حضرت عائشہ سے مخاطب ہوئے اور کہا یہ عجیب رسوائی ہے کبھی خچر پر اور کبھی اونٹ پر تم چاہتی ہو کہ خدا کا نور بجھا دو اور خدا کے دوستوں کے ساتھ جنگ کرنا چاہتی ہو واپس ہو جاؤ کہ جس چیز کو تم دوست رکھتی ہو اس مقصد میں کامیاب ہوئیں یعنی بے فکر ہو آرام سے رہو ہم امام حسن کے جنازہ کو رسول کے پہلو میں دفن نہیں کرنا چاہتے ہیں۔
خدا اس خاندان کا انتقام لے گا اگرچہ کافی مدت کے بعد سہی

مَنَعْتَهُ عَنْ حَرَمِ الرَّسُوْلِ ضَلَالَةً وَهُوَابْنُهُ فَلِأَيِّ أَمْرٍ يُمْنَعُ

فكانه روح النبی وقدرات بالبعد بينهما العلائق تقطع

حضرت عائشہ نے امام حسن کے جنازہ کو رسول خدا کے حرم سے روکے رکھا حالانکہ امام حسن فرزند رسول تھے کیوں اس کو منع کیا اور روکا جب کہ امام حسنؑ پیغمبر کی روح کی طرح ہیں حضرت عایشہ نے گمان کیا کہ ان دونوں جنازوں کے درمیان فاصلے کی وجہ سے ان دونوں کا تعلق ایک دوسرے سے ختم ہوگیا ہے

امام حسنؑ کے جنازے پر تیر برسانا

محدث قمی (مرحوم شیخ عباس) صاحب مناقب سے نقل کرتے ہیں امام حسن کے جنازہ پر تیر برسائے گئے دفن کے وقت حضرت کے بدن سے ستر تیر نکالے گئے اس لئے ہم زیارت جامعہ آئمۃ المومنین میں پڑھتے ہیں۔

وَ أَنْتُمْ صَرِيْعٌ قَدْ فَلَقَ السَّيْفُ هَامَتَهُ وَشَهِيْدٌ فَوْقَ الْجَنَازَةِ قَدْ شُكَّتْ أَكْفَانُهُ بِالسِّهَامِ وَقَتِيْلٌ بِالْعَرَاءِ قَدْ رُفِعَ فَوْقَ الْقَنَاةِ رَأْسُهُ وَمُكَبَّلٌ فِي السِّجْنِ قَدْ رُضَّتْ بِالْحَدِيْدِ أَعْضَائُهُ وَمَسْمُوْمٌ قَدْ قُطِعَتْ بِجُرَعِ السَّمِّ أَمْعَائُهُ

اے خاندان نبوت تم ایک سے بڑھ کر ایک ظلم کا شکار ہوئے ایک وہ کہ جس کا سر شگافتہ ہوگیا محراب عبادت میں دوسرا وہ ہے کہ جس کی شہادت کے بعد تابوت کے اوپر جو کپڑا تھا اس کو تیروں کے ساتھ چھلنی کیا گیا تم میں سے کچھ کو شہید کرکے اس کے سر کو بیابان میں نیزہ پر پھرایا گیا تم میں سے بعض کو قید خانہ کے گوشہ میں زنجیر ڈال کر کھینچا گیا اور ان کے اعضاء لوہے کے اثر کی وجہ سے زخمی ہوگئے اور زہر کی وجہ سے اندر کا حصہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اس کے بعد امام حسینؑ اور ان کے ساتھی جنازہ کو اٹھا کر بقیع کے قبرستان میں لے گئے اور وہاں اپنی دادی فاطمہ بنت اسد کے پہلو میں دفن کیا۔

امام حسینؑ کا مرثیہ اپنے بھائی کی مصیبت پر

جس وقت امام حسینؑ نے اپنے بھائی کے جنازے کو قبر میں رکھا تو حضرت نے ان کی مصیبت میں یہ اشعار کہے۔

ءَاَدهَنُ رَاْسِی اَمْ اَطِیبُ مَحَاسِنِی
وَرَاْسُکَ مَعفُورٌ وَاَنْتَ سَلِیبُ

فَلَازِلْتُ اَبْکِی مَاتَغَنَّتْ حِمَامَةٌ
عَلَیْکَ وَمَاہَبَّتْ صَبَاوَجُنُوبُ

بُکَائِی طَوِیلٌ وَالدُّمُوعُ غَزِیرَةٌ
وَاَنْتَ بَعِیدٌ وَالْمَزَارُ قَرِیبُ

فَلَیْسَ حَرِیبًا مَنْ اُصِیبَ بِمَالِہِ
وَلٰکِنَّ مَنْ وَارٰی اَخَاہُ حَرِیبُ

کیا میں اپنے سر کو تیل لگاؤں یا اپنی ڈاڑھی کو عطر سے معطر کروں جب کہ آپ کے سر کو مٹی پر رکھا گیا ہے آپ کو درخت کی شاخوں اور پتوں کی طرح گرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہمیشہ جب تک کبوتر آواز دیتا رہے گا اور جنوب اور شمال کی ہوا چلتی رہے گی تمہارے لئے گریہ کرتا رہونگا میرا رونا طویل ہوگا۔ میرے آنسو جاری ہیں اور تم ہم سے دور ہوگئے اور تمہاری قبر نزدیک ہے۔ جس کا مال لٹ گیا ہو اس کو غارت شدہ نہیں کہتے ہیں بلکہ غارت شدہ وہ ہے کہ جس کے بھائی کو مٹی کے اندر چھپایا جائے

اے عظیم آسمان کے چاند اور عظیم عقل کے بزرگ ترین فرزند تم غم کی قید میں عمر سے سیر ہو کر اسیر ہوگئے۔

قربان آں دل و جگر پارہ پارہ است
از زہر جانگداز وز دشنام وزخم تیر

تیرا دل اور جگر زہر جاں گداز اور تیروں کے زخموں سے پارہ پارہ ہوگئے میں ان پر قربان

ای در سریر عشق سلمان روز گار
ازغم تو گوشہ گیرولے اھرمن امیر

اے عشق کی سلطنت کے سلیمان وقت تو رنجیدہ حالت میں گوشہ گیر ہے اور شیطان امیر بنا بیٹھا ہے۔

از دوستان ملامت بی حد شنیدہ ای
تنہا ندیدہ ای ستم از دست اجنبی

دوستوں سے بھی تو نے بہت ملامت سنی ہے۔ اور تنہا اجنبی کے ہاتھ سے ستم برداشت نہیں کیا۔

زھرجفانمود تورا آب خوشگوار
ازبسکہ تلخ کامی وبیتاب وبرتبی

پیاس کی وجہ سے تو اتنی بے چینی و تلخی محسوس کررہا تھا کہ تجھے زہر جفا خوش گوار پانی لگا۔

گردون شود نگون ورخ مھر و مہ سیاہ
کافتادہ درلحد چہ تو تابندہ کو کبی

آسمان جھک گیا اور چاند سورج سیاہ ہوگئے اس لئے کہ تجھ جیسا چمکدار ستارہ لحد میں اتر گیا۔

نشنیدہ ام نشانہ تیر ستم شود
جزنعش ناز نین تو درھیج مذھبی

کسی مذہب میں بھی سوائے تیری میت کے کسی کو نشانہ تیر ستم بنتے ہوئے نہیں دیکھا

اے مفتقر بنال چو قمری درایں عزا
کاین غصہ نیست کمتراز آن زھر جانگزا

اے مفتقر! قمری کی طرح اس غم میں آنسو بہا کیوں کہ یہ غصہ بھی اس جاں گداز زہر سے کم نہیں۔

از تاب رفت و تشت طلب کرد و نالہ کرد
آں تشت رازخون جگر باغ ولالہ کرد

جب بے چین ہوگئے تو طشت طلب فرمایا اور بلند آواز سے گریہ کیا اور اس طشت کو اپنے خون جگر سے باغ ولالہ کی طرح سرخ کردیا۔

خونی که خورده بود همه عمراز گلو بریخت
دل را تہی زخون دل چندساله کرد

وہ خون جو تمام عمردل کا ساتھی تھا گلے سے دھن کے ذریعے بہہ گیا آپ نے دل کو سالہا سال کے خون سے خالی کردیا۔

طشت میں جگر کے ٹکڑے

جنادہ بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ جب بیاری کی وجہ سے حضرت امام حسنؑ کی شہادت ہوئی اس موقع پر میں بھی حضرت کی عیادت کرنے کے لئے گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہے اور خون حضرت کے دہن مبارک سے گرکرایک طشت میں جمع ہورہا ہے اس میں جگر کے ٹکڑے بھی تھے میں نے عرض کیا مولا! اس کا علاج کیوں نہیں کرواتے آپ نے فرمایا! خدا کے بندے موت کا کیا علاج ہے اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے حضرت نے فرمایا۔

اِسْتَعِدْ لِسَفَرِکَ وَحَصِّلْ زَادَکَ قَبْلَ حُلُولِ اَجَلِکَ وَاعْلَمْ اَنَّکَ تَطْلُبُ الدُّنْیا وَالْمَوْتَ یَطْلُبُکَ

اے جنادہ آخرت کے سفر کے لئے آمادہ ہوجاؤ موت کے آنے سے پہلے توشۂ آخرت ہاتھ میں لے لو اور جان لو کہ تم دنیا کی جستجو میں ہو اور موت تمہاری جستجو میں ہے کل کی فکر آج نہ کرو پھر میں نے دیکھا کہ اچانک امام حسینؑ کمرہ میں داخل ہوئے امام حسن کا رنگ زرد ہوچکا تھا اور سانس اکھڑا اکھڑا تھا امام حسینؑ امام حسنؑ سے لپٹ گئے اور ان کے سراور آنکھوں کو چوما اور حضرت کے پاس بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔

ہرگز کسی دچارمحن چون حسن نشد
ورشد دچار آنهمه رنج و محن نشد

کوئی حسن کی طرح ہرگز رنج و غم سے دوچار نہیں ہوا اگر ہوا بھی ہوگا تو اتنا صدمہ نہیں پہنچا ہوگا۔

یوسف اگرچه ازپدر پیر دور ماند
لیکن غریب وبی همه کس دروطن نه شد

یوسف اگرچہ بوڑھے باپ سے دور رہے لیکن وطن میں غریب الدیار نہیں ہوئے تھے۔

جزغم نصیب آں دل والا گهر نبود

جززهر بهرآن لب شکرشکن نه شد

اس قیمتی دل کو سوائے غم کے اور کچھ نصیب نہیں تھا اور اس لب شیریں کے لئے سوائے زہراور کچھ نہ تھا۔

ازدوست آنچه دید زدشمن روا نبود
جزصبر دردهائی دلش را دوا نبود

اس نے دوست کے ہاتھ سے رنج اٹھایا وہ دشمن کے لئے بھی روا نہیں تھا اور اس کے دل کے درد کی سوائے صبر کے اور کوئی دوانہ تھی۔

ہرگز دلی زغم چودل مجتبی نسوخت
ورسوخت زاجنبی دگرازآشنا نسوخت

کوئی دل غم و رنج سے حسنؑ کی طرح نہیں جلا اور اگر جلا بھی ہو تو کسی اجنبی کے ہاتھوں جلا ہوگا۔ اپنے کے ہاتھوں نہیں جلا ہوگا۔

خونابه غم ازجگر اندر پیاله ریخت
یاغنچه دل ازدهن شاخ لاله ریخت

آپ نے پیالے میں خون جگر اگل دیا یا غنچہ دل لالہ کی شاخ سے گر پڑا

آن سروری که صاحب بیت الحرام بود
بیت الحرام بهرچه بروی حرام بود

وہ سردار جو بیت الحرام کا مالک تھا اس پر بیت الحرام کیوں حرام ہوگیا۔

حضرت امام حسنؑ کی شہادت کی وجہ سے معاویہ کی خوشی

جس وقت امام حسنؑ کی شہادت کی خبر معاویہ کو پہنچی تو معاویہ انتہائے مسرت سے سجدہ میں گر گیا اور تکبیر کہی اس وقت ابن عباس علی علیہ السلام کے چچازاد بھائی شام میں تھے معاویہ نے ان کو اپنے پاس بلایا حالانکہ خوش حال تھا اس کے باوجود ابن عباس کو تعزیت پیش کی اس کے بعد ابن عباس سے پوچھا حسن بن علی علیہ السلام کی عمر کتنی تھی ابن عباس نے کہا کہ قریش کو ان کے سن و سال کا پتہ ہے مجھے کچھ خبر نہیں معاویہ نے کہا عجیب بات ہے کہ تو بے خبری کا اظہار کرتا ہےمیں نے سنا ہے کہ امام حسنؑ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ابن عباس نے کہا ہرچھوٹا

بڑا ہوجاتا ہے اور اس چیز کو جان لے کہ ہمارے چھوٹے بچے بزرگوں کی طرح ہوتے ہیں لیکن تو یہ بتاکہ تو امام حسنؑ کی وفات سے کیوں خوش ہے خدا کی قسم ان کی موت سے تیری موت میں تاخیر نہیں ہوسکتی ان کی قبر تمہاری قبر کو پر نہیں کرے گی کس قدر ہماری اور تیری عمران کے بعد کم ہے۔

پانچویں معصومؑ
حضرت امام حسینؑ کے مصائب کا ذکر

امام حسینؑ بن علیؑ چوتھی ہجری قمری تین شعبان کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور عاشور کے دن اکسٹھ ہجری میں ستاون سال کی عمر میں کربلاء میں شہادت کے درجے پر فائز ہوئے کربلا عراق کی مملکت میں موجود ہے حضرت نے بارہ سال امامت کی تقریباً" گیارہ سال معاویہ کے دور خلافت میں گذارے اور چھ مہینے یزید کی خلافت کے ساتھ برسرپیکار رہے امام حسین اور آپ کے اصحاب کی شہادت کربلا میں ہوئی اس کی تفصیل بہت لمبی ہے ہم اسے کتاب کے دوسرے حصے میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے اور یہاں ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے اختصار کے ساتھ یہ بیان کریں گے کہ امام حسین کی شہادت کس طرح واقع ہوئی۔

جب حضرت کے اعزا اور انصار شہید ہوچکے۔ اور امام حسینؑ یکہ و تنہا رہ گئے تو بیشہ شجاعت کے شیر کی طرح میدان میں آئے اور دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے لگے تمام جانب حملہ کرتے تھے اور اس شعر کو رجز کے عنوان سے پڑھتے تھے۔

اَلْمَوْتُ اَوْلٰی مِنْ رُکُوْبِ النَّارِ
وَالْعَارُ اَوْلٰی مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

موت آگ سے بھاگنے سے بہتر ہے اور ننگ وعار جہنم کی آگ میں جانے سے بہتر

اَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ آلَیْتُ اَنْ لَااَنْثَنِیْ
اَحْمِیْ عَیَالَاتِ اَبِیْ اَمْضِیْ عَلٰی دِیْنِ النَّبِیِّ

میں علی کا بیٹا حسین ہوں میں نے قسم کھائی ہے کہ دشمن کے سامنے سر نہیں جھکاؤنگا میں اپنے باپ کے اھل و عیال کی حفاظت کرتا ہوا خدا کی راہ میں شہید ہوجاؤنگا حضرت نے اس قدر جنگ کی کہ مجروحین کے علاوہ ایک ہزار نوسو پچاس ملاعین کو فی النار کیا۔

عمر سعد نے فریاد بلند کی وائے ہو تم پر کیا جانتے ہو کہ کس کے ساتھ جنگ کرتے ہو یہ شخص کشادہ سینہ اور قوی البدن کا بیٹا ہے یہ اس کا فرزند ہے کہ جس نے عرب کے مشرکین کو قتل کیا حضرت امام عالی مقام ہر طرف سے حملہ کرتے تھے کیونکہ لشکر یزید نے آپ پر چاروں طرف سے یلغار کر رکھی تھی۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ امام حسینؑ کے بدن پر تین سو بیس زخموں کے نشان تھے جن میں سے کچھ نیزے کے کچھ تلوار کے اور باقی تیروں کے تھے اور کچھ تیر حضرت کی زرہ میں پھنسے ہوئے تھے حضرت بپھرے ہوئے شیر کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ شمر نے فریاد بلند کی کہ تم حسینؑ کو قتل کرنے سے کیوں کتراتے ہو

خونی که خورده بود همه عمراز گلو بریخت

دل را تهی زخون دل چندساله کرد

وہ خون جو تمام عمر دل کا ساتھی تھا گلے سے دھن کے ذریعے بہہ گیا آپ نے دل کو سالہا سال کے خون سے خالی کردیا۔

طشت میں جگر کے ٹکڑے

جناده بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ جب بیماری کی وجہ سے حضرت امام حسنؑ کی شہادت ہوئی اس موقع پر میں بھی حضرت کی عیادت کرنے کے لئے گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہے اور خون حضرت کے دہن مبارک سے گرکرایک طشت میں جمع ہو رہا ہے اس میں جگر کے ٹکڑے بھی تھے میں نے عرض کیا مولا! اس کا علاج کیوں نہیں کرواتے آپ نے فرمایا! خدا کے بندے موت کا کیا علاج ہے اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے حضرت نے فرمایا۔

اِسْتَعِدْ لِسَفَرِکَ وَحَصِّلْ زَادَکَ قَبْلَ حُلُولِ اَجَلِکَ وَاعْلَمْ اَنَّکَ تَطْلُبُ الدُّنْیا وَالْمَوْتَ یَطْلُبُکَ

اے جناده آخرت کے سفر کے لئے آمادہ ہوجاؤ موت کے آنے سے پہلے توشۂ آخرت ہاتھ میں لے لو اور جان لو کہ تم دنیا کی جستجو میں ہو اور موت تمہاری جستجو میں ہے کل کی فکر آج نہ کرو پھر میں نے دیکھا کہ اچانک امام حسینؑ کمرہ میں داخل ہوئے امام حسن کا رنگ زرد ہوچکا تھا اور سانس اکھڑا اکھڑا تھا امام حسینؑ امام حسنؑ سے لپٹ گئے اور ان کے سر اور آنکھوں کو چوما اور حضرت کے پاس بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔

هرگز کسی دچارمحن چون حسن نشد

ورشد دچار آنهمه رنج و محن نشد

کوئی حسن کی طرح ہرگز رنج و غم سے دوچار نہیں ہوا اگر ہوا بھی ہوگا تو اتنا صدمہ نہیں پہنچا ہوگا۔

یوسف اگرچه ازپدر پیر دور ماند

لیکن غریب وبی همه کس دروطن نه شد

یوسف اگرچہ بوڑھے باپ سے دور رہے لیکن وطن میں غریب الدیار نہیں ہوئے تھے۔

جزغم نصیب آں دل والا گهر نبود

جززهر بهرآن لب شکرشکن نه شد

اس قیمتی دل کو سوائے غم کے اور کچھ نصیب نہیں تھا اور اس لب شیریں کے لئے سوائے زہر اور کچھ نہ تھا۔

ازدوست آنچه دید زدشمن روا نبود

جزصبر دردهائی دلش را دوا نبود

اس نے دوست کے ہاتھ سے رنج اٹھایا وہ دشمن کے لئے بھی روا نہیں تھا اور اس کے دل کے درد کی سوائے صبر کے اور کوئی دوا نہ تھی۔

هرگز دلی زغم چودل مجتبی نسوخت

ورسوخت زاجنبی دگراز آشنا نسوخت

کوئی دل غم و رنج سے حسنؑ کی طرح نہیں جلا اور اگر جلا بھی ہو تو کسی اجنبی کے ہاتھوں جلا ہوگا۔ اپنے کے ہاتھوں نہیں جلا ہوگا۔

خونابه غم ازجگر اندر پیاله ریخت

یاغنچه دل ازدهن شاخ لاله ریخت

آپ نے پیالے میں خون جگر اگل دیا یا غنچہ دل لالہ کی شاخ سے گر پڑا

آن سروری که صاحب بیت الحرام بود

بیت الحرام بهرچه بروی حرام بود

وہ سردار جو بیت الحرام کا مالک تھا اس پر بیت الحرام کیوں حرام ہوگیا۔

حضرت امام حسنؑ کی شہادت کی وجہ سے معاویہ کی خوشی

جس وقت امام حسنؑ کی شہادت کی خبر معاویہ کو پہنچی تو معاویہ انتہائے مسرت سے سجدہ میں گر گیا اور تکبیر کہی اس وقت ابن عباس علی علیہ السلام کے چچازاد بھائی شام میں تھے معاویہ نے ان کو اپنے پاس بلایا حالانکہ خوش حال تھا اس کے باوجود ابن عباس کو تعزیت پیش کی اس کے بعد ابن عباس سے پوچھا حسن بن علی علیہ السلام کی عمر کتنی تھی ابن عباس نے کہا کہ قریش کو ان کے سن و سال کا پتہ ہے مجھے کچھ خبر نہیں معاویہ نے کہا عجیب بات ہے کہ تو بے خبری کا اظہار کرتا ہے میں نے سنا ہے کہ امام حسنؑ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ابن عباس نے کہا ہر چھوٹا

بڑا ہوجاتا ہے اور اس چیز کو جان لے کہ ہمارے چھوٹے بچے بزرگوں کی طرح ہوتے ہیں لیکن تو یہ بتاکہ تو امام حسنؑ کی وفات سے کیوں خوش ہے خدا کی قسم ان کی موت سے تیری موت میں تاخیر نہیں ہوسکتی ان کی قبر تمہاری قبر کو پر نہیں کرے گی کس قدر ہماری اور تیری عمران کے بعد کم ہے۔

پانچویں معصومؑ
حضرت امام حسینؑ کے مصائب کا ذکر

امام حسینؑ بن علیؑ چوتھی ہجری قمری تین شعبان کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور عاشور کے دن اکسٹھ ہجری میں ستاون سال کی عمر میں کربلاء میں شہادت کے درجے پر فائز ہوئے کربلا عراق کی مملکت میں موجود ہے حضرت نے بارہ سال امامت کی تقریباً" گیارہ سال معاویہ کے دور خلافت میں گذارے اور چھ مہینے یزید کی خلافت کے ساتھ برسرپیکار رہے امام حسین اور آپ کے اصحاب کی شہادت کربلا میں ہوئی اس کی تفصیل بہت لمبی ہے ہم اسے کتاب کے دوسرے حصے میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے اور یہاں ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے اختصار کے ساتھ یہ بیان کریں گے کہ امام حسین کی شہادت کس طرح واقع ہوئی۔

جب حضرت کے اعزا اور انصار شہید ہوچکے۔ اور امام حسینؑ یکہ و تنہا رہ گئے تو بیشہ شجاعت کے شیر کی طرح میدان میں آئے اور دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے لگے تمام جانب حملہ کرتے تھے اور اس شعر کو رجز کے عنوان سے پڑھتے تھے۔

اَلْمَوْتُ اَوْلٰی مِنْ رُکُوْبِ النَّارِ
وَالْعَارُ اَوْلٰی مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

موت آگ سے بھاگنے سے بہتر ہے اور ننگ وعار جہنم کی آگ میں جانے سے بہتر

اَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ آلَیْتُ اَنْ لَااَنْثَنِیْ
اَحْمِی عَیَالَاتِ اَبِی اَمْضِی عَلٰی دِیْنِ النَّبِیِّ

میں علی کا بیٹا حسین ہوں میں نے قسم کھائی ہے کہ دشمن کے سامنے سر نہیں جھکاؤنگا میں اپنے باپ کے اھل و عیال کی حفاظت کرتا ہوا خدا کی راہ میں شہید ہوجاؤنگا حضرت نے اس قدر جنگ کی کہ مجروحین کے علاوہ ایک ہزار نوسو پچاس ملاعین کو فی النار کیا۔

عمر سعد نے فریاد بلند کی وائے ہو تم پر کیا جانتے ہو کہ کس کے ساتھ جنگ کرتے ہو یہ شخص کشادہ سینہ اور قوی البدن کا بیٹا ہے یہ اس کا فرزند ہے کہ جس نے عرب کے مشرکین کو قتل کیا حضرت امام عالی مقام ہر طرف سے حملہ کرتے تھے کیونکہ لشکر یزید نے آپ پر چاروں طرف سے یلغار کر رکھی تھی۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ امام حسینؑ کے بدن پر تین سو بیس زخموں کے نشان تھے جن میں سے کچھ نیزے کے کچھ تلوار کے اور باقی تیروں کے تھے اور کچھ تیر حضرت کی زرہ میں پھنسے ہوئے تھے حضرت بپھرے ہوئے شیر کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ شمر نے فریاد بلند کی کہ تم حسینؑ کو قتل کرنے سے کیوں کتراتے ہو

کس چیز کے انتظار میں ہو تم نہیں دیکھتے کہ تیر اور نیزے ان کے بدن پر اتنے لگے ہیں کہ اٹھنے کے قابل نہیں طاقت ختم ہوچکی ہے ان پر حملہ کرو۔ ان کمینوں نے حضرت پر حملہ کیا ہر ایک کے پاس آلہ جنگ موجود تھا جو امام حسینؑ کے بدن پر مارتے تھے۔

ھلال بن نافع دشمن کی فوج کا ایک فرد تھا کہتا ہے کہ میں امام حسینؑ کے نزدیک کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ حسین اپنے آپ کو اس طرح پیچ و تاب دیتے تھے کہ خدا کی قسم میں نے کسی خون میں غلطان مرنے والے کو ایسا نہیں دیکھا کہ جس کا چہرہ آپ کی طرح نورانی ہو۔ مجھے آپ کے نورانی چہرہ نے آپ کے قتل سے روکے رکھا آپ اس حالت میں پانی مانگتے تھے لیکن کسی نے آپ کو پانی نہیں دیا۔ ایک شخص نے ڈھٹائی سے کہا آپ کو پانی نہ ملے گا یہاں تک کہ دوزخ کا گرم پانی پئیں۔ حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا میں اپنے نانا کی خدمت میں جاؤنگا ان کے جوار میں رہونگا اور جو کچھ ظلم تمہاری طرف سے میرے اوپر ہوا ہے اس کی شکایت کرونگا۔

دشمن حضرت سے لئے اس قدر غضبناک تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا خدا نے ان کے دل میں ایک ذرہ بھر رحم بھی قرار نہیں دیا ہے۔

حضرت امام حسین آخری لحات میں اس طرح مناجات کرتے تھے

صَبْراً عَلٰی قَضَائِکَ یَارَبِّ لَااِلٰہَ سِوَاکَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ مَالِی رَبٌّ سِوَاکَ وَلَامَعْبُوْدَ غَیْرُکَ صَبْراً عَلٰی حُکْمِکَ یَا غِیَاثَ مَنْ لَاغِیَاثَ لَہُ یَادَائِمًا لَانَفَادَلَہُ یَا مُحْیِیَ الْمَوْتٰی یَاقَائِماً عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَاکَسَبَتْ اُحْکُمْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ وَاَنْتَ خَیْرُالْحَاکِمِیْنَ

اے پروردگار! تیری قضا پر صبر کرتاہوں -تیرے سوا کوئی معبود نہیں -اے پناہ مانگنے والوں کو پناہ دینے والے تیرے سوا کوئی نہ رب ہے اور نہ معبود۔میں تمہارے حکم پر صبر کرتا ہوں اے بے امانوں کوامان دینے والے -اے دائم سبے ابتداء -اے مردوں کو زندہ کرنے والے اے ہر کسی کے اعمال مکسوبہ پر ناظر و مسلط خدا تو میرے اور ان دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرماکیونکہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے -شمر جلدی سے امام حسین کے پاس گیا اور حضرت کے سینے پر سوار ہوا۔ حضرت کی داڑھی کو اپنے ہاتھ میں لیا اور تیرہ ضربوں سے مظلوم کربلاء کے سر کو بدن سے جدا کردیا۔

ای شمر! تشنہ جگر مصطفی است این
مهر سپهر سلسله اصطفا است این

اے شمر! یہ پیاسا محمد مصطفیؐ کا دلبند ہے اور یہ برگزیدگی کے آسمان بلند کا سورج ہے۔

مهما نیش کنی وبری تشنه لب سرش

آخر نه مهمان کوئی خدا است این

اس کو مہمان بنایا تھا اور اس کا سرپیاسا لے کر جارہا ہے کیا یہ خدا کا مہمان نہیں ہے۔

ای لب عطشان بنزد آب حسین جان
کشته شمشیر بی حساب حسین جان

اے پانی کے قریب رہ کر پیاسے رہنے والے حسینؑ اور بے شمار تلواروں کے مقتول حسینؑ

شرح غم و محنت تو تاصف محشر
کرده دل انس و جان کباب حسین جان

تیرے غم و اندوہ کی شرح نے محشر تک کے لئے انس و جان کے دلوں کو کباب کردیا ہے۔

قطره آبی زکوفیان طلبیدی
ازچه ندادت کسی جواب حسین جان

تو نے کوفیوں سے پانی کا قطرہ مانگا کسی نے تجھے کوئی جواب کیوں نہیں دیا۔

چھٹے معصومؑ

حضرت امام سجادؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت علی بن الحسین امام سجاد علیہ السلام کی 38 ہجری قمری 5 شعبان یا 15 جمادی الاولی کو مدینہ میں ولادت ہوئی۔
12 یا 18 اور مشہور عام سے 25 محرم کو سال 95 ہجری قمری 56 سال کی عمر میں زہر دے کر شہید کئے گئے۔ کربلا
میں عاشور کے وقت حضرت کی عمر 23 سال تھی حضرت کا مرقد مدینہ میں جنت البقیع کے قبرستان میں امام
حسن کے پہلو میں ہے حضرت کی امامت کا زمانہ 35 سال ہے - یزید سے لے کر ولید بن عبدالملک جیسے ظالموں
کے دور میں زندگی گزاری جو سب سے دشوار ترین زمانہ تھا جس میں بنی امیہ کی طرف سے سخت مظالم ڈھائے
گئے - امام سجاد علیہ السلام نے دوران زندگی بہت زیادہ رنج اور تکلیفیں دیکھیں کربلا میں حضرت پر سخت ظلم و ستم
ہوئے اس کے بعد حضرت مدینہ واپس لوٹے 35 سال کی باقی زندگی میں کربلا کے مصائب کو ہمیشہ یاد کرتے رہے
اور ہمیشہ آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اور فرماتے تھے **قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ جَائِعًا قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ
اللّٰهِ عَطْشَانًا** فرزند رسول خدا حسینؑ کو بھوک اور پیاس کے ساتھ شہید کیا گیا ایک دن حضرت کے غلاموں
میں سے ایک نے چھپ کر حضرت کو دیکھا کہ حضرت سجدہ میں پڑے رو رہے ہیں عرض کیا ابھی تک آپ کے غم
کے ختم ہونے کا وقت نہیں آیا۔ امام سجادؑ نے اس غلام سے فرمایا اے غلام حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے ان
میں سے ایک نظروں سے غائب تھا تو مسلسل روتے رہتے تھے اور کہتے تھے **یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ
وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ وَهُوَ كَظِيْمٌ** ہائے افسوس کہ میرا یوسف کہاں گیا حضرت یعقوب کی
آنکھیں غم کی وجہ سے سفید ہوگئیں۔ سورہ یوسف - 44 جب کہ میں نے اپنے بابا اور رشتہ داروں کے سر قریب
سے جدا ہوتے دیکھے تو پھر میں کیونکر گریہ نہ کروں۔

حضرت سجادؑ جناب عقیل کی اولاد کو جعفر طیار کی اولاد سے زیادہ اہمیت دیتے تھے جب حضرت سے اس کی وجہ کے
بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جب ان کے باپ بابا حسینؑ کے ساتھ یاد آتے ہیں تو میرا دل ان کی
مظلومیت دیکھ کر جل جاتا ہے۔

یعقوبؑ در فراق پسر روز و شب گریست
تادیدگانش از غم یوسف سفید شد

یعقوبؑ پسر کی جدائی میں دن رات روئے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں یوسفؑ کے غم میں سفید ہوگئیں۔

من چون کنم که آنچه مرا بود سرپرست
[illegible] نظرم ناپدید شد

میں کیا کروں کہ جو میرا سرپرست تھا ایک روز وہی میری نظروں سے بالکل دور ہوگیا۔

سقا ندیده کس به جهان تشنه جان دهد
عباس تشنه درلب دریا سهید شد

کسی نے دنیا میں ایسا سقا نہیں دیکھا جو پیاسا دنیا سے گیا ہو عباس دریا پر پیاسے شہید ہوئے۔

اکبر زباب خویش تقاضای آب کرد
افسوس وآه از پدرش نامید شد

اکبر نے اپنے بابا سے پانی مانگا لیکن صد افسوس کہ وہ اپنے والد سے پانی مانگ کر ناامید ہوئے۔

حضرت امام سجادؑ کو زہر دینا

امام سجادؑ کا مقام یہ تھا کہ حجاز والوں نے آپ کی طرف معنوی توجہ کی جس کی وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے
ولید بن عبدالملک کے زمانے میں حضرت کے قتل کا منصوبہ بنایا اس نے چند افراد کی وساطت سے حضرت کو زہر
دیا اس کی وجہ سے حضرت بستر پر پڑے رہے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور شہید ہوگئے۔ بعض مورخین نے
نقل کیا ہے کہ آنحضرت کو ولید بن عبدالملک نے زہر دیا جس زہر کے اثر سے حضرت شہید ہوئے تاریخ کے
اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ زیادہ صحیح دکھائی دیتا ہے ممکن ہے آپ کو ہشام بن عبدالملک کے حیلے سے اس کے
بھائی ولید بن عبدالملک کے حکم سے زہر دیا گیا ہو یا دونوں اس کام میں شریک ہوں۔ دعوات راوندی میں منقول
ہے کہ حضرت بستر شہادت پر بار بار فرماتے تھے۔ **اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِی فَاِنَّکَ کَرِیْمٌ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِی
فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ** خدایا مجھ پر رحم کر کہ تو کریم و رحیم ہے امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جب میرے باپ کی شہادت کا
وقت قریب آیا تو مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا بیٹا **اِیَّاکَ وَظُلْمَ مَنْ لَایَجِدُ عَلَیْکَ نَاصِرًا
اِلَّااللّٰهَ** بچو اس شخص پر ظلم کرنے سے کہ جس کے بارے تم سے انتقام لینے والا خدا کی ذات کے علاوہ کوئی نہ
ہو حضرت ابوالحسن نے فرمایا جس وقت حضرت امام سجادؑ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو تین مرتبہ بے ہوش ہوئے
اس کے بعد آنکھیں کھولیں اور سورہ اذاوقعت الواقعہ اور سورہ انافتحنا کی تلاوت کی اور فرمایا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
اَلَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّءُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ** تمام
تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں کہ جس نے اپنے وعدے کو ہمارے ساتھ پورا کیا اور زمین کو ہمارے لئے میراث
قرار دیا اور بہشت میں جہاں چاہیں گے وہاں ٹھہریں گے اہل عمل کی جزا کس قدر اچھی ہے پھر اسی وقت دنیا
سے رخصت ہو گئے۔

کس چیز کے انتظار میں ہو تم نہیں دیکھتے کہ تیر اور نیزے ان کے بدن پر اتنے لگے ہیں کہ اٹھنے کے قابل نہیں طاقت ختم ہوچکی ہے ان پر حملہ کرو۔ ان کمینوں نے حضرت پر حملہ کیا ہر ایک کے پاس آلہ جنگ موجود تھا جو امام حسینؑ کے بدن پر مارتے تھے۔

ھلال بن نافع دشمن کی فوج کا ایک فرد تھا کہتا ہے کہ میں امام حسینؑ کے نزدیک کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ حسین اپنے آپ کو اس طرح پیچ و تاب دیتے تھے کہ خدا کی قسم میں نے کسی خون میں غلطان مرنے والے کو ایسا نہیں دیکھا کہ جس کا چہرہ آپ کی طرح نورانی ہو۔ مجھے آپ کے نورانی چہرہ نے آپ کے قتل سے روکے رکھا آپ اس حالت میں پانی مانگتے تھے لیکن کسی نے آپ کو پانی نہیں دیا۔ ایک شخص نے ڈھٹائی سے کہا آپ کو پانی نہ ملے گا یہاں تک کہ دوزخ کا گرم پانی پئیں۔ حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا میں اپنے نانا کی خدمت میں جاؤنگا ان کے جوار میں رہونگا اور جو کچھ ظلم تمہاری طرف سے میرے اوپر ہوا ہے اس کی شکایت کرونگا۔

دشمن حضرت کے لئے اس قدر غضبناک تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا خدا نے ان کے دل میں ایک ذرہ بھر رحم بھی قرار نہیں دیا ہے۔

حضرت امام حسین آخری لمحات میں اس طرح مناجات کرتے تھے

صَبْراً عَلٰی قَضَائِکَ یَارَبِّ لَااِلٰهَ سِوَاکَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ مَالِی رَبٌّ سِوَاکَ وَلَامَعْبُوْدَ غَیْرُکَ صَبْراً عَلٰی حُکْمِکَ یَا غِیَاثَ مَنْ لَاغِیَاثَ لَهُ یَادَائِمًا لَانَفَادَلَهُ یَا مُحْیِیَ الْمَوْتٰی یَاقَائِمًا عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَاکَسَبَتْ اُحْکُمْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ وَاَنْتَ خَیْرُالْحَاکِمِیْنَ

اے پروردگار! تیری قضا پر صبر کرتاہوں ۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔اے پناہ مانگنے والوں کو پناہ دینے والے تیرے سوا کوئی نہ رب ہے اور نہ معبود۔میں تمہارے حکم پر صبر کرتا ہوں اے بے امانوں کو امان دینے والے ۔اے دائم ۔بے ابتداء ۔اے مردوں کو زندہ کرنے والے اے ہر کسی کے اعمال مکسوبہ پر ناظر و مسلط خدا تو میرے اور ان دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرماکیونکہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے ۔شمر جلدی سے امام حسین کے پاس گیا اور حضرت کے سینے پر سوار ہوا۔ حضرت کی داڑھی کو اپنے ہاتھ میں لیا اور تیرہ ضربوں سے مظلوم کربلاء کے سر کو بدن سے جدا کردیا۔

ای شمر! تشنه جگر مصطفی است این
مهر سپهر سلسله اصطفا است این

اے شمر! یہ پیاسا محمد مصطفیؐ کا دلبند ہے اور یہ برگزیدگی کے آسمان بلند کا سورج ہے۔

مهما نیش کنی وبری تشنه لب سرش

آخر نه مهمان کوئی خدا است این

اس کو مہمان بنایا تھا اور اس کا سرپیاسا لے کر جارہا ہے کیا یہ خدا کا مہمان نہیں ہے۔

ای لب عطشان بنزد آب حسین جان
کشته شمشیر بی حساب حسین جان

اے پانی کے قریب رہ کر پیاسے رہنے والے حسینؑ اور بے شمار تلواروں کے مقتول حسینؑ

شرح غم و محنت تو تاصف محشر
کرده دل انس و جان کباب حسین جان

تیرے غم و اندوہ کی شرح نے محشر تک کے لئے انس و جان کے دلوں کو کباب کردیا ہے۔

قطره آبی زکوفیان طلبیدی
ازچه ندادت کسی جواب حسین جان

تو نے کوفیوں سے پانی کا قطرہ مانگا کسی نے تجھے کوئی جواب کیوں نہیں دیا۔

چھٹے معصومؑ

حضرت امام سجادؑ کے مصائب کا ذکر

ولادت ہوئی۔
حضرت علی بن الحسین امام سجاد علیہ السلام کی 38 ہجری قمری 5 شعبان یا 15 جمادی الاولٰی کو مدینہ میں ولادت ہوئی۔ کربلا
12 یا 18 اور مشہور عام سے 25 محرم کو سال 95 ہجری قمری 56 سال کی عمر میں زہر دے کر شہید کئے گئے۔ کربلا
میں عاشور کے وقت حضرت کی عمر 23 سال تھی حضرت کا مرقد مدینہ میں جنت البقیع کے قبرستان میں امام
حسن کے پہلو میں ہے حضرت کی امامت کا زمانہ 35 سال ہے - یزید سے لے کر ولید بن عبدالملک جیسے ظالموں
کے دور میں زندگی گزاری جو سب سے دشوار ترین زمانہ تھا جس میں بنی امیہ کی طرف سے سخت مظالم ڈھائے
گئے - امام سجاد علیہ السلام نے دوران زندگی بہت زیادہ رنج اور تکلیفیں دیکھیں کربلا میں حضرت پر سخت ظلم و ستم
ہوئے اس کے بعد حضرت مدینہ واپس لوٹے 35 سال کی باقی زندگی میں کربلا کے مصائب کو ہمیشہ یاد کرتے رہے
اور ہمیشہ آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اور فرماتے تھے **قُتِلَ اِبنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ جَائِعًا قُتِلَ اِبنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَطْشَانًا** فرزند رسول خدا حسینؑ کو بھوک اور پیاس کے ساتھ شہید کیا گیا ایک دن حضرت کے غلاموں
میں سے ایک نے چھپ کر حضرت کو دیکھا کہ حضرت سجدہ میں پڑے رو رہے ہیں عرض کیا ابھی تک آپ کے غم
کے ختم ہونے کا وقت نہیں آیا۔ امام سجادؑ نے اس غلام سے فرمایا اے غلام حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے ان
میں سے ایک نظروں سے غائب تھا تو مسلسل روتے رہتے تھے اور کہتے تھے **یٰا اَسَفٰی عَلٰی یُوسُفُ وَابْیَضَّتْ عَیْنَاہُ مِنَ الْحُزْنِ وَھُوَ کَظِیْمٌ** ہائے افسوس کہ میرا یوسف کہاں گیا حضرت یعقوب کی
آنکھیں غم کی وجہ سے سفید ہوگئیں۔ سورہ یوسف - 44 جب کہ میں نے اپنے بابا اور رشتہ داروں کے سر قریب
سے جدا ہوتے دیکھے تو پھر میں کیونکر گریہ نہ کروں۔
حضرت سجادؑ جناب عقیل کی اولاد کو جعفر طیار کی اولاد سے زیادہ اہمیت دیتے تھے جب حضرت سے اس کی وجہ کے
بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جب ان کے باپ بابا حسینؑ کے ساتھ یاد آتے ہیں تو میرا دل ان کی
مظلومیت دیکھ کر جل جاتا ہے۔

یعقوبؑ در فراق پسر روز و شب گریست
تا دیدگانش از غم یوسف سفید شد

یعقوبؑ پسر کی جدائی میں دن رات روئے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں یوسفؑ کے غم میں سفید ہوگئیں۔

من چون کنم کہ آنچه مرا بود سرپرست
[illegible] نظرم ناپدید شد

میں کیا کروں کہ جو میرا سرپرست تھا ایک روز وہی میری نظروں سے بالکل دور ہوگیا۔

سقا ندیدہ کس به جهان تشنه جان دهد
عباس تشنه درلب دریا سهید شد

کسی نے دنیا میں ایسا سقا نہیں دیکھا جو پیاسا دنیا سے گیا ہو عباس دریا پر پیاسے شہید ہوئے۔

اکبر زباب خویش تقاضای آب کرد
افسوس وآه از پدرش نامید شد

اکبر نے اپنے بابا سے پانی مانگا لیکن صد افسوس کہ وہ اپنے والد سے پانی مانگ کر ناامید ہوئے۔

حضرت امام سجادؑ کو زہر دینا

امام سجادؑ کا مقام یہ تھا کہ حجاز والوں نے آپ کی طرف معنوی توجہ کی جس کی وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے
ولید بن عبدالملک کے زمانے میں حضرت کے قتل کا منصوبہ بنایا اس نے چند افراد کی وساطت سے حضرت کو زہر
دیا اس کی وجہ سے حضرت بستر پر پڑے رہے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور شہید ہوگئے۔ بعض مورخین نے
نقل کیا ہے کہ آنحضرت کو ولید بن عبدالملک نے زہر دیا جس زہر کے اثر سے حضرت شہید ہوئے تاریخ کے
اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ زیادہ صحیح دکھائی دیتا ہے ممکن ہے آپ کو ہشام بن عبدالملک کے حیلے سے اس کے
بھائی ولید بن عبدالملک کے حکم سے زہر دیا گیا ہو یا دونوں اس کام میں شریک ہوں۔ دعوات راوندی میں منقول
ہے کہ حضرت بستر شہادت پر بار بار فرماتے تھے۔ **اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِی فَاِنَّکَ کَرِیْمٌ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِی فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ** خدایا مجھ پر رحم کر کہ تو کریم و رحیم ہے امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جب میرے باپ کی شہادت کا
وقت قریب آیا تو مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا بیٹا **اِیَّاکَ وَظُلْمَ مَنْ لَایَجِدُ عَلَیْکَ نَاصِرًا اِلَّا اللّٰہَ** بچو اس شخص پر ظلم کرنے سے کہ جس کے بارے تم سے انتقام لینے والا خدا کی ذات کے علاوہ کوئی نہ
ہو حضرت ابوالحسن نے فرمایا جس وقت حضرت امام سجادؑ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو تین مرتبہ بے ہوش ہوئے
اس کے بعد آنکھیں کھولیں اور سورہ اذا وقعت الواقعہ اور سورہ انا فتحنا کی تلاوت کی اور فرمایا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّءُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ** تمام
تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں کہ جس نے اپنے وعدے کو ہمارے ساتھ پورا کیا اور زمین کو ہمارے لئے میراث
قرار دیا اور بہشت میں جہاں چاہیں گے وہاں ٹھہریں گے اہل عمل کی جزا کس قدر اچھی ہے پھر اسی وقت دنیا
سے رخصت ہو گئے۔

حضرت امام سجادؑ کی اونٹنی کی موت کا دلسوز واقعہ

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ حضرت امام سجادؑ کی ایک اونٹنی تھی انہوں نے بیس مرتبہ اس پر سوار ہو کر حج انجام دیئے تھے اور اس کو کبھی ایک تازیانہ بھی نہیں مارا تھا حضرت کی وفات کے بعد ہم بے خبر تھے اتنے میں حضرت کے نوکروں میں سے ایک نے آکر کہا اونٹنی باہر چلی گئی ہے حضرت سجادؑ کی قبر کے نزدیک دو زانو بیٹھ کر اپنی گردن کو حضرت کی قبر سے ملتی ہے اور نالہ و فریاد کرتی ہے حالانکہ اس اونٹنی نے اس سے پہلے حضرت کی قبر کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ اس اونٹنی کے پاس تشریف لے گئے جو مٹی اپنے بدن پر ملتی تھی اور آنسو بہاتی تھی حضرت نے اس سے فرمایا اب بس کرو اٹھ کر اپنی جگہ پر چلی جاؤ وہ اٹھی اور اپنی جگہ پر چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد پریشان حالت میں پھر حضرت امام سجادؑ کی قبر پر آئی مٹی میں غلطان تھی اور آنسو بہاتی تھی امام محمد باقرؑ اس کے پاس آئے اور فرمایا اب بس بھی کرو اٹھ بیٹھو لیکن وہ نہ اٹھی آپ نے فرمایا اسے آزاد چھوڑ دو یہ اپنے مالک سے الوداع کررہی ہے وہ تین دن تک اسی حالت میں رہی اس کے بعد وہ مرگئی۔

امام سجاد علیہ السلام کے بدن پر زخموں کے نشان

جب امام سجادؑ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو مدینہ کے لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ ایک سو گھرانوں کو کھانا پہنچاتے تھے بعض مدینہ کے فقراء نہیں جانتے تھے کہ ان کا کھانا کہاں سے آتا ہے جب امام سجادؑ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تب پتہ چلا کہ حضرت رات کے وقت ناشناختہ طور پر اپنے کندھوں پر غذا اٹھا کر انہیں پہنچاتے تھے حضرت کے بدن پر نشانات غذا اور طعام کے اٹھانے کی وجہ سے تھے کہ جو رات کے وقت فقراء کے لئے اٹھا کر لے جاتے تھے۔ بعض نے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے حضرت کو غسل دینے کے بعد سخت گریہ کیا بعض اصحاب نے حضرت کو دلاسہ دیا تو فرمایا غسل دیتے وقت حضرت کی گردن میں غل و زنجیر کے نشانات دیکھ کر حضرت کے مصائب یاد آگئے کہ جو دوران قید حضرت کو پہنائے گئے تھے۔

ساتویں معصومؑ

حضرت امام محمد باقرؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت امام محمد باقرؑ جو ہمارے پانچویں امام ہیں اول رجب یا صفر کی تیسری تاریخ 58 سال ہجری قمری میں مدینہ میں پیدا ہوئے حضرت کی ماں فاطمہ ہیں جو حضرت امام حسن کی بیٹی تھیں حضرت امام محمد باقرؑ اتوار کے دن 8 ذالحجہ سال 114 ہجری قمری میں 57 سال کی عمر میں مدینہ میں جہان فانی سے عالم جاوداں کی طرف کوچ کرگئے۔ حضرت کا مرقد بقیع کے قبرستان میں اپنے پدر بزرگوار امام سجاد کی قبر کے نزدیک ہے۔ انیس سال دس مہینے اور بارہ روز حضرت نے امامت کی اور آخرکار دسویں اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے حکم سے حضرت کو زہر دے دیا گیا۔ حضرت محمد باقرؑ کربلا کے واقعہ کے وقت اپنے باپ کے ہمراہ تھے اس وقت حضرت کی عمر تین سال چھ مہینے اور دس روز تھی۔ انہوں نے کربلا کے تمام مصائب اور اسیری کو قریب سے دیکھا تھا انہوں نے قیدی کے عنوان سے قیدیوں کی سختیوں کو دیکھا تھا ظاہرا" حضرت کی ماں جو کہ امام حسنؑ کی بیٹی تھیں وہ بھی کربلا میں تھیں انہوں نے بھی اپنے بھائی چچا اور چچا کی اولاد کے مصائب کو بہت قریب سے دیکھا اور اسارت کے دوران جو سختیاں ہوئی تھیں ان کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ھشام کے مظالم امام محمد باقرؑ پر

امام محمد باقرؑ کی امامت کا زمانہ زیادہ تر ھشام بن عبد الملک کی حکومت کے ساتھ مصادف ہوا اس دوران حضرت امام محمد باقرؑ اور آپکے ساتھی مورد نظر رہے۔ صفوان بن یحیی اپنے دادے محمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں گیا اور اندر جانے کی اجازت مانگی اوروں کو اجازت مل گئی لیکن مجھے اجازت نہ ملی میں واپس لوٹا حالانکہ ناراحت تھا صحن میں تخت پر لیٹا ہوا تھا اور سخت پریشان تھا کہ امام نے مجھ سے بے اعتنائی کیوں کی جبکہ مختلف فرقے زیدیہ ،حروریہ اور قدریہ امام کے پاس جاتے ہیں کئی کئی گھنٹے امام کے پاس بیٹھے رہتے ہیں لیکن میں جو شیعہ ہوں میرے ساتھ یہ طریقہ !ابھی اس فکر میں غرق تھا کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی میں دروازے پر گیا دیکھا کہ امام محمد باقرؑ کا قاصد ہے اور کہتا ہے کہ اسی وقت امام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ میں نے لباس پہنا اور امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد یہاں زیدیہ ،حروریہ اور قدریہ کا مسئلہ نہیں تھا میں نے آپ سے اس لیے بے رخی اختیار کی تھی کہ حکومت کے جاسوس ہمارے دوستوں کو نہ پہچانیں اور ہماری وجہ سے ان کو تکلیف نہ پہنچے حضرت کی اس گفتگو کو میں نے قبول کیا اور میری پریشانی دور ہو گئی (1 حاشیہ

رجال کشی ص 223 بحار ج 42 ص 371)

امام محمد باقرؑ قید خانے میں

امام محمد باقرؑ کے رہن سہن میں ظاہرا" ھشام کی حکومت کے ساتھ اعلانیہ کوئی مبارزہ نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن ھشام نے مصمم ارداہ کرلیا تھا کہ حضرت کو مدینہ سے جلا وطن کرے۔ ھشام کے سپاہی حضرت امام باقرؑ اور انکے بیٹے کو گرفتار کرکے شام لے آئے اور حضرت کی اہانت کی خاطر تین دن تک ھشام کے پاس نہ لے گئے اور آپ کو غلاموں کی جگہ پر ٹھہرایا آخر ھشام نے اپنے درباریوں سے کہا کہ جب محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؑ اس مجلس میں داخل ہوں گے تو میں ان کی سرزنش اور ملامت کرونگا جب میں خاموش ہو جاؤں تو تم سب مل کر ان کی سرزنش کرنا ھشام کے حکم سے امام محمد باقرؑ نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت شاہانہ انداز میں مجلس میں داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اھل مجلس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا السلام علیکم! اور بیٹھ گئے۔ ھشام نے دیکھا کہ حضرت نے مجھے خصوصی سلام نہیں کیا اور اسکے علاوہ اجازت کے بغیر بیٹھے ہیں اسی وجہ سے اسے اور زیادہ غصہ آگیا اور اس نے کہا اے محمد بن علیؑ ھمیشہ تم میں سے ایک مرد نے مسلمانوں میں اختلاف ڈالا اور لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتا ہے او راپنے آپکو امام جانتا ہے۔ بہت زیادہ سرزنش کے بعد جب وہ خاموش ہوا تو اھل مجلس جنہیں پہلے سے تیار کیا گیا تھا سب نے اہانت کی جب سب خاموش ہوگئے تو امامؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو تم کہاں جارہے ہو اور تمہیں کہاں لے جایا جارہا ہے تم میں سے پہلے والے لوگوں کی ہدایت ہماری وجہ سے ہوئی اور تم سے آخری لوگوں کی ہدایت بھی ہماری وجہ سے ہوگی۔ اگر تمہیں چند روز کی بادشاہی ملی ہے تو ہماری بادشاہت ابدی ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ** عاقبت پرہیز گار لوگو ں کے لیے ہے۔
قصص 83

اس پر ہشام نے حکم دیا کہ ان کو قید خانے میں ڈال دو۔ لیکن زیادہ طویل عرصہ نہیں گزرا تھا کہ قید خانے میں سارے قیدی حضرت کی روش کو دیکھ کر حضرت کی طرف مائل ہوگئے ہشام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو ہشام نے حکم دیا مخصوص آدمیوں کی نگرانی میں مدینہ پہنچایا جائے مدینہ کے راستے میں کئی واقعات و مصائب پیش آئے ہم اختصار کی خاطر ان کا ذکر نہیں کرتے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کو زہر دینا

یہ چیز مسلم ہے کہ امام محمد باقرؑ کو مخفیانہ طور پر ہشام بن عبدالملک نے زہر دیا اور جس کے اثر سے آپ نے

شہادت پائی۔ بعض لکھتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید بن یزید بن عبدالملک جو کہ ہشام کا بھتیجا تھا اس کے ذریعہ حضرت کو زہر دیا گیا۔ بعض لکھتے ہیں زید بن حسن نے ہشام کے حکم سے زہر کو گھوڑے کی زین کے ساتھ لگا لیا اور گھوڑے کو حضرت کے سامنے لایا گیا اور اصرار کیا گیا کہ حضرت اس گھوڑے پر سوار ہوں حضرت ناچار اس پر سوار ہوئے اور زہر بدن میں سرایت کرگیا اس طریقے سے کہ حضرت کی رانیں پھول گئیں اور تین دن تک بستر بیماری پہ پڑے رہنے کے بعد شہادت پاگئے۔
حضرت نے اپنی عمر کے آخری گھنٹوں میں سفید کپڑے کو کفن کے لئے معین کیا کہ جس سے احرام باندھ چکے تھے۔

ازکف برفت صبر و نماندش دگر قرار - دین شد تہی زمخزن اسرار کردگار
صبر رخصت ہوگیا اور پھر قرار نہیں رہا دین اسرار کردگار کے مخزن سے محروم ہوگیا۔
ازضعف برجبین منیرش عرق نشست - ارکان پنجمین امامت زہم شکست
کمزوری کی وجہ سے اس کی چمکتی ہوئی پیشانی پر پسینہ آگیا امامت کا پانچواں رکن شکستہ ہوگیا۔
گاہی زبان بہ ذکر حق وگہ شدی بہ ہوش - از دل کشیدہ آہ شرر بار و شد خموش
کبھی زبان ذکر حق میں مصروف ہوئی اور کبھی بے ہوش ہوگیا دل نے ایک آہ شرربار کھینچی اور خاموش ہوگیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وصیت

امام صادقؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے وصیت کے وقت جو کتابیں اسلحہ اور امام کی نشانیاں تھی وہ میرے سپرد کیں اور فرمایا گواہوں کو میرے پاس لے آؤ میں نے قریش کے چار آدمیوں کو جن میں سے نافع عبداللہ بن عمر کا غلام ہمارے درمیان موجود تھا حاضر کیا اس کے بعد فرمایا پس لکھ لو یہ وہ بات ہے کہ جس کی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی **يَا بَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ** اے میرے بیٹے خدا نے اس پاک آئین کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے تم اس آئین اسلام کے علاوہ کسی کو تسلیم نہ کرنا۔ بقرہ 132
اور محمد بن علیؑ نے اپنے بیٹے جعفر ابن محمد کو وصیت کی کہ حضرت کو ایک ایسی چادر میں کہ جس میں نماز جمعہ پڑھتے تھے اس سے کفن دیا جائے ان کے عمامے کو ان کا عمامہ قرار دیا جائے اور قبر کو چارگوشہ والی قرار دیا جائے اور چار انگلی کی مقدار قبر کو زمین سے بلند کیا جائے اور دفن کرتے وقت کفن کی گرہیں کھول دی جائیں اس کے بعد فرمایا گواہ چلیں جائیں وہ چلے گئے میں نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا اس وصیت کے لئے گواہوں کی کیا

حضرت امام سجادؑ کی اونٹنی کی موت کا دلسوز واقعہ

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ حضرت امام سجادؑ کی ایک اونٹنی تھی انہوں نے بیس مرتبہ اس پر سوار ہو کر حج انجام دیئے تھے اوراس کو کبھی ایک تازیانہ بھی نہیں مارا تھا حضرت کی وفات کے بعد ہم بے خبر تھے اتنے میں حضرت کے نوکروں میں سے ایک نے آکر کہا اونٹنی باہر چلی گئی ہے حضرت سجادؑ کی قبر کے نزدیک دو زانو بیٹھ کر اپنی گردن کو حضرت کی قبر سے ملتی ہے اور نالہ و فریاد کرتی ہے حالانکہ اس اونٹنی نے اس سے پہلے حضرت کی قبر کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ اس اونٹنی کے پاس تشریف لے گئے جو مٹی اپنے بدن پر ملتی تھی اور آنسو بہاتی تھی حضرت نے اس سے فرمایا اب بس کرو اٹھ کر اپنی جگہ پر چلی جاؤ وہ اٹھی اور اپنی جگہ پر چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد پریشان حالت میں پھر حضرت امام سجادؑ کی قبر پر آئی مٹی میں غلطان تھی اور آنسو بہاتی تھی امام محمد باقرؑ اس کے پاس آئے اور فرمایا اب بس بھی کرو اٹھ بیٹھو لیکن وہ نہ اٹھی آپ نے فرمایا اسے آزاد چھوڑ دو یہ اپنے مالک سے الوداع کررہی ہے وہ تین دن تک اسی حالت میں رہی اس کے بعد وہ مرگئی۔

امام سجاد علیہ السلام کے بدن پر زخموں کے نشان

جب امام سجادؑ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو مدینہ کے لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ ایک سو گھرانوں کو کھانا پہنچاتے تھے بعض مدینہ کے فقراء نہیں جانتے تھے کہ ان کا کھانا کہاں سے آتا ہے جب امام سجادؑ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تب پتہ چلا کہ حضرت رات کے وقت ناشناختہ طور پر اپنے کندھوں پر غذا اٹھاکر انہیں پہنچاتے تھے حضرت کے بدن پر نشانات غذا اور طعام کے اٹھانے کی وجہ سے تھے کہ جو رات کے وقت فقراء کے لئے اٹھا کر لے جاتے تھے۔
بعض نے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے حضرت کو غسل دینے کے بعد سخت گریہ کیا بعض اصحاب نے حضرت کو دلاسہ دیا تو فرمایا غسل دیتے وقت حضرت کی گردن میں غل و زنجیر کے نشانات دیکھ کر حضرت کے مصائب یاد آگئے کہ جو دوران قید حضرت کو پہنائے گئے تھے۔

ساتویں معصومؑ

حضرت امام محمد باقرؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت امام محمد باقرؑ جو ہمارے پانچویں امام ہیں اول رجب یا صفر کی تیسری تاریخ 58 سال ہجری قمری میں مدینہ میں پیدا ہوئے حضرت کی ماں فاطمہ ہیں جو حضرت امام حسن کی بیٹی تھیں حضرت امام محمد باقرؑ اتوار کے دن 8 ذالحجہ سال 114 ہجری قمری میں 57 سال کی عمر میں مدینہ میں جہان فانی سے عالم جاوداں کی طرف کوچ کرگئے۔ حضرت کا مرقد بقیع کے قبرستان میں اپنے پدر بزرگوار امام سجاد کی قبر کے نزدیک ہے۔ انیس سال دس مہینے اور بارہ روز حضرت نے امامت کی اور آخرکار دسویں اموی خلیفے ہشام بن عبدالملک کے حکم سے حضرت کو زہر دے دیا گیا۔
حضرت محمد باقرؑ کربلا کے واقعہ کے وقت اپنے باپ کے ہمراہ تھے اس وقت حضرت کی عمر تین سال چھ مہینے اور دس روز تھی۔ انہوں نے کربلا کے تمام مصائب اور اسیری کو قریب سے دیکھا تھا انہوں نے قیدی کے عنوان سے قیدیوں کی سختیوں کو دیکھا تھا ظاہرا" حضرت کی ماں جو کہ امام حسنؑ کی بیٹی تھیں وہ بھی کربلا میں تھیں انہوں نے بھی اپنے بھائی چچا اور چچا کی اولاد کے مصائب کو بہت قریب سے دیکھااور اسارت کے دوران جو سختیاں ہوئی تھیں ان کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ھشام کے مظالم امام محمد باقرؑ پر

امام محمد باقرؑ کی امامت کا زمانہ زیادہ تر ھشام بن عبد الملک کی حکومت کے ساتھ مصادف ہوا اس دوران حضرت امام محمد باقرؑ اور آپکے ساتھی مورد نظر رہے۔ صفوان بن یحیی اپنے دادے محمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں گیا اور اندر جانے کی اجازت مانگی اوروں کو اجازت مل گئی لیکن مجھے اجازت نہ ملی میں واپس لوٹا حالانکہ ناراحت تھا صحن میں تخت پر لیٹاہوا تھااور سخت پریشان تھا کہ امام نے مجھ سے بے اعتنائی کیوں کی جبکہ مختلف فرقے زیدیہ ،حروریہ اور قدریہ امام کے پاس جاتے ہیں کئی کئی گھنٹے امام کے پاس بیٹھے رہتے ہیں لیکن میں جو شیعہ ہوں میرے ساتھ یہ طریقہ !میں اس فکر میں غرق تھا کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی میں دروازے پر گیا دیکھا کہ امام محمد باقرؑ کا قاصد ہے اور کہتا ہے کہ اسی وقت امام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ میں نے لباس پہنا اور امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد یہاں زیدیہ ،حروریہ اور قدریہ کا مسئلہ نہیں تھا میں نے آپ سے اس لیے بے رخی اختیار کی تھی کہ حکومت کے جاسوس ہمارے دوستوں کو نہ پہچانیں اور ہماری وجہ سے ان کو تکلیف نہ پہنچے حضرت کی اس گفتگو کو میں نے قبول کیا اور میری پریشانی دور ہو گئی (1 حاشیہ

رجال کشی ص 223 بحار ج 42 ص 371)

امام محمد باقرؑ قید خانے میں

امام محمد باقرؑ کے رہن سہن میں ظاہراً" ھشام کی حکومت کے ساتھ اعلانیہ کوئی مبازرہ نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن ھشام نے مصمم ارداہ کر لیا تھا کہ حضرت کو مدینہ سے جلا وطن کرے۔ ھشام کے سپاہی حضرت امام باقرؑ اور انکے بیٹے کو گرفتار کرکے شام لے آئے اور حضرت کی اہانت کی خاطر تین دن تک ھشام کے پاس نہ لے گئے اور آپ کو غلاموں کی جگہ پر ٹھہرایا آخر ھشام نے اپنے درباریوں سے کہا کہ جب محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؑ اس مجلس میں داخل ہوں گے تو میں ان کی سرزنش اور ملامت کرونگا جب میں خاموش ہو جاؤں تو تم سب مل کر ان کی سرزنش کرنا ھشام کے حکم سے امام محمد باقرؑ نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت شاہانہ انداز میں مجلس میں داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اھل مجلس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا السلام علیکم! اور بیٹھ گئے۔ ھشام نے دیکھا کہ حضرت نے مجھے خصوصی سلام نہیں کیا اور اسکے علاوہ اجازت کے بغیر بیٹھے ہیں اسی وجہ سے اسے اور زیادہ غصہ آگیا اور اس نے کہا اے محمد بن علیؑ ھمیشہ تم میں سے ایک مرد نے مسلمانوں میں اختلاف ڈالا اور لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتا ہے او ر اپنے آپکو امام جانتا ہے۔ بہت زیادہ سرزنش کے بعد جب وہ خاموش ہوا تو اھل مجلس جنہیں پہلے سے تیار کیا گیا تھا سب نے اہانت کی جب سب خاموش ہوگئے تو امامؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو تم کہاں جارہے ہو اور تمہیں کہاں لے جایا جارہا ہے تم میں سے پہلے والے لوگوں کی ہدایت ہماری وجہ سے ہوئی اور تم سے آخری لوگوں کی ہدایت بھی ہماری وجہ سے ہوگی۔ اگر تمہیں چند روز کی بادشاھی ملی ہے تو ہماری بادشاہت ابدی ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ** عاقبت پرہیز گار لوگو ں کے لیے ہے۔ قصص 83

اس پر ہشام نے حکم دیا کہ ان کو قیدخانے میں ڈال دو۔ لیکن زیادہ طویل عرصہ نہیں گزرا تھا کہ قیدخانے میں سارے قیدی حضرت کی روش کو دیکھ کر حضرت کی طرف مائل ہوگئے ہشام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو ہشام نے حکم دیا مخصوص آدمیوں کی نگرانی میں مدینہ پہنچایا جائے مدینہ کے راستے میں کئی واقعات و مصائب پیش آئے ہم اختصار کی خاطر ان کا ذکر نہیں کرتے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کو زہر دینا

یہ چیز مسلم ہے کہ امام محمد باقرؑ کو مخخفیانہ طور پر ہشام بن عبدالملک نے زہر دیا اور جس کے اثر سے آپ نے

شہادت پائی۔ بعض لکھتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید بن یزید بن عبدالملک جو کہ ہشام کا بھتیجا تھا اس کے ذریعہ حضرت کو زہر دیا گیا۔ بعض لکھتے ہیں زید بن حسن نے ہشام کے حکم سے زہر کو گھوڑے کی زین کے ساتھ لگا لیا اور گھوڑے کو حضرت کے سامنے لایا گیا اور اصرار کیا گیا کہ حضرت اس گھوڑے پر سوار ہوں حضرت ناچار اس پر سوار ہوئے اور زہر بدن میں سرایت کر گیا اس طریقے سے کہ حضرت کی رانیں پھول گئیں اور تین دن تک بستر بیماری پہ پڑے رہنے کے بعد شہادت پاگئے۔

حضرت نے اپنی عمر کے آخری گھنٹوں میں سفید کپڑے کو کفن کے لئے معین کیا کہ جس سے احرام باندھ چکے تھے۔

از کف برفت صبر و نماندش دگر قرار - دین شد تہی زمخزن اسرار کردگار

صبر رخصت ہوگیا اور پھر قرار نہیں رہا دین اسرار کردگار کے مخزن سے محروم ہوگیا۔

ازضعف برجبین منیرش عرق نشست - ارکان پنجمین امامت زہم شکست

کمزوری کی وجہ سے اس کی چمکتی ہوئی پیشانی پر پسینہ آگیا امامت کا پانچواں رکن شکستہ ہوگیا۔

گاہی زبان بہ ذکر حق و گہ شدی بہ ہوش - از دل کشیدہ آہ شرر بار و شد خموش

کبھی زبان ذکر حق میں مصروف ہوئی اور کبھی بے ہوش ہوگیا دل نے ایک آہ شرربار کھینچی اور خاموش ہوگیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وصیت

امام صادقؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے وصیت کے وقت جو کتابیں اسلحہ اور امام کی نشانیاں تھی وہ میرے سپرد کیں اور فرمایا گواہوں کو میرے پاس لے آؤ میں نے قریش کے چار آدمیوں کو جن میں سے نافع عبداللہ بن عمر کا غلام ہمارے درمیان موجود تھا حاضر کیا اس کے بعد فرمایا پس لکھ لو یہ وہ بات ہے کہ جس کی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی **يَا بَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّاوَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ** اے میرے بیٹے خدا نے اس پاک آئین کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے تم اس آئین اسلام کے علاوہ کسی کو تسلیم نہ کرنا۔ بقرہ 132

اور محمد بن علیؑ نے اپنے بیٹے جعفر ابن محمد کو وصیت کی کہ حضرت کو ایک ایسی چادر میں کہ جس میں نماز جمعہ پڑھتے تھے اس سے کفن دیا جائے ان کے عمامے کو ان کا عمامہ قرار دیا جائے اور قبر کو چارگوشہ والی قرار دیا جائے اور چار انگلی کی مقدار قبر کو زمین سے بلند کیا جائے اور دفن کرتے وقت کفن کی گرہیں کھول دی جائیں اس کے بعد فرمایا گواہ چلیں جائیں وہ چلے گئے میں نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا اس وصیت کے لئے گواہوں کی کیا

ضرورت تھی حضرت نے فرمایا میرے بیٹے میں نہیں چاہتا تھا کہ امامت کے معاملے میں کوئی معترض ہو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ میں نے وصیت نہیں کی ہے میں نے چاہا کہ حجت تمام ہو۔

آٹھویں معصومؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مصائب کا ذکر

ہمارے چھٹے امام حضرت جعفر صادقؑ سترہ ربیع الاول 83 ہجری مدینہ میں پیدا ہوئے اور 25 شوال 148 ہجری میں 65 سال کی عمر میں مدینہ میں شہادت پائی بقیـع کے قبرستان میں امام حسن مجتبیٰ کے قریب دفن کیا گیا۔

حضرت کی امامت کا زمانہ 34 سال ہے۔ جو کہ 114 ہجری سے لے کر 148 تک کا تھا۔ حضرت نے بنی امیہ اور بنی عباس کی جنگ سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ چار ہزار شاگردوں کی تربیت کی اور حقیقی اسلام کو ظالم حاکموں کے حجاب سے بے نقاب کیا۔ منصور دوانیقی عباسی خاندان کا دوسرا سرکش خلیفہ 12 ذوالحجہ 136 ہجری میں خلافت کی مسند پر بیٹھا اور 6 ذوالحجہ 158 ہجری قمری کو اس دنیا سے چلا گیا اس بناء پر اس نے 22 سال حکومت کی حضرت صادقؑ کی امامت کے آخری 12 سال منصور دوانیقی کے خلافت کے زمانے میں گزرے بالآخر منصور کے حکم سے حضرت کو زہر دیا گیا اور شہادت نصیب ہوئی منصور بہت زیادہ خون خوار تھا اس نے اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے اولاد علیؑ اور سادات کے بزرگوں کو شہید کردیا اس کا ہاتھ کہنی تک اسلام کے طلبگار کے خون سے آلودہ رہتا منصور نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ حضرت امام صادقؑ کو قتل کرے۔ لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا یہاں تک کہ آخر میں حضرت کو زہر دیا اس مطلب کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ کی طرف توجہ دیں۔

حضرت امام صادقؑ پر منصور کی سختی

ایک دن منصور نے اپنے وزیر ربیع سے کہا کہ ابھی ابھی جعفر بن محمد (امام صادق علیہ السلام) کو یہاں پر حاضر کریں۔ ربیع نے منصور کے حکم کو انجام دیا حضرت صادق علیہ السلام کو حاضر کیا منصور سختی کے ساتھ حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا خدا مجھے مار ڈالے اگر میں نے تمہیں نہ مارڈالا کیا تم میری حکومت پر اشکال اور تنقید کرتے ہو امام نے فرمایا جس کسی نے ایسی خبر دی ہے اس نے جھوٹ بولا ہے ربیع کہتا ہے کہ میں نے امام صادق کو دیکھا کہ داخل ہوتے وقت حضرت کے لب ہل رہے تھے جس وقت منصور کے پاس بیٹھے اس وقت بھی حضرت کے لب ہل رہے تھے آہستہ آہستہ منصور کا غصہ کم ہوتا جاتا تھا جب امام صادقؑ منصور کے پاس سے تشریف لے گئے تو میں حضرت کے پیچھے چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا جس وقت آپ منصور کے پاس تشریف لے گئے اس وقت منصور غصے میں تھا لیکن جب آپ اس کے پاس گئے آپ کے لب حرکت کرتے تھے اس کی

وجہ سے اس کا غصہ کم ہوگیا آپ اپنے لبوں کو کن چیزوں کے ساتھ حرکت دیتے تھے امام صادقؑ نے فرمایا میرے لب میرے جدامجد امام حسینؑ کی دعا کے ساتھ حرکت کرتے تھے اور وہ دعا یہ ہے۔ **يَا عُدَّتِي عِنْدَ شِدَّتِي وَيَاغَوْثِي عِنْدَ كُرْبَتِي اُحْرُسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنِي بِرُكْنِكَ الَّذِي لَايَرَامَ** اے دشواری کے وقت طاقت دینے والے اے میری پناہ جس وقت میں غمگین ہوجاؤں میری حفاظت فرما اس آنکھ کے ساتھ کہ جو نہیں سوتی ہے مجھے رکن کے سایہ میں قرار دے کہ جو استوار و مستقیم ہے

حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کو آگ لگانا

مفضل بن عمر کہتا ہے کہ منصور دوانیقی نے مکہ اور مدینہ کے حاکم حسن بن زید کو پیغام بھیجا کہ جعفر بن محمد (امام صادق علیہ السلام) کے گھر کو جلا دیں اس نے حکم کے مطابق عمل کیا اور حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کو جلا دیا اور وہ آگ گزرگاہ تک پہنچ گئی حضرت امام صادق باہر نکلے اور آگ کے درمیان چلتے تھے اور فرماتے تھے **اَنَا ابْنَ اعراقِ الثَّرىٰ اَنَا ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ** میں اسماعیل کا فرزند ہوں کہ جن کی اولاد رگ و ریشہ کی طرح زمین کے اطراف میں پھیل گئی میں ابراہیم خلیل خدا کا فرزند ہوں کہ جس کے لئے نمرود کی آگ سرد ثابت ہوئی۔

مسئلہ پوچھنے کے لئے ایک طریقہ اختیار کرنا

شیعوں میں سے ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں اس کے بعد شیعہ علماء سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ ایک مجلس میں اس قسم کی طلاق صحیح نہیں ہے لیکن اس کی بیوی نے کہا جب تک اس مسئلہ کا جواب امام صادقؑ سے نہیں سنوں گی اس وقت تک میرا دل مطمئن نہیں ہوگا۔ ابوالعباس سفاح کی حکومت کے زمانے میں کہ عباسیوں کا سب سے پہلا سرکش تھا امام صادقؑ اس وقت حیرہ میں رہتے تھے کہ جو نجف اور کوفہ کے درمیان ہے اس عورت کا شوہر کہتا ہے کہ میں حیرہ چلا گیا سوچ رہا تھا کہ کسی طرح سے امام صادقؑ کی خدمت میں پہنچوں اور اپنا مسئلہ ان سے پوچھوں اچانک میں نے دیکھا کہ کھیرے بیچنے والا کھیرے بیچ رہا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے کھیرے خریدے اس کے لباس کو میں نے بطور عاریتہ" لیا اور پہن کر کھیرے بیچنے والوں کی طرح آواز دی کھیرے - کھیرے اس بہانے سے حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کے قریب گیا ایک بچے نے آہستہ سے کہا کہ اے کھیرے بیچنے والے ہمارے امام کے پاس آجاؤ میں حضرت کے پاس گیا حضرت نے فرمایا عجیب طریقہ اختیار کیا تم نے بتاؤ تمہارا مسئلہ کیا ہے میں نے مسئلہ بتادیا حضرت نے فرمایا اپنی

بیوی کے پاس واپس چلے جاؤ تمہاری طلاق باطل ہے اس کے علاوہ تمہارے ذمے کوئی چیز نہیں ہے۔

امام صادقؑ کے ساتھ منصور کا سختی سے پیش آنا

ایک رات منصور کے حکم سے امام صادقؑ کو آدھی رات سربرہنہ منصور کے پاس گرفتار کرکے لایا گیا منصور نے انتہائی جسارت اور سختی کے ساتھ حضرت سے کہا اے جعفر اس عمر میں آپ کو شرم نہیں آتی ہے کہ حکومت کے طلبگار ہیں آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد برپا ہو اس کے بعد تلوار کو غلاف سے نکالا تاکہ امامؑ کی گردن کو جدا کرے اچانک رسول خداؐ کو سامنے دیکھا تلوار کو غلاف میں رکھا دوسری مرتبہ ایسا کیا پھر سامنے رسول خداؐ کو دیکھا تیسری مرتبہ منصور نے پھر تلوار کو خلاف سے نکالا آخر میں امام صادق کے قتل سے باز آگیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت

آخر میں منصور نے انگوروں کے ذریعہ کہ جن کو زہر آلود کیا گیا تھا حضرت کو زہر دیا اس دن کے بعد حضرت کے لئے بہت دشواری پیش آئی اصحاب میں سے ایک حضرت کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ اس قدر کمزور کیوں ہیں آپ کے بدن میں اب کوئی چیز باقی نہیں ہے اس کے بعد حضرت کی حالت دیکھ کر میرا دل بھرایا اور رویا امام نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کیوں گریہ کرتے ہیں میں نے کہا کہ کس طرح گریہ نہ کروں جب کہ میں آپ کو ایسی حالت میں دیکھ رہا ہوں امامؑ نے فرمایا گریہ نہ کرو چونکہ تمام نیکیاں مومن کے سامنے پیش کی جائینگی اگر اس کے بدن کے تمام اعضاء جدا کئے جائیں تو بھی اس کے لئے خیر ہے اگر دنیا میں مشرق سے لے کر مغرب تک مالک ہو جائے پھر بھی اس کے لئے خیر ہے (یعنی مومن خدا کی رضا سے جس طرح ہو راضی ہے)

امام کی وصیت صلہ رحمی اور نماز کے بارے میں

عمدہ چیزیں کہ جس کی طرف شہادت کے وقت وصیت فرمائی دو موضوع تھے صلہ رحمی اور نماز دیکھنے میں آیا ہے کہ حضرت نے اس کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی جب بھی ہوش میں آئے تو اپنے رشتہ داروں کے بارے پوچھتے اور ان کا نام لیتے اور فرماتے تھے کہ فلان فلان کو اس قدر رقم دیدیں یہاں تک کہ حضرت کے رشتہ داروں میں سے ایک نے حضرت کے سامنے تلوار نکالی تھی اس کا بھی حضرت نے نام لیا اور فرمایا اتنی مقدار رقم اس کو بھی دے دینا حضرت کی کنیزوں میں سے ایک کا نام سالمہ تھا اس نے عرض کیا جس نے آپ کے ساتھ

ضرورت تھی حضرت نے فرمایا میرے بیٹے میں نہیں چاہتا تھا کہ امامت کے معاملے میں کوئی معترض ہو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ میں نے وصیت نہیں کی ہے میں نے چاہا کہ حجت تمام ہو۔

آٹھویں معصومؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مصائب کا ذکر

ہمارے چھٹے امام حضرت جعفر صادقؑ سترہ ربیع الاول 83 ہجری مدینہ میں پیدا ہوئے اور 25 شوال 148 ہجری میں 65 سال کی عمر میں مدینہ میں شہادت پائی بقیع کے قبرستان میں امام حسن مجتبیٰ کے قریب دفن کیا گیا۔
حضرت کی امامت کا زمانہ 34 سال ہے۔ جو کہ 114 ہجری سے لے کر 148 تک کا تھا۔ حضرت نے بنی امیہ اور بنی عباس کی جنگ سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ چار ہزار شاگردوں کی تربیت کی اور حقیقی اسلام کو ظالم حاکموں کے حجاب سے بے نقاب کیا۔ منصور دوانیقی عباسی خاندان کا دوسرا سرکش خلیفہ 12 ذوالحجہ 136 ہجری میں خلافت کی مسند پر بیٹھا اور 6 ذوالحجہ 158 ہجری قمری کو اس دنیا سے چلا گیا اس بناء پر اس نے 22 سال حکومت کی حضرت صادقؑ کی امامت کے آخری 12 سال منصور دوانیقی کے خلافت کے زمانے میں گزرے بالآخر منصور کے حکم سے حضرت کو زہر دیا گیا اور شہادت نصیب ہوئی منصور بہت زیادہ خون خوار تھا اس نے اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے اولاد علیؑ اور سادات کے بزرگوں کو شہید کردیا اس کا ہاتھ کبھی تک اسلام کے طلبگار کے خون سے آلودہ رہتا منصور نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ حضرت امام صادقؑ کو قتل کرے۔ لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا یہاں تک کہ آخر میں حضرت کو زہر دیا اس مطلب کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ کی طرف توجہ دیں۔

حضرت امام صادقؑ پر منصور کی سختی

ایک دن منصور نے اپنے وزیر ربیع سے کہا کہ ابھی ابھی جعفر بن محمد (امام صادق علیہ السلام) کو یہاں پر حاضر کریں۔ ربیع نے منصور کے حکم کو انجام دیا حضرت صادق علیہ السلام کو حاضر کیا منصور سختی کے ساتھ حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا خدا مجھے مار ڈالے اگر میں نے تمہیں نہ مار ڈالا کیا تم میری حکومت پر اشکال اور تنقید کرتے ہو امام نے فرمایا جس کسی نے ایسی خبر دی ہے اس نے جھوٹ بولا ہے ربیع کہتا ہے کہ میں نے امام صادق کو دیکھا کہ داخل ہوتے وقت حضرت کے لب ہل رہے تھے جس وقت منصور کے پاس بیٹھے اس وقت بھی حضرت کے لب ہل رہے تھے آہستہ آہستہ منصور کا غصہ کم ہوتا جاتا تھا جب امام صادقؑ منصور کے پاس سے تشریف لے گئے تو میں حضرت کے پیچھے چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا جس وقت آپ منصور کے پاس تشریف لے گئے اس وقت منصور غصے میں تھا لیکن جب آپ اس کے پاس گئے آپ کے لب حرکت کرتے تھے اس کی

وجہ سے اس کا غصہ کم ہوگیا آپ اپنے لبوں کو کن چیزوں کے ساتھ حرکت دیتے تھے امام صادقؑ نے فرمایا میرے لب میرے جدامجد امام حسینؑ کی دعا کے ساتھ حرکت کرتے تھے اور وہ دعا یہ ہے۔ **یَا عُدَّتِی عِنْدَ شِدَّتِی وَیَاغَوْثِی عِنْدَ کُرْبَتِی اُحْرُسْنِی بِعَیْنِکَ الَّتِی لَا تَنَامُ وَاکْنُفْنِی بِرُکْنِکَ الَّذِی لَایُرَامُ** اے دشواری کے وقت طاقت دینے والے اے میری پناہ جس وقت میں غمگین ہوجاؤں میری حفاظت فرما اس آنکھ کے ساتھ کہ جو نہیں سوتی ہے مجھے رکن کے سایہ میں قرار دے کہ جو استوار و مستقیم ہے

حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کو آگ لگانا

مفضل بن عمر کہتا ہے کہ منصور دوانیقی نے مکہ اور مدینہ کے حاکم حسن بن زید کو پیغام بھیجا کہ جعفر بن محمد (امام صادق علیہ السلام) کے گھر کو جلا دیں اس نے حکم کے مطابق عمل کیا اور حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کو جلا دیا اور وہ آگ گزرگاہ تک پہنچ گئی حضرت امام صادق باہر نکلے اور آگ کے درمیان چلتے تھے اور فرماتے تھے **اَنَا ابْنُ اَعْرَاقِ الثَّرٰی اَنَا ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰہِ** میں اسماعیل کا فرزند ہوں کہ جن کی اولاد رگ و ریشہ کی طرح زمین کے اطراف میں پھیل گئی میں ابراہیم خلیل خدا کا فرزند ہوں کہ جس کے لئے نمرود کی آگ سرد ثابت ہوئی۔

مسئلہ پوچھنے کے لئے ایک طریقہ اختیار کرنا

شیعوں میں سے ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں اس کے بعد شیعہ علماء سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ ایک مجلس میں اس قسم کی طلاق صحیح نہیں ہے لیکن اس کی بیوی نے کہا جب تک اس مسئلہ کا جواب امام صادقؑ سے نہیں سنوں گی اس وقت تک میرا دل مطمئن نہیں ہوگا۔ ابوالعباس سفاح کی حکومت کے زمانے میں کہ عباسیوں کا سب سے پہلا سرکش تھا امام صادقؑ اس وقت حیرہ میں رہتے تھے کہ جو نجف اور کوفہ کے درمیان ہے اس عورت کا شوہر کہتا ہے کہ میں حیرہ چلا گیا سوچ رہا تھا کہ کسی طرح سے امام صادقؑ کی خدمت میں پہنچوں اور اپنا مسئلہ ان سے پوچھوں اچانک میں نے دیکھا کہ کھیرے بیچنے والا کھیرے بیچ رہا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے کھیرے خریدے اس کے لباس کو میں نے بطور عاریتہ" لیا اور پہن کر کھیرے بیچنے والوں کی طرح آواز دی کھیرے - کھیرے اس بہانے سے حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کے قریب گیا ایک بچے نے آہستہ سے کہا کہ اے کھیرے بیچنے والے ہمارے امام کے پاس آجاؤ میں حضرت کے پاس گیاحضرت نے فرمایا عجیب طریقہ اختیار کیا تم نے بتاؤ تمہارا مسئلہ کیا ہے میں نے مسئلہ بتادیا حضرت نے فرمایا اپنی

بیوی کے پاس واپس چلے جاؤ تمہاری طلاق باطل ہے اس کے علاوہ تمہارے ذمے کوئی چیز نہیں ہے۔

امام صادقؑ کے ساتھ منصور کا سختی سے پیش آنا

ایک رات منصور کے حکم سے امام صادقؑ کو آدھی رات سربرہنہ منصور کے پاس گرفتار کرکے لایا گیا منصور نے انتہائی جسارت اور سختی کے ساتھ حضرت سے کہا اے جعفر اس عمر میں آپ کو شرم نہیں آتی ہے کہ حکومت کے طلبگار ہیں آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد برپا ہو اس کے بعد تلوار کو غلاف سے نکالا تاکہ امامؑ کی گردن کو جدا کرے اچانک رسول خداؐ کو سامنے دیکھا تلوار کو غلاف میں رکھا دوسری مرتبہ ایسا کیا پھر سامنے رسول خداؐ کو دیکھا تیسری مرتبہ منصور نے پھر تلوار کو غلاف سے نکالا آخر میں امام صادق کے قتل سے باز آگیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت

آخر میں منصور نے انگوروں کے ذریعہ کہ جن کو زہر آلود کیاگیا تھا حضرت کو زہر دیا اس دن کے بعد حضرت کے لئے بہت دشواری پیش آئی اصحاب میں سے ایک حضرت کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ اس قدر کمزور کیوں ہیں آپ کے بدن میں اب کوئی چیز باقی نہیں ہے اس کے بعد حضرت کی حالت دیکھ کر میرا دل بھرایا اور رویا امام نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کیوں گریہ کرتے ہیں میں نے کہا کہ کس طرح گریہ نہ کروں جب کہ میں آپ کو ایسی حالت میں دیکھ رہا ہوں امامؑ نے فرمایا گریہ نہ کرو چونکہ تمام نیکیاں مومن کے سامنے پیش کی جائینگی اگر اس کے بدن کے تمام اعضاء جدا کئے جائیں تو بھی اس کے لئے خیر ہے اگر دنیا میں مشرق سے لے کر مغرب تک مالک ہو جائے پھر بھی اس کے لئے خیر ہے (یعنی مومن خدا کی رضا سے جس طرح ہو راضی ہے)

امام کی وصیت صلہ رحمی اور نماز کے بارے میں

عمدہ چیزیں کہ جس کی طرف شہادت کے وقت وصیت فرمائی دو موضوع تھے صلہ رحمی اور نماز دیکھنے میں آیا ہے کہ حضرت نے اس کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی جب بھی ہوش میں آئے تو اپنے رشتہ داروں کے بارے پوچھتے اور ان کا نام لیتے اور فرماتے تھے کہ فلان فلان کو اس قدر رقم دیدیں یہاں تک کہ حضرت کے رشتہ داروں میں سے ایک نے حضرت کے سامنے تلوار نکالی تھی اس کا بھی حضرت نے نام لیا اور فرمایا اتنی مقدار رقم اس کو بھی دے دینا حضرت کی کنیزوں میں سے ایک کا نام سالمہ تھا اس نے عرض کیا جس نے آپ کے ساتھ

دشمنی کی ہے آپ اس کو رقم دیتے ہیں حضرت نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں اس آیت میں شامل ہوجاؤں کہ جہاں خدا فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَاللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ اُولٰئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ خدا نے جس صلہ رحمی کے بارے میں امر کیا اس کے مطابق صلہ رحمی کرتے ہیں اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں ان لوگوں کے لئے اچھی عاقبت ہے سورہ رعد ابوبصیر کہتا ہے حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے بعد میں تعزیت کے لئے ام حمیدہ کے پاس گیا کہ جو کنیز اور حضرت کی زوجہ تھیں وہ رو پڑیں میں بھی رویا انہوں نے کہا اے ابوبصیر اگر امام صادق کو شہادت کے وقت دیکھ لیتے تو عجیب چیز دیکھ لیتے کہ اس وقت حضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا **اِنَّ شَفَاعَتَنَا لَاتَنَالُ مُسْتَخِفًّا بِالصَّلٰوۃِ** ہماری شفاعت اس شخص کے لئے نہیں ہوگی کہ جو نماز کو خفیف و حقیر سمجھے اس طریقے سے امام صادقؑ نے آخری پیغام دیا اور حضرت امام کاظم کو وصیتیں کیں اس کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت کی خبر سے منصور کا ردعمل

ابوایوب نحوی کہتا ہے کہ آدھی رات کو منصور دوانیقی نے مجھے طلب کیا میں اس کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس ایک شمع روشن ہے اور ایک خط اس کے ہاتھ میں ہے جب میں نے اسے سلام کیا اس نے وہ خط مجھے دیا اور رونے لگا اور کہا یہ خط محمد بن سلیمان کا خط ہے کہ جو مدینہ کا حاکم ہے اس نے لکھا ہے کہ جعفر بن محمد یعنی (امام جعفر صادق) وفات پاچکے ہیں اور تین مرتبہ کہا **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** اور کہا جعفر جیسا کہاں پیدا ہو سکتا ہے اس کے بعد مجھ سے کہا کہ محمد بن سلیمان کو لکھیں کہ اگر امام صادق نے کسی شخص کو معین کیا ہے تو اس کو حاضر کرو اور اس کی گردن جدا کردو تو خط کا جواب آیا کہ اس نے پانچ آدمیوں کے لئے وصیت کی ہے وہ یہ ہیں ابوجعفر منصور محمد بن سلیمان عبداللہ موسی یہ دونوں محمد بن سلیمان کے بیٹے ہیں اور حمیدہ حضرت امام کاظم علیہ السلام کی ماں

ایک دوسری روایت میں ہے جواب آیا کہ پانچ آدمیوں کے بارے میں وصیت کی ہے 1- ابوجعفر منصور 2-عبداللہ 3- موسی 4- محمد بن جعفر 5- اپنے ایک غلام کو۔ منصور دوانیقی نے کہا **لَیْسَ اِلٰی قَتْلِ ھٰؤُلَاءِ سَبِیْلٌ** " ان کو قتل کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اِمَامُ الھدیٰ صَالِحٌ بَعْدَ صَالِحٍ
دَلِیْلُ الْوَرٰی صَادِقٌ بَعْدَ صَادِقٍ

اے امام الہدی صالح کے بعد آنے والے صالح وجود خدا کی دلیل اور صادق کے بعد ہونے والے امام صادق

زمنصور مخذول چندان بلادید
لقد کاد تنھد منه الشواهق

ذلیل منصور کے ہاتھوں آپ نے وہ تکلیف اٹھائی

سراھل ایمان سروپائی عریان
بسی رفت درمحفل آن منافق

لاتعداد اھل ایمان سر و پابرہنہ حالت میں اس منافق کی محفل میں گئے۔

چنان تلخ شد کا مش از جور اعداء
که شد سم قاتل بر او شهد فائق

اعداء کے ظلم وجور سے اس کا دہن اتنا تلخ ہوگیا کہ اس کے لئے عمدہ ترین شہد بھی سم قاتل بن گیا۔

نویں معصومؑ

حضرت امام موسیٰ کاظم کے مصائب کا ذکر

ہمارے ساتویں امام موسیٰ بن جعفر 128 ہجری قمری سات صفر اتوار کی صبح کو ابواء میں پیدا ہوئے یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے آپکو 25 رجب 183 ہجری قمری میں بغداد میں ہارون کے قیدخانے میں 55 سال کی عمر میں ہارون کے حکم سے زہر دیاگیا اور اسی زہر کی وجہ سے شہید ہوئے حضرت کا مرقد شریف بغداد کے نزدیک کاظمین شہر میں ہے۔

حضرت نے 35 سال امامت کی تقریبا" 148 ہجری سے لے کر 183 ہجری تک کہ جن میں سے 23 سال دو مہینے اور 17 روز بنی عباس کے پانچویں خلیفے ہارون الرشید سرکش کی حکومت کے زمانے میں گزارے - حضرت امام محمد کاظمؑ خلفائے بنی عباس خصوصا" ہارون کے خلاف حق گوئی کی وجہ سے ہمیشہ قیدخانے میں پڑے رہے چارسال سے لے کر سات سال تک سخت ترین شکنجے میں زندگی گزاری اس بارے میں جو واقعات پیش آئے وہ ملاحظہ فرمائیں -

فدک کی حدود

مہدی عباسی کو جو بنو عباس کا چوتھا خلیفہ تھا اس نے اپنے ظلم کو چھپانے کے لئے ایک دن اعلان کیا کہ جو حقوق میری گردن پر ہیں یا لوگوں پر ہیں میں ان کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے بھی اس اعلان کو سنا اور مہدی عباسی کے پاس چلے گئے دیکھا کہ وہ ظاہری طور پر لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں مشغول ہے حضرت نے اس سے فرمایا **مابالُ مظلمتنالاترَدَّ** ہمارے حقوق کہ جو چھینے گئے ہیں ان کو واپس کیوں نہیں کرتے ہو مہدی نے کہا تمہارے کونسے حقوق ہیں امام نے فرمایا فدک مہدی نے پوچھا کہ فدک کو معین کرکے بتاؤ تاکہ تمہارے حوالہ کروں امام نے فرمایا پہلی حد کوہ احد ہے دوسری حد مصر ہے تیسری حد سیف البحر ہے کہ جو شام اور سوریہ کے قریب ہے چوتھی حد دومتہ الجندل ہے کہ جو شام اور عراق کے درمیان ہے مہدی نے کہا کیا یہ سب فدک کے حدود ہیں حضرت امام محمد کاظم نے فرمایا ہاں یہ سن کر مہدی اس قدر ناراحت ہوا کہ غصے کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں ہوگئے چونکہ امام کے جواب سے وہ سمجھ گیا کہ تمام دینائے اسلام کا زمام و نظام آئمہ کے ہاتھوں میں ہے مہدی نے کہا کہ یہ حدود تو بہت زیادہ ہیں ان کے بارے سوچیں گے - ایک دن ہارون نے اسی مطلب کو حضرت کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ فدک کو لے لیں اور میں باقاعدہ رسمی طور پر تمہارے حوالے کرتا ہوں تو امام محمد کاظم نے مثبت جواب نہ دیا ہارون نے بہت زیادہ اصرار کیا حضرت امام موسیٰ کاظم نے فرمایا تو پھر

میں فدک کو تمام حدود سمیت لونگا ہارون نے کہا اس کی حدود کس قدر ہیں امام نے فرمایا اگر میں اس کی حدود کو آپ کے سامنے معین کردوں تو مجھے ہرگز نہیں دوگے ہارون نے کہا تمہارے جد کے حق کی قسم میں آپ کے حوالے کرونگا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا پہلی حد عدن ہے جو یمن کا ایک حصہ ہے ہارون کا چہرہ متغیر ہوگیااور اس کے بعد امام نے فرمایا دوسری حد سمرقند ہے ہارون کا رنگ اس سے بھی زیادہ متغیر ہوا۔ امام نے بتایا کہ تیسری حد افریقہ ہے ہارون یہ سن کر بہت زیادہ ناراحت ہوا اور اس کا رنگ سیاہ ہوگیا پھر امام نے فرمایا چوتھی حد سیف البحر ہے حلب کے نزدیک شمالی حجاز کی وسیع زمین ہے - ہارون نے کہا **فَلَمْ یَبْقَ لَنَا شَیئٌ** اس بناء پر تو ہمارے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہتی امام نے فرمایا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر میں فدک کے حدود بیان کروں تو آپ مجھے نہیں دیں گے ہارون نے اسی وقت حضرت کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔

ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ ہارونؒ سفرحج کے دوران مدینہ میں داخل ہوا اور رسولؐ خدا کے مرقد پاک کے پاس گیا اور دوسروں کے سامنے فخر کرنے کے لئے کہا السلام علیک یا بن عم۔ میرا سلام ہو تجھ پر اے چچا کے بیٹے - عباس چونکہ پیغمبرؐ کے چچا تھے کہ جو ہارون کے جد بھی لگتے تھے اس اعتبار سے رسول خدا ہارون کے چچازاد بھائی ہوئے اسی وقت پھر امام موسیٰ کاظمؑ رسول خداﷺ کی قبر کے قریب آئے اور کہا **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَہ** تجھ پر سلام ہو اے رسول خدا تجھ پر سلام ہو اے پدر گرامی - ہارون مغرور کا امام کے اس کلام سے چہرہ متغیر ہوگیا اور وہیں پر حضرت کو گرفتار کرنے کا حکم دیا حضرت کو پیغمبرؐ کی مسجد سے گرفتار کیا گیا۔

محمد بن اسماعیل کا چغل خوری کرنا

حضرت امام موسی کاظمؑ کی حرکات و سکنات حتی کہ خاموش رہنا بھی ہارون اپنی حکومت کے خلاف سمجھتا تھاہارون ہر وقت کسی بہانے کی تلاش میں بھی تھا تاکہ کسی بہانے حضرت کو شہید کرے۔ ہارون رشید کے حیلہ گروں اور خوشامدیوں میں سے ایک محمد بن اسمٰعیل بھی تھا کہ جو حضرت صادقؑ کا پوتا اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا بھتیجا لگتا تھا۔ حضرت امام کاظمؑ کے بھائی علی بن جعفر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ماہ رجب میں عمرہ بجالانے کے لئے مکہ میں تھا کہ اتنے میں محمد بن اسمٰعیل میرے پاس آئے اور کہا چچا جان میرا بغداد جانے کا ارادہ ہے اور میں چاہتا

دشمنی کی ہے آپ اس کو رقم دیتے ہیں حضرت نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں اس آیت میں شامل ہوجاؤں کہ جہاں خدا فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَاللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْءَ الْحِسَابِ اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ خدا نے جس صلہ رحمی کے بارے میں امر کیا اس کے مطابق صلہ رحمی کرتے ہیں اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں ان لوگوں کے لئے اچھی عاقبت ہے سورہ رعد ابوبصیر کہتا ہے حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے بعد میں تعزیت کے لئے ام حمیدہ کے پاس گیا کہ جو کنیز اور حضرت کی زوجہ تھیں وہ رو پڑیں میں بھی رویا انہوں نے کہا اے ابوبصیر اگر امام صادق کو شہادت کے وقت دیکھ لیتے تو عجیب چیز دیکھ لیتے کہ اس وقت حضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا **اِنَّ شَفَاعَتَنَا لَاتَنَالُ مُسْتَخِفًّا بِالصَّلٰوةِ** ہماری شفاعت اس شخص کے لئے نہیں ہوگی کہ جو نماز کو خفیف و حقیر سمجھے اس طریقے سے امام صادقؑ نے آخری پیغام دیا اور حضرت امام کاظم کو وصیتیں کیں اس کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت کی خبر سے منصور کا رد عمل

ابوایوب نحوی کہتا ہے کہ آدھی رات کو منصور دوانیقی نے مجھے طلب کیا میں اس کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس ایک شمع روشن ہے اور ایک خط اس کے ہاتھ میں ہے جب میں نے اسے سلام کیا اس نے وہ خط مجھے دیا اور رونے لگا اور کہا یہ خط محمد بن سلیمان کا خط ہے کہ جو مدینہ کا حاکم ہے اس نے لکھا ہے کہ جعفر بن محمد یعنی (امام جعفر صادق) وفات پاچکے ہیں اور تین مرتبہ کہا **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** اور کہا جعفر جیسا کہاں پیدا ہو سکتا ہے اس کے بعد مجھ سے کہا کہ محمد بن سلیمان کو لکھیں کہ اگر امام صادق نے کسی شخص کو معین کیا ہے تو اس کو حاضر کرو اور اس کی گردن جدا کردو تو خط کا جواب آیا کہ اس نے پانچ آدمیوں کے لئے وصیت کی ہے وہ یہ ہیں ابو جعفر منصور محمد بن سلیمان عبداللہ موسی یہ دونوں محمد بن سلیمان کے بیٹے ہیں اور حمیدہ حضرت امام کاظم علیہ السلام کی ماں

ایک دوسری روایت میں ہے جواب آیا کہ پانچ آدمیوں کے بارے میں وصیت کی ہے 1- ابو جعفر منصور 2-عبداللہ 3- موسی 4- محمد بن جعفر 5- اپنے ایک غلام کو۔ منصور دوانیقی نے کہا **لَيْسَ اِلٰى قَتْلِ هٰؤُلَاءِ سَبِيْلٌ**" ان کو قتل کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اِمَامَ الْهدٰی صَالِحٌ بَعْدَ صَالِحٍ
دَلِيْلَ الْوَرٰی صَادِقٌ بَعْدَ صَادِقٍ

اے امام الہدی صالح کے بعد آنے والے صالح وجود خدا کی دلیل اور صادق کے بعد ہونے والے امام صادق

زمنصور مخذول چندان بلادید
لقد کاد تنهد منه الشواهق

ذلیل منصور کے ہاتھوں آپ نے وہ تکلیف اٹھائی

سراهل ایمان سروپائی عریان
بسی رفت درمحفل آں منافق

لاتعداد اھل ایمان سروپابرہنہ حالت میں اس منافق کی محفل میں گئے۔

چنان تلخ شد کا مش از جور اعداء
که شد سم قاتل بر او شهد فائق

اعداء کے ظلم وجور سے اس کا دہن اتنا تلخ ہوگیا کہ اس کے لئے عمدہ ترین شہد بھی سم قاتل بن گیا۔

نویں معصومؑ

حضرت امام موسیٰ کاظم کے مصائب کاذکر

ہمارے ساتویں امام موسیٰ بن جعفر 128 ہجری قمری سات صفر اتوار کی صبح کو ابواء میں پیدا ہوئے یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے آپکو 25 رجب 183 ہجری قمری میں بغداد میں ہارون کے قیدخانے میں 55 سال کی عمر میں ہارون کے حکم سے زہر دیاگیا اور اسی زہر کی وجہ سے شہید ہوئے حضرت کا مرقد شریف بغداد کے نزدیک کاظمین شہر میں ہے۔

حضرت نے 35 سال امامت کی تقریباً" 148 ہجری سے لے کر 183 ہجری تک کہ جن میں سے 23 سال دو مہینے اور 17 روز بنی عباس کے پانچویں خلیفے ہارون الرشید سرکش کی حکومت کے زمانے میں گزارے۔ حضرت امام محمد کاظمؑ خلفائے بنی عباس خصوصاً" ہارون کے خلاف حق گوئی کی وجہ سے ہمیشہ قیدخانے میں پڑے رہے چارسال سے لے کر سات سال تک سخت ترین شکنجے میں زندگی گزاری اس بارے میں جو واقعات پیش آئے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

فدک کی حدود

مہدی عباسی کو جو بنو عباس کا چوتھا خلیفہ تھا اس نے اپنے ظلم کو چھپانے کے لئے ایک دن اعلان کیا کہ جو حقوق میری گردن پر ہیں یا لوگوں پر ہیں میں ان کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے بھی اس اعلان کو سنا اور مہدی عباسی کے پاس چلے گئے دیکھا کہ وہ ظاہری طور پر لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں مشغول ہے حضرت نے اس سے فرمایا **مابالُ مظلمتنالاتَردً** ہمارے حقوق کہ جو چھینے گئے ہیں ان کو واپس کیوں نہیں کرتے ہو مہدی نے کہا تمہارے کونسے حقوق ہیں امام نے فرمایا فدک مہدی نے پوچھا کہ فدک کو معین کرکے بتاؤ تاکہ تمہارے حوالہ کروں امام نے فرمایا پہلی حد کوہ احد ہے دوسری حد مصر ہے تیسری حد سیف البحر ہے کہ جو شام اور سوریہ کے قریب ہے چوتھی حد دومتہ الجندل ہے کہ جو شام اور عراق کے درمیان ہے مہدی نے کہا کیا یہ سب فدک کے حدود ہیں حضرت امام محمد کاظم نے فرمایا ہاں یہ سن کر مہدی اس قدر ناراحت ہوا کہ غصے کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں ہوگئے چونکہ امام کے جواب سے وہ سمجھ گیا کہ تمام دینائے اسلام کا زمام و نظام آئمہ کے ہاتھوں میں ہے مہدی نے کہا کہ یہ حدود تو بہت زیادہ ہیں ان کے بارے سوچیں گے۔ ایک دن ہارون نے اسی مطلب کو حضرت کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ فدک کو لے لیں اور میں باقاعدہ رسمی طور پر تمہارے حوالے کرتا ہوں تو امام محمد کاظم نے مثبت جواب نہ دیا ہارون نے بہت زیادہ اصرار کیا حضرت امام موسیٰ کاظم نے فرمایا تو پھر

میں فدک کو تمام حدود سمیت لونگا ہارون نے کہا اس کی حدود کس قدر ہیں امام نے فرمایا اگر میں اس کی حدود کو آپ کے سامنے معین کردوں تو مجھے ہرگز نہیں دوگے ہارون نے کہا تمہارے جد کے حق کی قسم میں آپ کے حوالے کرونگا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا پہلی حد عدن ہے جو یمن کا ایک حصہ ہے ہارون کا چہرہ متغیر ہوگیااور اس کے بعد امام نے فرمایا دوسری حد سمرقند ہے ہارون کا رنگ اس سے بھی زیادہ متغیر ہوا۔ امام نے بتایا کہ تیسری حد افریقہ ہے ہارون یہ سن کر بہت زیادہ ناراحت ہوا اور اس کا رنگ سیاہ ہوگیا پھر امام نے فرمایا چوتھی حد سیف البحر ہے حلب کے نزدیک شمالی حجاز کی وسیع زمین ہے۔ ہارون نے کہا **فَلَمْ یَبْقَ لَنَا شَیءٌ** اس بناء پر تو ہمارے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہتی امام نے فرمایا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر میں فدک کے حدود بیان کروں تو آپ مجھے نہیں دیں گے ہارون نے اسی وقت حضرت کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔

ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ ہارونؒ سفرحج کے دوران مدینہ میں داخل ہوا اور رسولؐ خدا کے مرقد پاک کے پاس گیا اور دوسروں کے سامنے فخر کرنے کے لئے کہا السلام علیک یا بن عم۔ میرا سلام ہو تجھ پر اے چچا کے بیٹے۔ عباس چونکہ پیغمبرؐ کے چچا تھے کہ جو ہارون کے جد بھی لگتے تھے اس اعتبار سے رسول خدا ہارون کے چچازاد بھائی ہوئے اسی وقت پھر امام موسیٰ کاظمؑ رسول خداﷺ کی قبر کے قریب آئے اور کہا **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَہ** تجھ پر سلام ہو اے رسول خدا تجھ پر سلام ہو اے پدر گرامی۔ ہارون مغرور کا امام کے اس کلام سے چہرہ متغیر ہوگیا اور وہیں پر حضرت کو گرفتار کرنے کا حکم دیا حضرت کو پیغمبرؐ کی مسجد سے گرفتار کیا گیا۔

محمد بن اسماعیل کا چغل خوری کرنا

حضرت امام موسی کاظمؑ کی حرکات و سکنات حتی کہ خاموش رہنا بھی ہارون اپنی حکومت کے خلاف سمجھتا تھاہارون ہر وقت کسی بہانے کی تلاش میں بھی تھا تاکہ کسی بہانے حضرت کو شہید کرے۔ ہارون رشید کے حیلہ گروں اور خوشامدیوں میں سے ایک محمد بن اسمٰعیل بھی تھا کہ جو حضرت صادقؑ کا پوتا اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا بھتیجا لگتا تھا۔ حضرت امام کاظمؑ کے بھائی علی بن جعفر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ماہ رجب میں عمرہ بجالانے کے لئے مکہ میں تھا کہ اتنے میں محمد بن اسمٰعیل میرے پاس آئے اور کہا چچا جان میرا بغداد جانے کا ارادہ ہے اور میں چاہتا

ہوں کہ چچا موسیٰ بن جعفر سے وداع کروں۔ میری خواہش ہے کہ آپ بھی میرے ساتھ ہوں تو ہم دونوں امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں گئے۔ میرا انداز یہ تھا کہ میں نے کپڑا گردن میں ڈالا ہوا تھا اور میں اندر چلا گیا اور حضرت کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ کا بھتیجا محمد بن اسمٰعیل سفر پر جانے والا ہے وہ آپ سے وداع کرنا چاہتا ہے۔

حضرت نے فرمایا اسے اندر بلاؤ وہ ایک کنارے میں کھڑا تھا میں نے آواز دی تو وہ قریب آگیا اور حضرت کے سر کو بوسہ دیا اور کہا آپ پر قربان جاؤں آپ کوئی وصیت فرمایئے کوئی **موعظہ** کیجئے امام موسیٰ کاظم نے محمد بن اسمٰعیل سے فرمایا **اُوْصِیْکَ اَنْ تَتَّقِی اللّٰہَ فِی دَمِی** میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے خون کے بارے میں خدا سے ڈرو میرے خون بہانے کا باعث نہ بنو۔ یہ سن کر محمد کہتا ہے جو بھی آپ کے بارے میں برائی کرے وہ برائی خود اس کو پہنچے اس کے بعد کہا نفرین ہو اس پر جو بھی امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے۔

دوبارہ محمد نے اپنے چچا امام کاظمؑ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ مجھے **موعظہ** فرمائیں۔ امام نے دوبارہ فرمایا میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے خون کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ اس نے وہی پہلے کلمات کا تکرار کیا تیسری دفعہ امام کے سر کو بوسہ دیا اور کہا اے چچا مجھے **موعظہ** کیجئے امام نے تیسری مرتبہ ان سے فرمایا میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے خون کے بارے میں خدا سے ڈرو محمد بن اسمٰعیل نے امام سے برائی کرنے والے کے لئے نفرین کی۔ علی بن جعفر کہتا ہے اس وقت میرے بھائی امام موسی کاظمؑ نے مجھ سے فرمایا کہ تم یہیں پر رہو میں کھڑا ہوگیا اور حضرت اندر تشریف لے گئے اور مجھے آواز دی میں حضرت کے قریب گیا تو ایک تھیلی کہ جس میں سو دینار تھے مجھے دی اور فرمایا اس رقم کو میرے بھتیجے محمد کو دے دینا تاکہ سفر میں کام آئے اور دو اور تھیلے بھی دیئے اور فرمایا یہ بھی اسے دیدو۔ میں نے عرض کیا جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا ہے اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں تو پھر اپنے خلاف اس کی مدد کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا جب بھی میں صلہ رحمی کروں اور وہ رحم کو قطع کرے تو خدا اس کی عمر کو کم کرتا ہے اس کے بعد تین ہزار درھم جو تھیلے میں پڑے ہوئے تھے وہ بھی دے دیئے اور فرمایا یہ بھی اس کو دیدو۔ میں محمد بن اسمٰعیل کے پاس گیا پہلا تھیلا سودینار کا دیا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا میں نے خیال کیا کہ اب یہ دوبارہ بغداد نہیں جائے گا پھر میں نے باقی تین سو درہم بھی اس کو دے دیئے لیکن اس کے باوجود وہ بغداد میں ہارون کے پاس گیا اور کہا کہ میں گمان نہیں کرتا تھا کہ زمین پر دو خلیفے موجود ہوں یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے چچا موسیٰ بن جعفر کو بھی خلافت کے عنوان سے سلام کرتے ہیں اس طریقے سے اس نے چغل خوری کی اور ہارون کو امام کے خلاف برانگیختہ کیا ہارون نے سوہزار درہم اس کے لئے بھیجے مگر خدا نے اس کو گلے کے درد میں مبتلا کر دیا اور ان میں سے ایک درھم بھی خرچ نہ کرسکا اور

مر گیا۔

علی بن اسمٰعیل کا چغل خوری کرنا

ہارون کے وزیر یحیٰی بن خالد نے یحیٰی بن ابی مریم سے کہا کہ مجھے ابوطالبؑ کی اولاد میں سے کسی ایک فرد کی راہ نمائی کریں کہ جس کو دنیا سے لگاؤ ہو تاکہ میں اس کی مادی زندگی میں وسعت دوں اور اس کو موسیٰ بن جعفر کے قتل کرنے میں ذریعہ قرار دوں۔ یحیٰی بن ابی مریم نے کہا میں اس صفت کے مرد کو جانتا ہوں اور وہ علی بن اسمٰعیل امام صادقؑ کا پوتا ہے یحیٰی بن خالد اس کے پاس گیا وہ حاضر ہوا اس نے کہا تیرے چچا موسیٰ بن جعفر اور اس کے شیعوں کی کیا حالت ہے علی بن اسمٰعیل نے کہا اس کے بہت زیادہ پیروکار ہیں اس کے پاس بہت زیادہ مال لاتے ہیں ان اموال کے ساتھ آپ نے بشیرہ نام کا ایک باغ خریدا ہے جس کی قیمت تین ہزار دینار ہیں یہ علی بن اسمٰعیل ایک دفعہ ہارون کے ساتھ حج کے لئے بھی آیا حج کے مراسم بجالانے کے بعد عراق کی طرف روانہ ہوا علی بن اسمٰعیل نے بھی ارادہ کیا کہ خلیفہ کے کاروان کے ساتھ عراق کی طرف حرکت کرے امام موسیٰ کاظم نے اپنے برادر زادہ علی بن اسمٰعیل کو طلب کیا اور فرمایا کہ خلیفہ کے ساتھ عراق کیوں جاتے ہو۔

علی بن اسمٰعیل نے کہا میں مقروض ہوں امام نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کرتا ہوں اس نے کہا میں بال بچوں کی خاطر جاتا ہوں حضرت نے فرمایا بچوں کے خرچ کا میں انتظام کرتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں میں ضرور سفر کرونگا حضرت امام کاظمؑ نے تین سو دینار اور چار ہزار درہم اپنے بھائی محمد بن جعفر کے وساطت سے اس کے لئے بھیجے اور پیغام دیا اب جب کہ تم جارہے ہو تو یہ رقم خرچ سفر کے لئے اپنے ساتھ لیے جاؤ اور میرے فرزندوں کو یتیم نہ کرو۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام کاظمؑ نے اس سے فرمایا خدا کی قسم وہ میرے خون بہانے کے لئے چغل خوری کرتا ہے اور میرے فرزندوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے بالاخر علی بن اسمٰعیل، یحیٰی بن خالد کے پاس بغداد چلا گیا اور امام موسی کاظمؑ کا واقعہ بیان کیا اور یحیٰی اس کو ہارون کے پاس لے گیا اس نے ہارون سے کہا امام کو بہت زیادہ مال مشرق اور مغرب سے آجاتا ہے اور اس کے پاس کچھ گھر ہیں جن میں مال کا انبار ہے ایک باغ تین سو ہزار درہم میں خریدا ہے اس باغ کا نام بشیرہ رکھا ہے ہارون نے حکم دیا کہ اس کو دو لاکھ درھم بطور انعام دیا جائے تاکہ بغداد کے کسی علاقہ میں اپنے لئے مکان بنائے اور اپنی زندگی خوشگوار بنائے اس نے بغداد کے مشرق میں واقع کسی شہر میں سکونت اختیار کرلی۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ بیت الخلاء میں گیا ایک خاص بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کے آنتیں باہر نکل آئیں - اور وہیں زمین پر گر گیا حاضرین نے بڑی کوشش کی کہ ان آنتوں کو ان کی جگہ پر رکھیں لیکن نہ رکھ سکے وہ موت کی حالت میں پڑا رہا اس کے مال کو اس کے پاس لایا گیا

اس نے کہا **مَا اَصْنَعُ بِهٖ وَاَنَا فِی الْمَوْتِ** میں ان پیسوں کو کیا کروں یہ میرے کس کام کے اب تو میں جان کنی کی حالت میں ہوں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم کو گرفتار کرنا

اسی سال ہارون حج کیلئے حجاز گیا وہ مدینے پہنچا اور رسول خداﷺ کی قبر کے پاس آکر کہا اے رسول خداﷺ میں آپ کی خدمت میں جعفر کی گرفتاری کے ارادے سے معذرت خواہ ہوں کیونکہ وہ آپ کی امت میں اختلاف ڈال کر مسلمانوں کا خون بہانے کا پروگرام رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہارون نے حضرت کو دوران نماز مسجد سے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ اور حکم دیا کہ دو محمل تشکیل دیئے جائیں اور ان دونوں محملوں پر بہت سے لوگوں کو مقرر کیا اور امام موسیٰ کاظم کو ان میں بیٹھا دیا اور یہ ظاہر کیا کہ ان میں سے ایک بصرہ کی طرف جارہا ہے اور دوسرا کوفہ کے راستے بغداد کی طرف جارہا ہے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ امام ان دوکاروان میں سے کس کے ساتھ ہیں امام بصرہ کے کاروان کے درمیان تھے حضرت کو بصرہ لایا گیا اور عیسیٰ بن جعفر بن منصور دوانیقی کے حوالہ کیا گیا جو اس زمانہ میں بصرہ کا حاکم تھا امام ایک سال تک اس کے قیدخانے میں رہے۔

مختلف قید خانے

امام موسیٰ کاظم کے بارے میں مذکور ہے **لَا یَزَالُ یَنْتَقِلُ مِنْ سِجْنٍ اِلٰی سِجْنٍ** حضرت ایک قیدخانے سے دوسرے قیدخانے میں لے جائے جاتے تھے۔

1- عیسیٰ بن جعفر کے قیدخانے میں

جس وقت امام موسیٰ کاظمؑ کو بصرہ لیجایا گیا تو سب سے پہلے منصور دوانیقی کے پوتے عیسیٰ بن جعفر کے قیدخانے میں رکھے گئے۔جب آپ نے یہاں ایک سال گزارا تو عیسیٰ بن جعفرنے ہارون کو خط لکھا کہ میں نے اس مدت میں موسیٰ کاظم کو بہت آزمایا۔ ان پر جاسوس مقرر کیا لیکن ان کو عبادت کے علاوہ کسی اور چیز میں نہیں دیکھا میں نے ایک شخص کو ان پر مقرر کیا تاکہ یہ دیکھے کہ دعا میں کیا پڑھتے ہیں تو معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی بھی کسی کو نفرین نہیں کی اور اپنے لئے بھی مغفرت اور رحمت کے علاوہ کوئی دعا نہیں کرتے۔ اس بناء پر کسی کو بھیجیں تاکہ موسیٰ بن جعفر کو اس کی تحویل میں دوں ورنہ میں اس کو رہا کرتا ہوں کیونکہ اس سے زیادہ میں ان کو قیدخانے

میں نہیں رکھ سکتا ہوں امام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے **اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنِّیْ کُنْتُ اَسْئَلُکَ اَنْ تُفَرِّغَنِیْ لِعِبَادَتِکَ اَللّٰھُمَّ وَقَدْ فَعَلْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ** خدایا تو جانتا ہے میں تجھ سے سوال کرتا تھا کہ مجھے تنہائی عطا فرما تاکہ اس میں تیری عبادت کروں۔ تو نے میری حاجت پوری فرمائی میں اس پر تیرا شکرادا کرتا ہوں۔

فضل بن ربیع کے قید خانے میں

عیسیٰ کاخط ہارون کو پہنچنے کے بعد ہارون نے ایک شخص کو بھیجا تاکہ موسیٰ بن جعفر کو عیسیٰ سے اپنی تحویل میں لے کر بغداد میں فضل بن ربیع کے پاس لے آئے۔ ہارون کے حکم سے آپ طویل مدت تک فضل بن ربیع کے زیر نظر قیدخانے میں پڑے رہے ہارون نے فضل سے خواہش کی کہ آنحضرت کو شہید کردے جب کہ اس نے اس کام کے انجام دینے سے انکار کیا اس وقت ہارون نے فضل بن ربیع کو خط لکھا کہ امام کاظمؑ کو فضل بن یحییٰ بر مکی کے سپرد کردو۔

فضل بن یحییٰ کے قید خانے میں

اس کے حکم کے مطابق فضل بن یحییٰ نے بغداد میں امام کاظمؑ کو فضل بن ربیع سے اپنی تحویل میں لے لیااور آنحضرت کو اپنے گھر کے کمروں میں سے کسی ایک کمرہ میں اپنی نگرانی میں رکھا اور آپ کی دیکھ بھال کے لیے ایک شخص کو مقرر کیاگیا۔ حضرت شب و روز عبادت میں سرگرم رہتے تھے زیادہ تر روزہ رکھتے تھے اپنے چہرے کو محراب عبادت کے علاوہ کسی اور طرف نہیں پھیرتے تھے جب فضل بن یحییٰ نے حضرت کو اس حالت میں دیکھا تو حضرت کے لیے کچھ آسائش مہیا کردی اور حضرت کی قدر کرنے لگا۔ یہ خبرہارون تک پہنچی تو اس نے ایک خط فضل بن یحییٰ کے نام لکھا جس میں اس نے امام کاظمؑ کے احترام سے ڈرایا کہ خبردار اس کا احترام نہ کرو بلکہ حضرت کو قتل کر دو مگر فضل نے ایسا اقدام نہ کیا۔

سندی بن شاہک کے قید خانے میں

ہارون سخت غضبناک ہوا اور اپنے مسرور نامی خادم کو بلا کر اس سے کہا کہ ابھی موسیٰ بن جعفر کے پاس بغداد جاؤ اور اگر تم دیکھو کہ اس کے لیے وہاں آسائش ہے تو یہ خط عباس بن محمد کو پہنچا دینا اور اسے حکم دینا کہ خط میں

ہوں کہ چچا موسیٰ بن جعفر سے وداع کروں۔ میری خواہش ہے کہ آپ بھی میرے ساتھ ہوں تو ہم دونوں امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں گئے۔ میرا انداز یہ تھا کہ میں نے کپڑا گردن میں ڈالا ہوا تھا اور میں اندر چلا گیا اور حضرت کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ کا بھتیجا محمد بن اسمٰعیل سفر پر جانے والا ہے وہ آپ سے وداع کرنا چاہتا ہے۔

حضرت نے فرمایا اسے اندر بلاؤ وہ ایک کنارے میں کھڑا تھا میں نے آواز دی تو وہ قریب آگیا اور حضرت کے سر کو بوسہ دیا اور کہا آپ پر قربان جاؤں آپ کوئی وصیت فرمایئے کوئی **موعظہ** کیجئے امام موسیٰ کاظم نے محمد بن اسمٰعیل سے فرمایا **اُوصِیکَ اَنْ تَتَّقِی اللّٰهَ فِی دَمِی** میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے خون کے بارے میں خدا سے ڈرو میرے خون بہانے کا باعث نہ بنو۔ یہ سن کر محمد کہتا ہے جو بھی آپ کے بارے میں برائی کرے وہ برائی خود اس کو پہنچے اس کے بعد کہا نفرین ہو اس پر جو بھی امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے۔

دوبارہ محمد نے اپنے چچا امام کاظمؑ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ مجھے **موعظہ** فرمائیں۔ امام نے دوبارہ فرمایا میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے خون کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ اس نے وہی پہلے کلمات کا تکرار کیا تیسری دفعہ امام کے سر کو بوسہ دیا اور کہا اے چچا مجھے **موعظہ** کیجئے امام نے تیسری مرتبہ ان سے فرمایا میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے خون کے بارے میں خدا سے ڈرو محمد بن اسمٰعیل نے امام سے برائی کرنے والے کے لئے نفرین کی۔ علی بن جعفر کہتا ہے اس وقت میرے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھ سے فرمایا کہ تم یہیں پر رہو میں کھڑا ہوگیا اور حضرت اندر تشریف لے گئے اور مجھے آواز دی میں حضرت کے قریب گیا تو ایک تھیلی کہ جس میں سو دینار تھے مجھے دی اور فرمایا اس رقم کو میرے بھتیجے محمد کو دے دینا تاکہ سفر میں کام آئے اور دو اور تھیلے بھی دیئے اور فرمایا یہ بھی اسے دیدو۔ میں نے عرض کیا جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا ہے اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں تو پھر اپنے خلاف اس کی مدد کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا جب بھی میں صلہ رحمی کروں اور وہ رحم کو قطع کرے تو خدا اس کی عمر کو کم کرتا ہے اس کے بعد تین ہزار درھم جو تھیلے میں پڑے ہوئے تھے وہ بھی دے دیئے اور فرمایا یہ بھی اس کو دیدو۔ میں محمد بن اسمٰعیل کے پاس گیا پہلا تھیلا سو دینار کا دیا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا میں نے خیال کیا کہ اب یہ دوبارہ بغداد نہیں جائے گا پھر میں نے باقی تین سو درہم بھی اس کو دے دیئے لیکن اس کے باوجود وہ بغداد میں ہارون کے پاس گیا اور کہا کہ میں گمان نہیں کرتا تھا کہ زمین پر دو خلیفے موجود ہوں یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے چچا موسیٰ بن جعفر کو بھی خلافت کے عنوان سے سلام کرتے ہیں اس طریقے سے اس نے چغل خوری کی اور ہارون کو امام کے خلاف برانگیختہ کیا ہارون نے سو ہزار درہم اس کے لئے بھیجے مگر خدا نے اس کو گلے کے درد میں مبتلا کر دیا اور ان میں سے ایک درھم بھی خرچ نہ کرسکا اور

مرگیا۔

علی بن اسمٰعیل کا چغل خوری کرنا

ہارون کے وزیر یحییٰ بن خالد نے یحییٰ بن ابی مریم سے کہا کہ مجھے ابوطالبؑ کی اولاد میں سے کسی ایک فرد کی راہ نمائی کریں کہ جس کو دنیا سے لگاؤ ہو تاکہ میں اس کی مادی زندگی میں وسعت دوں اور اس کو موسیٰ بن جعفر کے قتل کرنے میں ذریعہ قرار دوں۔ یحییٰ بن ابی مریم نے کہا میں اس صفت کے مرد کو جانتا ہوں اور وہ علی بن اسمٰعیل امام صادقؑ کا پوتا ہے یحییٰ بن خالد اس کے پاس گیا وہ حاضر ہوا اس نے کہا تیرے چچا موسیٰ بن جعفر اور اس کے شیعوں کی کیا حالت ہے علی بن اسمٰعیل نے کہا اس کے بہت زیادہ پیروکار ہیں اس کے پاس بہت زیادہ مال لاتے ہیں ان اموال کے ساتھ آپ نے بشیرہ نام کا ایک باغ خریدا ہے جس کی قیمت تین ہزار دینار ہیں یہ علی بن اسمٰعیل ایک دفعہ ہارون کے ساتھ حج کے لئے بھی آیا حج کے مراسم بجالانے کے بعد عراق کی طرف روانہ ہوا علی بن اسمٰعیل نے بھی ارادہ کیا کہ خلیفہ کے کاروان کے ساتھ عراق کی طرف حرکت کرے امام موسیٰ کاظم نے اپنے برادر زادہ علی بن اسمٰعیل کو طلب کیا اور فرمایا کہ خلیفہ کے ساتھ عراق کیوں جاتے ہو۔

علی بن اسمٰعیل نے کہا میں مقروض ہوں امام نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کرتا ہوں اس نے کہا میں بال بچوں کی خاطر جاتا ہوں حضرت نے فرمایا بچوں کے خرچ کا میں انتظام کرتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں میں ضرور سفر کرونگا حضرت امام کاظمؑ نے تین سو دینار اور چار ہزار درہم اپنے بھائی محمد بن جعفر کے وساطت سے اس کے لئے بھیجے اور پیغام دیا اب جب کہ تم جارہے ہو تو یہ رقم خرچ سفر کے لئے اپنے ساتھ لیے جاؤ اور میرے فرزندوں کو یتیم نہ کرو۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام کاظمؑ نے اس سے فرمایا خدا کی قسم وہ میرے خون بہانے کے لئے چغل خوری کرتا ہے اور میرے فرزندوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے بالاخر علی بن اسمٰعیل، یحییٰ بن خالد کے پاس بغداد چلا گیا اور امام موسیٰ کاظمؑ کا واقعہ بیان کیا اور یحییٰ اس کو ہارون کے پاس لے گیا اس نے ہارون سے کہا امام کو بہت زیادہ مال مشرق اور مغرب سے آجاتا ہے اور اس کے پاس کچھ گھر ہیں جن میں مال کا انبار ہے ایک باغ تین سو ہزار درہم میں خریدا ہے اس باغ کا نام بشیرہ رکھا ہے ہارون نے حکم دیا کہ اس کو دو لاکھ درھم بطور انعام دیا جائے تاکہ بغداد کے کسی علاقہ میں اپنے لئے مکان بنائے اور اپنی زندگی خوشگوار بنائے اس نے بغداد کے مشرق میں واقع کسی شہر میں سکونت اختیار کرلی۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ بیت الخلاء میں گیا ایک خاص بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کے آنتیں باہر نکل آئیں - اور وہیں زمین پر گر گیا حاضرین نے بڑی کوشش کی کہ ان آنتوں کو ان کی جگہ پر رکھیں لیکن نہ رکھ سکے وہ موت کی حالت میں پڑا رہا اس کے مال کو اس کے پاس لایا گیا

اس نے کہا **مَا اَصْنَعُ بِهٖ وَاَنَا فِی الْمَوْتِ** میں ان پیسوں کو کیا کروں یہ میرے کس کام کے اب تو میں جان کنی کی حالت میں ہوں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم کو گرفتار کرنا

اسی سال ہارون حج کیلئے حجاز گیا وہ مدینے پہنچا اور رسول خداﷺ کی قبر کے پاس آکر کہا اے رسول خداﷺ میں آپ کی خدمت میں جعفر کی گرفتاری کے ارادے سے معذرت خواہ ہوں کیونکہ وہ آپ کی امت میں اختلاف ڈال کر مسلمانوں کا خون بہانے کا پروگرام رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہارون نے حضرت کو دوران نماز مسجد سے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ اور حکم دیا کہ دو محمل تشکیل دیئے جائیں اور ان دونوں محملوں پر بہت سے لوگوں کو مقرر کیا اور امام موسیٰ کاظم کو ان میں بیٹھا دیا اور یہ ظاہر کیا کہ ان میں سے ایک بصرہ کی طرف جارہا ہے اور دوسرا کوفہ کے راستے بغداد کی طرف جارہا ہے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ امام ان دو کاروان میں سے کس کے ساتھ ہیں امام بصرہ کے کاروان کے درمیان تھے حضرت کو بصرہ لایا گیا اور عیسیٰ بن جعفر بن منصور دوانیقی کے حوالہ کیا گیا جو اس زمانہ میں بصرہ کا حاکم تھا امام ایک سال تک اس کے قیدخانے میں رہے۔

مختلف قید خانے

امام موسیٰ کاظم کے بارے میں مذکور ہے **لَایَزَالُ یَنْتَقِلُ مِنْ سِجْنٍ اِلٰی سَجْنٍ** حضرت ایک قیدخانے سے دوسرے قیدخانے میں لے جائے جاتے تھے۔

1- عیسیٰ بن جعفر کے قیدخانے میں

جس وقت امام موسیٰ کاظمؑ کو بصرہ لیجایا گیا تو سب سے پہلے منصور دوانیقی کے پوتے عیسیٰ بن جعفر کے قیدخانے میں رکھے گئے۔ جب آپ نے یہاں ایک سال گزارا تو عیسیٰ بن جعفر نے ہارون کو خط لکھا کہ میں نے اس مدت میں موسیٰ کاظم کو بہت آزمایا۔ ان پر جاسوس مقرر کیا لیکن ان کو عبادت کے علاوہ کسی اور چیز میں نہیں دیکھا میں نے ایک شخص کو ان پر مقرر کیا تاکہ یہ دیکھے کہ دعا میں کیا پڑھتے ہیں تو معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی بھی کسی کو نفرین نہیں کی اور اپنے لئے بھی مغفرت اور رحمت کے علاوہ کوئی دعا نہیں کرتے۔ اس بناء پر کسی کو بھیجیں تاکہ موسیٰ بن جعفر کو اس کی تحویل میں دوں ورنہ میں اس کو رہا کرتا ہوں کیونکہ اس سے زیادہ میں ان کو قیدخانے

میں نہیں رکھ سکتا ہوں امام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے **اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنِّی کُنْتُ اَسْئَلُکَ اَنْ تُفَرِّغَنِیْ لِعِبَادَتِکَ اَللّٰهُمَّ وَقَدْ فَعَلْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ** خدایا تو جانتا ہے میں تجھ سے سوال کرتا تھا کہ مجھے تنہائی عطا فرما تاکہ اس میں تیری عبادت کروں۔ تو نے میری حاجت پوری فرمائی میں اس پر تیرا شکرادا کرتا ہوں۔

فضل بن ربیع کے قید خانے میں

عیسیٰ کا خط ہارون کو پہنچنے کے بعد ہارون نے ایک شخص کو بھیجا تاکہ موسیٰ بن جعفر کو عیسیٰ سے اپنی تحویل میں لے کر بغداد میں فضل بن ربیع کے پاس لے آئے۔ ہارون کے حکم سے آپ طویل مدت تک فضل بن ربیع کے زیر نظر قیدخانے میں پڑے رہے ہارون نے فضل سے خواہش کی کہ آنحضرت کو شہید کردے جب کہ اس نے اس کام کے انجام دینے سے انکار کیا اس وقت ہارون نے فضل بن ربیع کو خط لکھا کہ امام کاظمؑ کو فضل بن یحییٰ بر مکی کے سپرد کردو۔

فضل بن یحییٰ کے قید خانے میں

اس کے حکم کے مطابق فضل بن یحییٰ نے بغداد میں امام کاظمؑ کو فضل بن ربیع سے اپنی تحویل میں لے لیا اور آنحضرت کو اپنے گھر کے کمروں میں سے کسی ایک کمرہ میں اپنی نگرانی میں رکھا اور آپ کی دیکھ بھال کے لیے ایک شخص کو مقرر کیا گیا۔ حضرت شب و روز عبادت میں سرگرم رہتے تھے زیادہ تر روزہ رکھتے تھے اپنے چہرے کو محراب عبادت کے علاوہ کسی اور طرف نہیں پھیرتے تھے جب فضل بن یحییٰ نے حضرت کو اس حالت میں دیکھا تو حضرت کے لیے کچھ آسائش مہیا کردی اور حضرت کی قدر کرنے لگا۔ یہ خبر ہارون تک پہنچی تو اس نے ایک خط فضل بن یحییٰ کے نام لکھا جس میں اس نے امام کاظمؑ کے احترام سے ڈرایا کہ خبردار اس کا احترام نہ کرو بلکہ حضرت کو قتل کردو مگر فضل نے ایسا اقدام نہ کیا۔

سندی بن شاہک کے قید خانے میں

ہارون سخت غضبناک ہوا اور اپنے مسرور نامی خادم کو بلا کر اس سے کہا کہ ابھی موسیٰ بن جعفر کے پاس بغداد جاؤ اور اگر تم دیکھو کہ اس کے لیے وہاں آسائش ہے تو یہ خط عباس بن محمد کو پہنچا دینا اور اسے حکم دینا کہ خط میں

موجودہ ہدایات پر عمل کرے اور ایک اور خط بھی اس کو دیا اور کہاکہ اس خط کو سندی بن شاہک کو پہنچا دینا اور اس کو حکم دیناکہ عباس بن جعفر کی اطاعت کرو مسرور - جلدی جلدی بغداد پہنچا اور فضل بن یحیٰی کے گھر گیا کسی کو بھی معلوم نہیں تھاکہ یہ کس کام کے لیے آیا ہے وہ حضرت موسیٰ بن جعفر کے پاس گیا ان کو آسائش کی حالت میں دیکھا تو فوراً" عباس بن محمد اور سندی بن شاہک کے پاس گیا اور ہارون کے خطوں کو ان کے حوالے کیا۔ جلادوں کے سردار عباس بن محمد نے فضل بن یحیٰی کو حاضر کیا اور سندی بن شاہک کو حکم دیا کہ اس کو برہنہ کرکے سو تازیانے مارو۔ اس کے بعد امام کاظمؑ سندی بن شاہک کے خوفناک ترین اور تاریک ترین قیدخانے میں سخت شکنجے میں پھنس گئے۔ بالاخر اسی قیدخانے میں آپ کو زہردیا گیا اور وہیں آپ کی شہادت ہوئی۔

ایک کنیز کا حضرت سے متاثر ہونا

عامری کہتا ہے کہ ہارون نے ایک خوبصورت لونڈی کو حضرت امام کاظمؑ کی خدمت کے لیے قید خانے میں بھیجا۔ امام نے اس کنیز کو قبول نہ کیا اور عامری سے فرمایاکہ ہارون سے کہو بَلْ اَنْتُمْ بِھَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ بلکہ تم ھدیہ سے خوش ہوتے ہو۔ میں کنیز وغیرہ کا محتاج نہیں ہوں۔ عامری واپس لوٹا اور ہارون کو سارا واقعہ بتادیا ہارون غضب ناک ہوا اور اس سے کہاکہ تم قیدخانہ میں چلے جاؤ اور موسیٰ بن جعفر سے کہو نہ ہم نے تجھے تمہاری مرضی سے قید کیا ہے نہ تمہاری مرضی سے گرفتار کیا ہے کنیز قیدخانے میں ضرور ہوگی اس کے بعد ہارون نے ایک جاسوس کو حضرت پر مقرر کیا تاکہ یہ دیکھے کہ کنیز کیا کرتی ہے اس جاسوس نے دیکھا کہ وہ کنیز حضرت کی عبادت سے اس قدر متاثر ہوئی ہے کہ سجدہ میں پڑی رہتی ہے اور تسبیح کر رہی ہوتی ہے۔**قدوس سُبْحَانَکَ سُبْحَانَکَ**۔ جاسوس نے سارا واقعہ ہارون کو بتایا ہارون نے کہاکہ خدا کی قسم موسیٰ بن جعفر نے اس عورت پر جادو کیا ہے اس کنیز کو میرے پاس لے آؤ کنیز لرزہ بر اندام تھی جب اسے ہارون کے پاس لائے وہ آسمان کی طرف نگاہ کرتی تھی اور مبہوت ہو چکی تھی ہارون نے پوچھا تمہاری یہ کیسی حالت ہے کنیز نے کہا میں حضرت موسیٰ بن جعفر کے پاس کھڑی تھی وہ شب و روز نماز میں مشغول تھے نماز کے بعد تسبیح اور تقدیس الہیٰ بجالاتے تھے میں نے کہاکہ اے میرے آقا! آیا آپ کو کوئی حاجت ہے میں انجام دوں۔ میں آپ کی خدمت کے لیے یہاں آئی ہوں فرمایا یہ "ہارون اور اس کے ساتھی "میرے بارے میں کیا فکر کرتے ہیں پھر ناگہاں مجھے اپنی طرف متوجہ کیا پس اچانک میں دیکھتی ہوں کہ ایک باغ ہے جو سرسبز و شاداب ہے ' قیمتی فرش ریشم کے تکیے ' لطیف ہوا ہر قسم کی غذا وہاں پر موجود ہے۔ بہشت کے حور و غلمان خدمت کے لیے موجود ہیں یہ دیکھ کر میں بے اختیار سجدہ میں پڑگئی یہاں تک کہ نگران آیا اور مجھے سجدہ سے اٹھا کر یہاں لایا ہے ہارون نے کہا اے ناپاک عورت کہو کہ سجدہ کی حالت میں مجھے خواب آیااور عالم خواب میں ایسا باغ دیکھا ہے کنیز نے کہا نہیں ' خدا کی قسم

اس باغ کو سجدہ میں جانے سے پہلے دیکھا ہے اس لئے میں نے سجدہ کیا۔ ہارون نے عامری سے کہاکہ اس عورت کو اپنی نظر میں رکھو تاکہ یہ باتیں کسی سے نہ کہے۔ وہ کنیز عبادت میں مشغول رہی یہاں تک کہ امام کاظمؑ کی شہادت سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کا واقعہ

آخر ہارون عاجز آگیا تو اس نے دیکھا کہ روز بروز حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی عظمت میں اضافہ ہوتا جا رہاہے بہت سے شیعہ ان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی امامت پر عقیدہ رکھتے ہیں اس نے اس بات کو اپنے لئے خطرہ محسوس کیا یہاں تک کہ حضرت کو زہر دینے کا ارادہ کیا اور حکم دیا کہ کھجوریں لے آؤ تو اس نے کھجوریں منگوا کر کچھ دانے کھجوروں کے کھا لیے اور حاضرین سے کہا کہ دیکھو میں نے بھی یہ کھجوریں کھائی ہیں پھر باقی کھجوروں میں اس نے زہر ملوادیا وہ اس طرح کہ اس نے سوئی اور زہر آلود دھاگہ منگوایا اور کھجوروں کو اس دھاگے میں پرو دیا اس طرح جب کھجوریں زہر آلود ہوگئیں تو غلام سے کہا جاؤ ان خرموں کو موسیٰ بن جعفر کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ امیرالمومنین (ہارون) نے بھی یہ خرمے کھائے ہیں اور اس نے کچھ خرمے آپ کے لئے بھیجے ہیں وہ آپ کے حق کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ سارے خرمے کھالیں میں نے خود چن کر رکھے ہیں اور میں نے آپ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں دیئے۔ صرف آپ کے لئے ان کو منتخب کیا ہے خادم کھجوریں لے کر قیدخانے میں امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس آیا اور ہارون کا پیغام حضرت تک پہنچایا آنحضرت نے ایک خلال طلب کیا اور اس سے کچھ خرمے کھائے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سندی بن شاھک نے کچھ خرموں کو زہر آلود کیا اور حضرت کے پاس رکھا حضرت نے ان سے دس عدد خرمے تناول فرمائے سندی بن شاھک نے کہا اس سے زیادہ کھایئے حضرت نے فرمایا **حَسْبُکَ قَدْبَلَغْتَ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ فِیْمَا اُمِرْتَ بِہٖ** تمہارے مقصد کے حصول کے لیے یہی کافی ہیں۔ اس کے بعد حضرت مسموم ہوگئے اور تین دن زہر کے اثر کی وجہ سے بستر علالت پر پڑے رہے۔ تیسرے دن وقت نماز فجر کے بعد اپنے خدا سے جاملے۔ سندی بن شاھک نے زہر دینے کے بعد چند قاضی اور عادل نما افراد کو حاضر کیا تاکہ وہ گواہی دیں کہ موسیٰ بن جعفرؑ کو زہر نہیں دیا گیا ہے کسی قسم کی بیماری نہیں تھی امام موسیٰ کاظمؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا گواہی دو کہ تین روز ہوئے ہیں مجھے زہر دیا گیا ہے گو ظاہری طور پر میں صحیح سالم ہوں لیکن جلد از جلد اس زہر کے اثر سے دنیا سے چلا جاؤنگا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ اس واقع کے تیسرے روز نماز فجر کے بعد اپنے خدا سے جاملے۔

روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو سندی بن شاھک سے خواہش کی کہ میرا

ایک مدنی دوست بغداد میں عباس بن محمد کے گھر کے پاس رہتا ہے اس کو بلا دو تاکہ وہی مجھے غسل و کفن دے۔ سندی بن شاھک نے جواب میں کہا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ یہ کام میں انجام دوں تو آپ نے فرمایا کہ ہم اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کی عورتوں کا حق المہر دو حجوں کے اخراجات برابر اور مردوں کا کفن پاک مال سے ہوتا ہے اور میرا کفن میرے پاس ہے میں چاہتا ہوں کہ غسل وکفن اور دفن کا کام اسی دوست کے ہاتھوں ہو جائے۔ پس حضرت نے جس کا نام لیا تھا وہ حاضر ہوا اور تجہیز و تکفین کا انتظام اسی نے انجام دیا۔

طبیب کا امام موسیٰ کاظمؑ کے سرھانے آنا اور میت کے لبوں کی حرکت

روایت میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے آخری لحات عمر میں ایک طبیب کو حضرت کے سرھانے لایا گیا طبیب نے حضرت سے پوچھا آپ کا حال کیسا ہے حضرت نے اس کی طرف توجہ نہ کی جب اس طبیب نے بہت زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے اپنے ہاتھ کی زردی دکھائی کہ جو حضرت کو زہر دینے کی علامت تھی حضرت نے فرمایا میری بیماری یہ ہے طبیب وہاں سے لوٹ آیا اور اپنے بھیجنے والوں سے کہنے لگا کہا کہ خدا کی قسم تم نے جو زہر دی ہے وہ اس کے بارے تم سے زیادہ آگاہ ہے اس کے بعد حضرت اس دنیا سے چلے گئے راوی کہتا ہے پھر اس مظلوم امام کے جنازے کو تابوت میں رکھا گیا اور قیدخانہ سے باہر لایا گیا۔ ایک شخص جنازے کے آگے آواز دیتا تھا۔ **هٰذا اِمَامُ الرّافِضَةِ فَاعْرِفُوْهُ** یہ رافضیوں کا امام ہے اس کو پہچانو اس کے بعد جنازے کو بازار میں لے گئے اور وہاں زمین پر رکھ کر اعلان کیا کہ یہ موسیٰ بن جعفر ہیں اور یہ وہ طبعی موت سے اس دنیا سے چلے گئے ہیں اس کو دیکھ لو لوگ آتے تھے جنازہ کو دیکھتے تھے شیخ حرعاملی نے اثبات الھداۃ میں نقل کیا ہے کہ سندی بن شاھک نے حکم دیا کہ جنازے کو بغداد کے پل پر رکھا جائے اس کے بعد لوگوں کو بتایا گیا کہ موسیٰ بن جعفر طبیعی موت مرے ہیں لوگ آکر حضرت کو دیکھتے تھے اور زخم کے نشان نہیں پاتے تھے اور پل بغداد پر میت رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں اکثر ہجوم رہتا ہے چنانچہ عوام کو بتانا مقصود تھا کہ ان کی موت طبعی طور پر ہوئی ہے ان کو کسی نے کچھ نہیں کہا روایت میں ہے کہ شیعوں میں سے ایک شخص جنازے کے قریب آیا اس نے سنا کہ لوگ کہہ رہے ہیں موسیٰ بن جعفر کو شہید نہیں کیا گیا ہے بلکہ طبیعی موت سے مرے ہیں اس نے حاضرین سے کہا کہ میں اس موضوع کے متعلق خود امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھتا ہوں لوگوں نے کہا وہ تو اس دنیا سے چلے گئے ہیں وہ کس طرح اپنی حالت بتائیں گے وہ شیعہ جنازے کے قریب آیا اور کہا۔ اے فرزند رسولؐ تو خود بھی سچا اور آپ کے آباء و اجداد بھی سچے ہیں مجھے بتاؤ کہ آپ کو شہید کیا گیا ہے یا آپ طبیعی موت مرے ہیں امام کے لب ہلے اور تین مرتبہ فرمایا **قَتْلاً" قَتْلاً" قَتْلاً"** مجھے شہید کیا گیا ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ کو قریش کے مقبرہ میں دفن کرنا

امام! مظلوم کے جنازے کو اس مقام پر لایا گیا کہ جہاں بنی عباس کے لوگ رہتے تھے۔ وہاں بہت زیادہ لوگ جمع ہوگئے اور شہر میں شور بلند ہوا اور آپ کے جنازے کی اطلاع منصور دوانیقی کی اولاد میں سے ایک شخص ہارون کے چچا سلیمان بن ابی جعفر کو دریا کنارے اپنے محل میں پہنچی۔ اس نے اصل واقعہ معلوم کیا۔ اور اپنے غلاموں کو اکٹھا کرکے ان سے کہا کہ طاقت کے زور سے ان سے جنازہ لے لیں تاکہ اس کو احترام کے ساتھ بنی ہاشم اور قریش کے قبرستان میں دفن کرسکیں۔ سیلمان ننگے سر اور پاؤں باہر آیا اپنے گریبان کو چاک کیا اور جنازے کے قریب آکر حکم دیا کہ آواز دو کہ جو بھی طیب ابن طیب دیکھنا چاہتا ہے وہ آکر موسیٰ بن جعفر کے جنازے کو دیکھے بغداد کے سب لوگ اکٹھے ہوگئے نالہ و فریاد کرتے ہوئے قریش کے قبرستان تک تشییع کی۔ اور سیلمان کے حکم کے مطابق اس کفن کے ساتھ کہ جس کی قیمت دو ہزار اور پانچ سو دینار تھے اس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا اس کے ساتھ حضرت کو کفن دیا گیا اور احترام کے ساتھ دفن کیا گیا۔ ہارونؔ نے ظاہری طور پر ایک خط کے ضمن میں اپنے چچا سیلمان کی تعریف کی اور لکھا کہ سندی بن شاھک ملعون نے یہ ظلم موسیٰ بن جعفر پر میری رضا کے بغیر کیا ہے میں اس کے اس کام سے خوش نہیں ہوں اور آپ کی اس روش سے بہت خوش ہوں۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی مناجات

روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ امام موسیٰ بن جعفر نے قید خانہ میں اس مقام پر کہ جس میں حضرت کو شکنجہ دیتے تھے اور غل وزنجیر کو آپ کے پاؤں میں باندھ دیتے تھے۔ حضرت اس قیدخانے میں ابتدا میں فرماتے تھے خدایا میں تیری حمد و ثنا ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے ایسی جگہ دی کہ جس میں بہترین طریقہ سے تیری عبادت کرسکتا ہوں۔ لیکن قیدخانے کے آخری دنوں میں اس طرح دعا کرتے تھے۔ **یَا مُخَلِّصَ الشَّجَرِ مِنْ بَیْنِ رَمْلٍ وَ مَاءٍ وَطِیْنٍ یَا مُخَلِّصَ النَّارِ مِنْ بَیْنِ الْحَدِیْدِ وَ الْحَجَرِ یَا مُخَلِّصَ اللَّبَنِ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَ دَمٍ یَا مُخَلِّصَ الْوَلَدِ مِنْ بَیْنِ مَشِیْمَةٍ وَرَحِمٍ یَا مُخَلِّصَ الرُّوْحِ مِنَ الْاَحْشَاءِ وَالْاَمْعَاءِ خَلِّصْنِی مِنْ یَدِھَارُوْنِ الرَّشِیْدِ**

اے وہ ذات کہ جو گھاس کو پانی مٹی اور پتھر کے درمیان سے نجات دینے والی ہے اور آگ کو لوہے اور پتھر کے درمیان سے نجات دینے والی ہے اور جو دودھ کو کثافات اور خون سے نجات دینے والی ہے اور جو بچے کو پردہ رحم سے نجات دینے والی ہے اور جو روح کو حجاب کے درمیان سے نجات دینے والی ہے مجھے ہارون کے ہاتھ سے

موجودہ ہدایات پر عمل کرے اور ایک اور خط بھی اس کو دیا اور کہاکہ اس خط کو سندی بن شاہک کو پہنچا دینا اور اس کو حکم دینا کہ عباس بن جعفر کی اطاعت کرو مسرور - جلدی جلدی بغداد پہنچا اور فضل بن یحییٰ کے گھر گیا کسی کو بھی معلوم نہیں تھاکہ یہ کس کام کے لیے آیا ہے وہ حضرت موسیٰ بن جعفر کے پاس گیا ان کو آسائش کی حالت میں دیکھا تو فوراً" عباس بن محمد اور سندی بن شاہک کے پاس گیا اور ہارون کے خطوں کو ان کے حوالے کیا۔ جلادوں کے سردار عباس بن محمد نے فضل بن یحییٰ کو حاضر کیا اور سندی بن شاہک کو حکم دیا کہ اس کو برہنہ کرکے سو تازیانے مارو۔ اس کے بعد امام کاظمؑ سندی بن شاہک کے خوفناک ترین اور تاریک ترین قیدخانے میں سخت شکنجے میں پھنس گئے۔ بالاخر اسی قیدخانے میں آپ کو زہر دیا گیا اور وہیں آپ کی شہادت ہوئی۔

ایک کنیز کا حضرت سے متاثر ہونا

عامری کہتا ہے کہ ہارون نے ایک خوبصورت لونڈی کو حضرت امام کاظمؑ کی خدمت کے لیے قید خانے میں بھیجا۔ امام نے اس کنیز کو قبول نہ کیا اور عامری سے فرمایا کہ ہارون سے کہو بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ بلکہ تم ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔ میں کنیز وغیرہ کا محتاج نہیں ہوں۔ عامری واپس لوٹا اور ہارون کو سارا واقعہ بتادیا ہارون غضب ناک ہوا اور اس سے کہاکہ تم قیدخانہ میں چلے جاؤ اور موسیٰ بن جعفر سے کہو نہ ہم نے تجھے تمہاری مرضی سے قید کیا ہے نہ تمہاری مرضی سے گرفتار کیا ہے کنیز قیدخانے میں ضرور ہوگی اس کے بعد ہارون نے ایک جاسوس کو حضرت پر مقرر کیا تاکہ یہ دیکھے کہ کنیز کیا کرتی ہے اس جاسوس نے دیکھا کہ وہ کنیز حضرت کی عبادت سے اس قدر متاثر ہوئی ہے کہ سجدہ میں پڑی رہتی ہے اور تسبیح کر رہی ہوتی ہے۔ **قُدُّوْسٌ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ**۔ جاسوس نے سارا واقعہ ہارون کو بتایا ہارون نے کہاکہ خدا کی قسم موسیٰ بن جعفر نے اس عورت پر جادو کیا ہے اس کنیز کو میرے پاس لے آؤ کنیز لرزہ بر اندام تھی جب اسے ہارون کے پاس لائے وہ آسمان کی طرف نگاہ کرتی تھی اور مبہوت ہو چکی تھی ہارون نے پوچھا تمہاری یہ کیسی حالت ہے کنیز نے کہا میں حضرت موسیٰ بن جعفر کے پاس کھڑی تھی وہ شب و روز نماز میں مشغول تھے نماز کے بعد تسبیح اور تقدیس الٰہی بجالاتے تھے میں نے کہاکہ اے میرے آقا! آیا آپ کو کوئی حاجت ہے میں انجام دوں۔ میں آپ کی خدمت کے لیے یہاں آئی ہوں فرمایا یہ "ہارون اور اس کے ساتھی "میرے بارے میں کیا فکر کرتے ہیں پھر ناگہاں مجھے اپنی طرف متوجہ کیا پس اچانک میں دیکھتی ہوں کہ ایک باغ ہے جو سرسبز و شاداب ہے، قیمتی فرش ریشم کے تکیے، لطیف ہوا ہر قسم کی غذا وہاں پر موجود ہے۔ بہشت کے حور و غلمان خدمت کے لیے موجود ہیں یہ دیکھ کر میں بے اختیار سجدہ میں پڑگئی یہاں تک کہ نگران آیا اور مجھے سجدہ سے اٹھا کر یہاں لایا ہے ہارون نے کہا اے ناپاک عورت کہو کہ سجدہ کی حالت میں مجھے خواب آیا اور عالم خواب میں ایسا باغ دیکھا ہے کنیز نے کہا نہیں، خدا کی قسم

اس باغ کو سجدہ میں جانے سے پہلے دیکھا ہے اس لئے میں نے سجدہ کیا۔ ہارون نے عامری سے کہاکہ اس عورت کو اپنی نظر میں رکھو تاکہ یہ باتیں کسی سے نہ کہے۔ وہ کنیز عبادت میں مشغول رہی یہاں تک کہ امام کاظمؑ کی شہادت سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کا واقعہ

آخر ہارون عاجز آگیا تو اس نے دیکھاکہ روز بروز حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی عظمت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے بہت سے شیعہ ان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی امامت پر عقیدہ رکھتے ہیں اس نے اس بات کو اپنے لئے خطرہ محسوس کیا یہاں تک کہ حضرت کو زہر دینے کا ارادہ کیا اور حکم دیا کہ کھجوریں لے آؤ تو اس نے کھجوریں منگوا کر کچھ دانے کھجوروں کے کھالیے اور حاضرین سے کہاکہ دیکھو میں نے بھی یہ کھجوریں کھائی ہیں پھر باقی کھجوروں میں اس نے زہر ملوادیا وہ اس طرح کہ اس نے سوئی اور زہر آلود دھاگہ منگوایا اور کھجوروں کو اس دھاگے میں پرو دیا اس طرح جب کھجوریں زہر آلود ہوگئیں تو غلام سے کہا جاؤ ان خرموں کو موسیٰ بن جعفر کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ امیرالمومنین (ہارون) نے بھی یہ خرمے کھائے ہیں اور اس نے کچھ خرمے آپ کے لئے بھیجے ہیں وہ آپ کے حق کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ سارے خرمے کھالیں میں نے خود چن کر رکھے ہیں اور میں نے آپ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں دیئے۔ صرف آپ کے لئے ان کو منتخب کیا ہے خادم کھجوریں لے کر قیدخانے میں امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس آیا اور ہارون کا پیغام حضرت تک پہنچایا آنحضرت نے ایک خلال طلب کیا اور اس سے کچھ خرمے کھائے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سندی بن شاھک نے کچھ خرموں کو زہر آلود کیا اور حضرت کے پاس رکھا حضرت نے ان سے دس عدد خرمے تناول فرمائے سندی بن شاھک نے کہا اس سے زیادہ کھائیے حضرت نے فرمایا **حَسْبُكَ قَدْ بَلَغْتَ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِيْمَا اُمِرْتَ بِهٖ** تمہارے مقصد کے حصول کے لیے یہی کافی ہیں۔ اس کے بعد حضرت مسموم ہوگئے اور تین دن زہر کے اثر کی وجہ سے بستر علالت پر پڑے رہے۔ تیسرے دن وقت نماز فجر کے بعد اپنے خدا سے جاملے۔ سندی بن شاھک نے زہر دینے کے بعد چند قاضی اور عادل نما افراد کو حاضر کیا تاکہ وہ گواہی دیں کہ موسیٰ بن جعفرؑ کو زہر نہیں دیا گیا ہے کسی قسم کی بیماری نہیں تھی امام موسیٰ کاظمؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا گواہی دو کہ تین روز ہوئے ہیں مجھے زہر دیا گیا ہے گو ظاہری طور پر میں صحیح سالم ہوں لیکن جلد از جلد اس زہر کے اثر سے دنیا سے چلا جاؤنگا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ اس واقع کے تیسرے روز نماز فجر کے بعد اپنے خدا سے جاملے۔

روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو سندی بن شاھک سے خواہش کی کہ میرا

ایک مدنی دوست بغداد میں عباس بن محمد کے گھر کے پاس رہتا ہے اس کو بلا دو تاکہ وہی مجھے غسل و کفن دے۔ سندی بن شاھک نے جواب میں کہا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ یہ کام میں انجام دوں تو آپ نے فرمایا کہ ہم اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کی عورتوں کا حق المہر دو حجوں کے اخراجات برابر اور مردوں کا کفن پاک مال سے ہوتا ہے اور میرا کفن میرے پاس ہے میں چاہتا ہوں کہ غسل وکفن اور دفن کا کام اسی دوست کے ہاتھوں ہو جائے۔ پس حضرت نے جس کا نام لیا تھا وہ حاضر ہوا اور تجہیز وتکفین کا انتظام اسی نے انجام دیا۔

طبیب کا امام موسیٰ کاظمؑ کے سرھانے آنا اور میت کے لبوں کی حرکت

روایت میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے آخری لمحات عمر میں ایک طبیب کو حضرت کے سرھانے لایا گیا طبیب نے حضرت سے پوچھا آپ کا حال کیسا ہے حضرت نے اس کی طرف توجہ نہ کی جب اس طبیب نے بہت زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے اپنے ہاتھ کی زردی دکھائی کہ جو حضرت کو زہر دینے کی علامت تھی حضرت نے فرمایا میری بیماری یہ ہے طبیب وہاں سے لوٹ آیا اور اپنے بھیجنے والوں سے کہنے لگا کہا کہ خدا کی قسم تم نے جو زہر دی ہے وہ اس کے بارے تم سے زیادہ آگاہ ہے اس کے بعد حضرت اس دنیا سے چلے گئے راوی کہتا ہے پھر اس مظلوم امام کے جنازے کو تابوت میں رکھا گیا اور قیدخانہ سے باہر لایا گیا۔ ایک شخص جنازے کے آگے آواز دیتا تھا۔ **هٰذا اِمَامُ الرّافِضَةِ فَاعْرِفُوْهُ** "یہ رافضیوں کا امام ہے اس کو پہچانو اس کے بعد جنازے کو بازار میں لے گئے اور وہاں زمین پر رکھ کر اعلان کیا کہ یہ موسیٰ بن جعفر ہیں اور یہ وہ طبعی موت سے اس دنیا سے چلے گئے ہیں اس کو دیکھ لو لوگ آتے تھے جنازہ کو دیکھتے تھے شیخ حرعاملی نے اثبات الھداۃ میں نقل کیا ہے کہ سندی بن شاھک نے حکم دیا کہ جنازے کو بغداد کے پل پر رکھا جائے اس کے بعد لوگوں کو بتایا گیا کہ موسیٰ بن جعفر طبیعی موت مرے ہیں لوگ آکر حضرت کو دیکھتے تھے اور زخم کے نشان نہیں پاتے تھے اور پل بغداد پر میت رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں اکثر ہجوم رہتا ہے چنانچہ عوام کو بتانا مقصود تھا کہ ان کی موت طبعی طور پر ہوئی ہے ان کو کسی نے کچھ نہیں کہا روایت میں ہے کہ شیعوں میں سے ایک شخص جنازے کے قریب آیا اس نے سنا کہ لوگ کہہ رہے ہیں موسیٰ بن جعفر کو شہید نہیں کیا گیا ہے بلکہ طبیعی موت سے مرے ہیں اس نے حاضرین سے کہا کہ میں اس موضوع کے متعلق خود امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھتا ہوں لوگوں نے کہا وہ تو اس دنیا سے چلے گئے ہیں وہ کس طرح اپنی حالت بتائیں گے وہ شیعہ جنازے کے قریب آیا اور کہا۔ اے فرزند رسولؐ تو خود بھی سچا اور آپ کے آباء و اجداد بھی سچے ہیں مجھے بتاؤ کہ آپ کو شہید کیا گیا ہے یا آپ طبیعی موت مرے ہیں امام کے لب ہلے اور تین مرتبہ فرمایا **قُتِلا" قُتِلا" قُتِلا"** مجھے شہید کیا گیا ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ کو قریش کے مقبرہ میں دفن کرنا

امام! مظلوم کے جنازے کو اس مقام پر لایا گیا کہ جہاں بنی عباس کے لوگ رہتے تھے۔ وہاں بہت زیادہ لوگ جمع ہوگئے اور شہر میں شور بلند ہوا اور آپ کے جنازے کی اطلاع منصور دوانیقی کی اولاد میں سے ایک شخص ہارون کے چچا سلیمان بن ابی جعفر کو دریا کنارے اپنے محل میں پہنچی۔ اس نے اصل واقعہ معلوم کیا۔ اور اپنے غلاموں کو اکٹھا کرکے ان سے کہا کہ طاقت کے زور سے ان سے جنازہ لے لیں تاکہ اس کو احترام کے ساتھ بنی ہاشم اور قریش کے قبرستان میں دفن کرسکیں۔ سیلمان ننگے سر اور پاؤں باہر آیا اپنے گریبان کو چاک کیا اور جنازے کے قریب آکر حکم دیا کہ آواز دو کہ جو بھی طیب ابن طیب دیکھنا چاہتا ہے وہ آکر موسیٰ بن جعفر کے جنازے کو دیکھے بغداد کے سب لوگ اکھٹے ہوگئے نالہ و فریاد کرتے ہوئے قریش کے قبرستان تک تشییع کی۔ اور سیلمان کے حکم کے مطابق اس کفن کے ساتھ کہ جس کی قیمت دو ہزار اور پانچ سو دینار تھے اس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا اس کے ساتھ حضرت کو کفن دیا گیا اور احترام کے ساتھ دفن کیا گیا۔ ہارون نے ظاہری طور پر ایک خط کے ضمن میں اپنے چچا سیلمان کی تعریف کی اور لکھا کہ سندی بن شاھک ملعون نے یہ ظلم موسیٰ بن جعفر پر میری رضا کے بغیر کیا ہے میں اس کے اس کام سے خوش نہیں ہوں اور آپ کی اس روش سے بہت خوش ہوں۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی مناجات

روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ امام موسیٰ بن جعفر نے قید خانہ میں اس مقام پر کہ جس میں حضرت کو شکنجہ دیتے تھے اور غل وزنجیر کو آپ کے پاؤں میں باندھ دیتے تھے۔ حضرت اس قیدخانے میں ابتدا میں فرماتے تھے خدایا میں تیری حمد و ثنا ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے ایسی جگہ دی کہ جس میں بہترین طریقہ سے تیری عبادت کرسکتا ہوں۔ لیکن قیدخانے کے آخری دنوں میں اس طرح دعا کرتے تھے۔ **یَا مُخَلِّصَ الشَّجَرِ مِنْ بَیْنِ رَمْلٍ وَ مَاءٍ وَطِیْنٍ یَا مُخَلِّصَ النَّارِ مِنْ بَیْنِ الْحَدِیْدِ وَ الْحَجَرِ یَا مُخَلِّصَ اللَّبَنِ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَ دَمٍ یَا مُخَلِّصَ الْوَلَدِ مِنْ بَیْنِ مَشِیْمَةٍ وَرَحِمٍ یَا مُخَلِّصَ الرُّوْحِ مِنَ الْاَحْشَاءِ وَالْاَمْعَاءِ خَلِّصْنِی مِنْ یَدِہَارُوْنِ الرَّشِیْدِ**

اے وہ ذات کہ جو گھاس کو پانی مٹی اور پتھر کے درمیان سے نجات دینے والی ہے اور آگ کو لوہے اور پتھر کے درمیان سے نجات دینے والی ہے اور جو دودھ کو کثافات اور خون سے نجات دینے والی ہے اور جو بچے کو پردہ رحم سے نجات دینے والی ہے اور جو روح کو حجاب کے درمیان سے نجات دینے والی ہے مجھے ہارون کے ہاتھ سے

نجات دے

من جوان بودم وزنجیر گراں پیرم کرد
گشتہ کا ہیدہ و ماندہ بجا تصویرم

میں جوان تھا زنجیر نے مجھے بوڑھا کردیا میرا جسم گھل گیا اور اب میری جگہ اک تصویر رہ گئی۔

یاز زندان برسان مرگ مرا یا اللہ
یا خلاصم بکن از زیر غل وزنجیرم

یا اللہ یا تو مجھے قید خانے میں موت دے دے یا زنجیروں سے رہائی عطا کردے

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ پر درود کے چند جملے

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ پر درود کے چند جملے ذکر کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُعَذَّبِ فِي قَعْرِ السُّجُوْنِ وَظُلَمِ الْمَطَامِيْرِ ذِي السَّاقِ الْمَرْضُوْضِ بِحِلَقِ الْقُيُوْدِ وَالْجَنَازَةِ الْمُنَادٰى عَلَيْهَا بِذُلِّ الْاِسْتِخْفَافِ وَالْوَارِدِ عَلٰى جَدِّهِ الْمُصْطَفٰى وَاَبِيْهِ الْمُرْتَضٰى وَاُمِّهِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ بِاِرْثٍ مَغْصُوْبٍ وَوِلَاءٍ مَسْلُوْبٍ وَاَمْرٍ مَغْلُوْبٍ وَدَمٍ مَطْلُوْبٍ وَسَمٍّ مَشْرُوْبٍ** خدا یا درود بھیج اس شخص پر کہ جس کی قیدخانے کی گہرائی اور کنوئیں کی تاریکی میں شکنجے میں جکڑے رہنے سے پاؤں کی نازک پنڈلیاں زنجیروں سے زخمی ہوگئیں اور اس کے جنازے پر ندا دینے والا ذلت اور خواری کے ساتھ ندا دیتا تھا وہ بزرگوار کہ جس کی میراث غصب کی گئی اور حق چھینا گیا اور امر مغلوب ہوا اور خون طلب کیا گیا زہر کی حالت میں اپنے جد محمد مصطفیٰ اپنے باپ علی مرتضیٰؑ اور اپنی ماں سیدہ خواتین جنت کے پاس گیا۔ ایک اور روایت میں منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم نے وصیت کی تھی کہ آپ کو انہی زنجیروں کے ساتھ دفن کیا جائے کہ جن زنجیروں میں انہیں قیدخانہ میں شکنجہ دیا گیا تھا۔ یہ وصیت شاید اس لئے کی ہو کہ جس وقت اپنے جد محمد مصطفیٰ یا اپنی ماں فاطمہ زہراءؑ سے ملاقات کریں تو ان سے شکایت کریں کہ مجھے ان زنجیروں کے ساتھ قیدخانے میں تکلیف دی گئی۔

فلک برعترت خیرالبشر لختی مداراکن
نگر برگوشہ زندان بغداد و تماشاکن

اے آسمان خیرالبشر کی اولاد پر کچھ رحم کر بغداد کے قید خانے پر نظر ڈال اور اسے دیکھ

ربا از کندوزنجیر جفا سلطان بطحاکن

شکستہ بینی اش گر استخوان پامدلرا کن

سلطان بطحا اسے زنجیر ظلم سے رہائی دیجئے اور اگر اس کے پیر کی ہڈی ٹوٹی ہوئی آپ دیکھ رہے ہیں تو اس کا مداوا کیجئے۔

از گردش فلک سروسالار سلسلہ
شد درکمند عشق گر فتار سلسلہ

گردش فلک کی وجہ سے وہ صاحب منصب جو زنجیر میں باندھنے کی سزا دے سکتا تھا وہ خود کمند عشق کی زنجیر میں گرفتار ہوگیا۔

نبود بزار یوسف مصری بہائی او
آں یوسفی کہ بود خریدار سلسلہ

ہزار یوسف کنعان بھی اس کی قیمت نہیں تھے یہ وہ یوسف ہے جو زنجیر کا خود خریدار تھا۔

تادست ویاوگردن اوشدبہ زیر غل
رونق گرفت زآنھمہ بازار سلسلہ

اس کے سرپاؤں اور گردن لوہے کے نیچے آگئے ان تمام باتوں کی وجہ سے زنجیر کا بازار بارونق ہوگیا

ہرگز گلی ندیدہ زخار آنچہ راکہ دید
ان عنصر لطیف زآزار سلسلہ

کسی پھول نے کانٹے کے ہاتھوں وہ کچھ نہ دیکھا ہوگا جو اس نرم و لطیف جسم نے زنجیر کی تکلیف سے برداشت کیا

آگر زکار سلسلہ جزکردگار نیست
کان نازنین چہ دید زکر دار سلسلہ

زنجیر کی سختی سے سوائے پروردگار کے اور کوئی واقف نہیں اور یہ کہ اس نازنین نے زنجیر کے ہاتھوں کیا دکھ جھیلا

غمخولر ویار تانفس آخریں نداشت
نگشود دیدہ جزکہ بہ دیدار سلسلہ

اس کا آخر دم تک کوئی یارومددگار نہ تھا اس نے آنکھ کھولی تو زنجیر ہی دیکھی

جانہا فدائی آن تن تنہا کہ از غمش
خون می گریست دیدہ خو نبار سلسلہ

اس کے زخمی جسم پر بہت سی جانیں قربان جس کے غم میں زنجیر کی خونبار آنکھیں بھی خون رو رہی ہیں۔

ایں قصہ غصہ ای است جہانسوز و جانگداز

کوتاہ کن کہ سلسلہ دارد سر دراز

یہ قصہ ایک جان کو جلا دینے والا قصہ ہے اسے مختصر کر کہ یہ قصہ بہت طویل ہے

دسویں معصوم

حضرت امام علی رضاؑ کے مصائب کا ذکر۔

ہمارے آٹھویں امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی گیارہ ذیقعدہ 148 ہجری قمری کو مدینہ میں ولادت ہوئی 203 ہجری قمری صفر کے آخر میں 55 سال کی عمر میں بنی عباس کے چوتھے خلیفے مامون کی وساطت سے سنا باد نوقان میں حضرت کو زہر دیا گیا۔ جو آجکل مشہد شہر کے محلوں میں سے ایک محلہ شمار ہوتا ہے جس کی وجہ سے حضرت شہید ہوئے اور حضرت کا مرقد مشہد مقدس میں ہے۔

امام رضاؑ - ہارون کے زمانے میں

ہارون الرشید کے زمانے میں حضرت امام رضاؑ نے 183 ھ سے لے کر 193 ھ تک تقریباً" دس سال امامت کی۔ بنی عباس کا چوتھا خلیفہ ہارون الرشید ہی حضرت امام موسی کاظمؑ کا قاتل ہوا۔ حضرت امام رضاؑ اس زمانے میں مدینہ میں رہتے تھے اور ہمیشہ دشمن کی نظر میں رہے آپ ہارون اور ہارون کے حکام کی طرف سے ہمیشہ تکلیف میں زندگی بسر کرتے رہے۔

بطور نمونہ

جس وقت ہارون رقہ سے مکہ کی طرف عازم ہوا تو ہارون کے چچا عیسیٰ بن جعفر نے اس سے کہا اس قسم کو یاد کرو جو تم نے کھائی تھی یعنی جو بھی موسیٰ بن جعفر کے بعد امامت کا دعویٰ کرے اس کی گردن جدا کرونگا اب اس کا بیٹا اس قسم کا دعوی کرتا ہے ہارون نے غصہ کے ساتھ عیسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا مجھ سے آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا میں سب کو قتل کردوں۔

صفوان بن یحییٰ کہتا ہے حضرت مام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام رضاؑ نے ایک خطبہ پڑھا اور اپنی امامت کو آشکار کیا تو ھم اس امر کے انجام سے ڈرے اور حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ آپ نے اپنی امامت کے واقعہ کو آشکار کر دیا ہے اور ھم ڈرتے ہیں کہ ہارون رشید کہیں آپ کو تکلیف نہ دے۔ امام نے فرمایا وہ جتنی بھی کوشش کرے وہ مجھ پر مسلط نہیں ہوسکتا ہے صفوان کہتا ہے ہمیں ایک تسلی بخش خبر پہنچی کہ جب ہارون کے وزیر یحییٰ بن خالد برمکی نے ہارون سے کہا کہ یہ علیؑ بن موسیٰ بن جعفر اپنے لئے امامت کا دعویٰ کرتا ہے تو ہارون نے اس کے جواب میں کہا جو کچھ اس کے باپ کے ساتھ مخالفت کی سرکوبی کے لئے انجام

نجات دے

من جوان بودم وزنجیر گراں پیرم کرد

گشنه کا هیده و مانده بجا تصویرم

میں جوان تھا زنجیر نے مجھے بوڑھا کردیا میرا جسم گھل گیا اور اب میری جگہ اک تصویر رہ گئی۔

یاز زندان برسان مرگ مرا یا اللہ

یا خلاصم بکن از زیر غل وزنجیرم

یا اللہ یا تو مجھے قید خانے میں موت دے دے یا زنجیروں سے رہائی عطا کردے

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ پر درود کے چند جملے

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ پر درود کے چند جملے ذکر کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُعَذَّبِ فِي قَعْرِ السُّجُوْنِ وَظُلَمِ الْمَطَامِيْرِ ذِي السَّاقِ الْمَرْضُوْضِ بِحَلَقِ الْقُيُوْدِ وَالْجَنَازَةِ الْمُنَادٰى عَلَيْهَا بِذُلِّ الْاِسْتِخْفَافِ وَالْوَارِدِ عَلٰى جَدِّهِ الْمُصْطَفٰى وَاَبِيْهِ الْمُرْتَضٰى وَاُمِّهِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ بِاِرْثٍ مَغْصُوْبٍ وَوِلَاءٍ مَسْلُوْبٍ وَاَمْرٍ مَغْلُوْبٍ وَدَمٍ مَطْلُوْبٍ وَسَمٍّ مَشْرُوْبٍ** خدا یا درود بھیج اس شخص پر کہ جس کی قیدخانے کی گہرائی اور کنوئیں کی تاریکی میں شکنجے میں جکڑے رہنے سے پاؤں کی نازک پنڈلیاں زنجیروں سے زخمی ہوگئیں اور اس کے جنازے پر ندا دینے والا ذلت اور خواری کے ساتھ ندا دیتا تھا وہ بزرگوار کہ جس کی میراث غصب کی گئی اور حق چھینا گیا اور امر مغلوب ہوا اور خون طلب کیا گیا زہر کی حالت میں اپنے جد محمد مصطفیٰ اپنے باپ علی مرتضیٰؑ اور اپنی ماں سیدہ خواتین جنت کے پاس گیا۔ ایک اور روایت میں منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم نے وصیت کی تھی کہ آپ کو انہی زنجیروں کے ساتھ دفن کیا جائے کہ جن زنجیروں میں انہیں قیدخانہ میں شکنجہ دیا گیا تھا۔ یہ وصیت شاید اس لئے کی ہو کہ جس وقت اپنے جد محمد مصطفیٰ یا اپنی ماں فاطمہ زہراءؑ سے ملاقات کریں تو ان سے شکایت کریں کہ مجھے ان زنجیروں کے ساتھ قیدخانے میں تکلیف دی گئی۔

فلک برعترت خیرالبشر لختی مداراکن

نگر برگوشه زندان بغداد و تماشاکن

اے آسمان خیرالبشرکی اولاد پر کچھ رحم کر بغداد کے قید خانے پر نظر ڈال اور اسے دیکھ

ربا از کندوزنجیر جفا سلطان بطحاکن

شکسته بینی اش گر استخوان پامدارا کن

سلطان بطحا اسے زنجیر ظلم سے رہائی دیجئے اور اگر اس کے پیر کی ہڈی ٹوٹی ہوئی آپ دیکھ رہے ہیں تو اس کا مداوا کیجئے۔

از گردش فلک سروسالار سلسله

شد درکمند عشق گر فتار سلسله

گردش فلک کی وجہ سے وہ صاحب منصب جو زنجیر میں باندھنے کی سزا دے سکتا تھا وہ خود کمند عشق کی زنجیر میں گرفتار ہوگیا۔

نبود بزلر یوسف مصری بهائی لو

آں یوسفی که بود خریدلر سلسله

ہزار یوسف کنعان بھی اس کی قیمت نہیں تھے یہ وہ یوسف ہے جو زنجیر کا خود خریدار تھا۔

تادست ویاوگردن اوشدبه زیر غل

رونق گرفت زآنهمه بازار سلسله

اس کے سرپاؤں اور گردن لوہے کے نیچے آگئے ان تمام باتوں کی وجہ سے زنجیر کا بازار بارونق ہوگیا

هرگز گلی ندیده زخار آنچه راکه دید

ان عنصر لطیف زآزار سلسله

کسی پھول نے کانٹے کے ہاتھوں وہ کچھ نہ دیکھا ہوگا جو اس نرم و لطیف جسم نے زنجیر کی تکلیف سے برداشت کیا

آگر زکار سلسله جزکردگار نیست

کان نازنین چه دید زکر دار سلسله

زنجیر کی سختی سے سوائے پروردگار کے اور کوئی واقف نہیں اور یہ کہ اس نازنین نے زنجیر کے ہاتھوں کیا دکھ جھیلا

غمخوار ویار تانفس آخریں نداشت

نگشود دیده جزکه به دیدلر سلسله

اس کا آخر دم تک کوئی یارومدد گار نہ تھا اس نے آنکھ کھولی تو زنجیر ہی دیکھی

جانها فدائی آن تن تنها که از غمش

خون می گریست دیده خو نبار سلسله

اس کے زخمی جسم پر بہت سی جانیں قربان جس کے غم میں زنجیر کی خونبار آنکھیں بھی خون رو رہی ہیں۔

این قصه غصه ای است جهانسوز و جانگداز

کوتاه کن که سلسله دارد سر دراز

یہ قصہ ایک جان کو جلا دینے والا قصہ ہے اسے مختصر کر کہ یہ قصہ بہت طویل ہے

دسویں معصوم

حضرت امام علی رضاؑ کے مصائب کا ذکر۔

ہمارے آٹھویں امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی گیارہ ذیقعدہ 148 ہجری قمری کو مدینہ میں ولادت ہوئی 203 ہجری قمری صفر کے آخر میں 55 سال کی عمر میں بنی عباس کے چوتھے خلیفے مامون کی وساطت سے سنا باد نوقان میں حضرت کو زہر دیا گیا۔ جو آجکل مشہد شہر کے محلوں میں سے ایک محلہ شمار ہوتا ہے جس کی وجہ سے حضرت شہید ہوئے اور حضرت کا مرقد مشہد مقدس میں ہے۔

امام رضاؑ۔ ہارون کے زمانے میں

ہارون الرشید کے زمانے میں حضرت امام رضاؑ نے 183 ھ سے لے کر 193 ھ تک تقریباً" دس سال امامت کی۔ بنی عباس کا چوتھا خلیفہ ہارون الرشید ہی حضرت امام موسی کاظمؑ کا قاتل ہوا۔ حضرت امام رضاؑ اس زمانے میں مدینہ میں رہتے تھے اور ہمیشہ دشمن کی نظر میں رہے آپ ہارون اور ہارون کے حکام کی طرف سے ہمیشہ تکلیف میں زندگی بسر کرتے رہے۔

بطور نمونہ

جس وقت ہارون رقہ سے مکہ کی طرف عازم ہوا تو ہارون کے چچا عیسیٰ بن جعفر نے اس سے کہا اس قسم کو یاد کرو جو تم نے کھائی تھی یعنی جو بھی موسیٰ بن جعفر کے بعد امامت کا دعویٰ کرے اس کی گردن جدا کرونگا اب اس کا بیٹا اس قسم کا دعوی کرتا ہے ہارون نے غصہ کے ساتھ عیسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا مجھ سے آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا میں سب کو قتل کردوں۔

صفوان بن یحییٰ کہتا ہے حضرت مام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام رضاؑ نے ایک خطبہ پڑھا اور اپنی امامت کو آشکار کیا تو ھم اس امر کے انجام سے ڈرے اور حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ آپ نے اپنی امامت کے واقعہ کو آشکار کر دیا ہے اور ھم ڈرتے ہیں کہ ہارون رشید کہیں آپ کو تکلیف نہ دے۔ امام نے فرمایا وہ جتنی بھی کوشش کرے وہ مجھ پر مسلط نہیں ہوسکتا ہے صفوان کہتا ہے ہمیں ایک تسلی بخش خبر پہنچی کہ جب ہارون کے وزیر یحییٰ بن خالد برمکی نے ہارون سے کہا کہ یہ علیؑ بن موسیٰ بن جعفر اپنے لئے امامت کا دعویٰ کرتا ہے تو ہارون نے اس کے جواب میں کہا جو کچھ اس کے باپ کے ساتھ مخالفت کی سرکوبی کے لئے انجام

دیا تھا اس سے ہمارے لئے کوئی نتیجہ نہیں نکلا کیا تم چاہتے ہو کہ میں سب کو قتل کردوں۔ برمکیوں کو ہارون رشید کی حکومت میں بہت زیادہ اثر حاصل تھا اور وہ آل محمدؐ کے دشمن تھے انہیں جب بھی موقع ملتاہارون کو آل محمدؐ کے خلاف برانگیختہ کرتے تھے۔

محمد بن سنان کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کیا کہ آپ نے اپنے والد کے بعد اپنی امامت کا اظہار کیا ہے حالانکہ ہارون کی تلوار سے خون ٹپکتا ہے امام نے جواب میں فرمایا رسولؐ خدا کی ایک بات نے مجھے اس پر جرات دی وہ یہ کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ ابوجہل میرے سر کا ایک بال بھی بیکا کردے تو بے شک گواہی دینا کہ میں پیغمبرؐ نہیں ہوں اور میں بھی آپ سے کہتا ہوں اگر ہارون میرے سر کا ایک بال بھی لے لے تو گواہی دینا کہ میں امام نہیں ہوں۔ ابوصلت هروی کہتا ہے ایک دن حضرت امام رضاؑ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اتنے میں ہارون کا قاصد حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ ابھی ہارون نے آپ کو طلب کیا ہے آپ نے ان کی دعوت کو قبول کیا امام اٹھے اور مجھ سے فرمایا اے ابوصلت اس وقت ہارون نے مجھے کوئی تکلیف دینے کے لئے بلوایا ہے لیکن خدا کی قسم وہ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں دے سکتا۔ مجھے میرے جد سے کچھ دعائیں ملی ہیں میں وہ دعائیں پڑھ کر اس کی تکالیف سے اپنے آپ کو بچاؤں گا میں امام کے ہمراہ ہارون کے پاس گیا۔ جب امام کی نگاہ ہارون پر پڑی تو آپ نے وہی دعا پڑھی جو آپ کے والد محترم نے پڑھی تھی۔ جس وقت امام ہارون کے سامنے کھڑے ہوئے تو ہارون نے حضرت کو دیکھا اور کہا اے ابوالحسن میں نے حکم دیا ہے کہ ایک لاکھ درھم آپ کو دیدیں تاکہ گھر کے اخراجات پورے ہوں اس کے بعد امام ہارون کے پاس سے باہر نکلے تو ہارون امام کو پیچھے سے دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں نے کسی اور چیز کا ارادہ کیا تھا لیکن خدا نے کسی اور چیز کا ارادہ اور خدا کا ارادہ سب سے بہتر ہے ان تاریخی کلمات سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے آٹھویں امام دشمنوں کے زیر نظر تھے لیکن ہارون رشید کو امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت نے سیاسی شکست دے دی تھی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ حضرت امام رضاؑ کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔

حضرت امام رضاؑ مامون کے زمانے میں

تقریباً" 196 ہجری میں ہارون کا فرزند خلافت کی مسند پر بیٹھا اور اکیس سال تک خلافت کرتا رہا مامون ہمارے آٹھویں امام کو مدینہ سے خراسان لے آیا ظاہری طور پر اپنے پاس لاکر لوگوں کے شوروشرابہ کو دبانا چاہتا تھا اور اپنی طرف سے لوگوں کو راضی رکھنا چاہتا تھا اس کی مختصروضاحت یہ ہے کہ عباسیوں کی حکومت آنے کی وجہ سے مامون کا دو طاقتوں کے ساتھ مقابلہ رہا ان میں ایک علوی اور دوسری طاقت ایرانیوں کی تھی اہل نظر کی نظر میں قوی احتمال یہی ہے کہ اسی باعث مامون امام رضا کو خراسان لے آیا اور امام کو ولایت کے عہدہ کو قبول کرنے کے

لئے آمادہ کرنا چاہا تاکہ اس کی وجہ سے علویوں اور کو ایرانیوں کو راضی کرے۔ چونکہ علیؑ کی محبت اور آل محمدؐ کی محبت ان کی زندگی کا سرمایا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ یہ سب لوگ امام کی ولی عہدی سے راضی ہوجائیں گے اس طرح عوام کا شور شرابہ ختم ہوجائے گا لیکن جیسا کہ ہم پڑھیں گے کہ امام کی روش نے مامون کے تمام حیلوں کو بے اثر کردیا اور اکثر لوگوں کو پتہ چل گیا کہ مامون بھی اپنے باپ کی طرح سرکش اور جلاد ہے اس کی پیروی کرنا طاغوت کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔ مامون نے 200 ہجری قمری میں کئی خطوط اور کئی آدمی حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں بھیجے اور حضرت کو یہ تاکید کی کہ خراسان کی دعوت کو قبول کرلیں اس کے بعد حالات کچھ ایسے پیش آئے کہ ہمارے آٹھویں امام نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ مدینہ سے خراسان کی طرف سفر کریں۔ یہاں پر چند روایت اس کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت امام رضاؑ کا مکہ و مدینہ کو الوداع کہنا

جس وقت مامون کے آدمی حضرت کو مدینہ سے خراسان لے جانے کے لئے مدینہ میں آئے حضرت امام رضاؑ مسجد نبوی میں قبر رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوداع کرنے کے لئے تشریف لے گئے بار بار پیغمبر کی قبر کو الوداع کرتے تھے اور باہر تشریف لے آتے تھے پھر دوبارہ واپس لوٹتے تھے اور ہر دفعہ بلند آواز کے ساتھ گریہ کرتے تھے۔

محول سجستانی کہتا ہے میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں گیا اور سلام عرض کیا اور آپ نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے حضرت کو خراسان جانے کی مبارک بادی دی حضرت نے فرمایا میری ملاقات کے لئے آجانا چونکہ میں اپنے جدامجد کے جوار سے نکل رہا ہوں غربت میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا اور ہارون کی قبر کے قریب دفن کیا جاؤں گا میں بھی حضرت کے ساتھ خراسان گیا یہاں تک کہ حضرت اس دنیا سے چلے گئے اور ہارون کی قبر کے قریب سپرد خاک کیے گئے۔

امیہ بن علی کہتا ہے کہ میں نے جس سال حضرت امام رضاؑ کے ساتھ مراسم حج میں شرکت کی اس سال کے بعد حضرت خراسان کی طرف روانہ ہوگئے۔ میں بھی مکہ میں حضرت کے ساتھ تھا اور حضرت کا فرزند امام جوادؑ بھی حضرت کے ساتھ تھا اور اس وقت حضرت جواد کی عمر پانچ سال تھی۔ امام نے خانہ خدا کو الوداع کیا اس کے بعد جب حضرت طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں تشریف لے گئے وہاں پر دو رکعت نماز پڑھی اور فرزند امام حضرت جوادؑ موفق کے کندھے پر تھے کہ جو حضرت کا غلام تھا وہ حضرت جواد کو طواف کرارہا تھا حجر اسماعیل کے نزدیک امام موفق کے کندھے سے نیچے اترے دیر تک وہاں بیٹھے رہے موفق نے کہا میں آپ پر قربان ہوجاؤں اٹھیے تو امام جوادؑ نے فرمایا میں اپنی جگہ سے نہیں اٹھنا چاہتا۔ مگر یہ کہ خدا چاہے اور حضرت کے چہرے سے غم

کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ موفق حضرت امام رضاؑ کے پاس گیا اور کہا میں آپ پر قربان جاؤں حضرت جواد حجر اسمٰعیل کے قریب بیٹھے ہیں اور وہاں سے کھڑے نہیں ہوتے ہیں تو آٹھویں امام اپنے فرزند کے پاس آئے اور فرمایا میرے عزیز اٹھیے حضرت جواد نے عرض کیا میں کس طرح اٹھوں آپ نے خانہ خدا کو اس طرح الوداع کیا ہے کہ دوبارہ آپ نے واپس نہیں لوٹنا ہے حضرت امام رضاؑ نے فرمایا میرے حبیب اٹھیے اس وقت حضرت جواد اٹھے اور حضرت امام رضاؑ کے ساتھ چل پڑے۔

حضرت امام رضاؑ نے مدینے سے نکلتے وقت اپنے خاندان کے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا اب میرے لئے گریہ کرو تاکہ میں تمہارے گریہ کی آواز کو سنوں اس کے بعد بارہ ہزار درھم ان کے درمیان تقسیم کیے اور ان سے فرمایا میں دوبارہ ہرگز اپنی اھل بیتؑ کی طرف نہیں لوٹونگا اس کے بعد اپنے بیٹے جواد کے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو مسجد میں لے گئے اور اس کے ہاتھ کو رسول خداﷺ کی قبر پر رکھا اور اسے قبر مطہر کے ساتھ مس کیا اور رسول خداﷺ کے سپرد کیا اور اس کی حفاظت پیغمبرؐ کی برکت سے خدا سے چاہی یہ حالت دیکھ کر حضرت امام جوادؑ نے آٹھویں امام کو دیکھا اور کہا خدا کی قسم آپ خدا کی طرف جارہے ہیں اس کے بعد ہمارے آٹھویں امام نے تمام کارکنوں اور وکلاء کو حکم دیا کہ حضرت جوادؑ کی اطاعت کریں اور ان کی مخالفت نہ کریں گویا کہ ان کو سمجھا دیا کہ حضرت جوادؑ میرے جانشین ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور میں

مرو شہر، خراسان میں خلافت کا مرکز تھا مامون وہاں پر حکومت کرتا تھا اس نے رجاء بن ضحاک کو ایک جماعت کے ہمراہ آٹھویں امامؑ کو مدینہ سے مرو لانے کے لئے بھیجا اور کہا کہ امام کا گزر ان کے شیعوں کے شہروں سے نہ ہو اس لئے حکم دیا تھا کہ حضرت کو بصرہ سے اھواز وہاں سے فارس اور اس کے بعد خراسان لے آنا نہ کہ کوفہ کے راستے سے بعض روایات میں آیا ہے کہ امام قم کے راستے سے تشریف لائے تھے حضرت امام رضا چلتے ہوئے نیشاپور پہنچے تو بہت زیادہ لوگ حضرت کے استقبال کے لئے آئے جب امام نے مرو کی طرف جانا چاہا تو علماء اھل سنت بھی استقبال کے لئے آئے تاکہ حضرت کی زیارت کریں اس کے بعد انہوں نے حضرت سے خواہش کی کہ اپنے آباء و اجداد سے ایک حدیث نقل کریں تو امام نے حکم دیا کہ پردے کو ہٹا دیں لوگوں کا ہجوم تھا اور شور و شرابہ کررہے تھے امام نے لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم دیا تو لوگ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد فرمایا میرے باپ نے اپنے آباء سے انہوں نے امیرالمومنینؑ سے اس نے پیغمبرؐ سے اس نے جبرئیل سے نقل کیا ہے کہ خدا نے فرمایا **كَلِمَةُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِی فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی اَمِنَ مِنْ عَذَابِی** کلمہ توحید مضبوط قلعہ ہے جو بھی اس میں داخل ہوجائے وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوجائے گا۔ امام نے تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا اس

کے لئے کچھ شروط ہیں **وانا من شروطها** اور امامت کا قبول کرنا من جملہ ان شروط میں سے ہے یہ حدیث سلسلۃ الذھب کے نام سے مشہور ہے اس حدیث کو لکھنے والے بیس ہزار تھے ایک قول کے مطابق چوبیس ہزار تھے۔ اس طرح امام نے مولا علی کے ساتھ لوگوں کی محبت کو خاص حیثیت کا حامل بنا دیا اور کہا کہ محبت علیؑ کے حامل کو صحیح اصولی شیعہ ہونا چاہیے۔

حضرت امام رضاؑ مرو میں اور ولایت کا مسئلہ

اس کے بعد حضرت امام رضاؑ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مرو کی طرف تشریف لے گئے یہاں تک کہ مرو میں داخل ہوئے اس کے بعد مامون حضرت امام رضاؑ کو ایک الگ مکان میں لے گیا اس نے حضرت کا بہت زیادہ احترام کیا اس کے بعد ایک شخص کے ذریعے حضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں خلافت سے الگ ہونا چاہتا ہوں اور اس کو آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں تو امامؑ نے شدت کے ساتھ اس پیشنہاد کو رد کیا مامون نے دوبارہ پیغام بھیجا لیکن امامؑ نے قبول نہ کیا آخر میں مامون نے کہا اب جب کہ آپ خلافت کو قبول نہیں کرتے تو میرے ولی عھد ہونے کو قبول کرلو حضرت نے اس کی ولی عھدی کو بھی قبول نہ کیا آخر میں مامون تھدید آمیز زبان سے بولنے لگا اور کہا کہ جس طرح عمر بن الخطاب نے خلافت کے مشورہ کے لئے چھ آدمیوں کو منتخب کیا تھا کہ ان میں سے ایک تیرا جد امیرالمومنین بھی تھے اور اس نے شرط لگائی تھی کہ جو بھی ان چھ کی مخالفت کرے اس کی گردن جدا کر دو آپ بھی لامحالہ میری اس خواہش کو قبول کرلو ورنہ میرے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس وقت حضرت امام رضاؑ نے فرمایا میں ولی عھدی کو قبول کرتا ہوں لیکن اس کی شرط یہ ہے **لَا آمُرُ وَ لَا اَنْهٰی وَلَا اُفْتِی وَلَا اَقْضِی وَلَا اُوَلِّی وَلَا اَعْزِلُ وَلَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِمَّا هُوَ قَائِمٌ** نہ امر کرونگا نہ نہی، نہ فتویٰ دونگا، نہ حکم دونگا نہ کسی کو کسی کام کا ذمہ دار بناؤں گا نہ میں کسی کو کسی کام سے ہٹاؤنگا۔ جو چیز جس حالت میں ہے اس کو تبدیل نہیں کرونگا مامون نے ان شرائط کو قبول کیا نتیجہ یہ کہ حقیقت میں آٹھویں امامؑ نے ولی عھدی کو قبول نہ کیا صرف مجبوری کی بنا پر ولی عھدی کے نام پر اکتفا کیا امور میں مداخلت کیے بغیر۔

مامون کی نقشہ کشی کا بے اثر ہونا

پہلے بتا چکا ہوں کہ مامون نے اپنی خلافت کے استحکام کے لئے یہ نقشہ کھینچا تھا تاکہ لوگوں کا شور و شرابہ ختم ہو اور لوگوں کا پیوند امام کی نسبت کمزور ہو اس کے ساتھ اور بھی نقشہ کھینچا کہ ظاہری طور پر امام کا احترام کرتا تھا لیکن باطن میں اپنی حکومت کی حفاظت چاہتا تھا لیکن وہ دیکھ رہا تھا کہ مسلسل ایک حربے کے بعد دوسرا حربہ بے

دیا تھا اس سے ہمارے لئے کوئی نتیجہ نہیں نکلا کیا تم چاہتے ہو کہ میں سب کو قتل کردوں۔ برمکیوں کو ہارون رشید کی حکومت میں بہت زیادہ اثر حاصل تھا اور وہ آل محمدؑ کے دشمن تھے انہیں جب بھی موقع ملتا ہارون کو آل محمدؑ کے خلاف برانگیختہ کرتے تھے۔

محمد بن سنان کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کیا کہ آپ نے اپنے والد کے بعد اپنی امامت کا اظہار کیا ہے حالانکہ ہارون کی تلوار سے خون ٹپکتا ہے امام نے جواب میں فرمایا رسولؐ خدا کی ایک بات نے مجھے اس پر جرات دی وہ یہ کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ ابوجہل میرے سر کا ایک بال بھی بیکا کردے تو بے شک گواہی دینا کہ میں پیغمبرؐ نہیں ہوں اور میں بھی آپ سے کہتا ہوں اگر ہارون میرے سر کا ایک بال بھی لے لے تو گواہی دینا کہ میں امام نہیں ہوں۔ ابوصلت ھروی کہتا ہے ایک دن حضرت امام رضاؑ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اتنے میں ہارون کا قاصد حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ ابھی ہارون نے آپ کو طلب کیا ہے آپ نے ان کی دعوت کو قبول کیا امام اٹھے اور مجھ سے فرمایا اے ابوصلت اس وقت ہارون نے مجھے کوئی تکلیف دینے کے لئے بلوایا ہے لیکن خدا کی قسم وہ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں دے سکتا۔ مجھے میرے جد سے کچھ دعائیں ملی ہیں میں وہ دعائیں پڑھ کر اس کی تکالیف سے اپنے آپ کو بچاؤں گا میں امام کے ہمراہ ہارون کے پاس گیا۔ جب امام کی نگاہ ہارون پر پڑی تو آپ نے وہی دعا پڑھی جو آپ کے والد محترم نے پڑھی تھی۔ جس وقت امام ہارون کے سامنے کھڑے ہوئے تو ہارون نے حضرت کو دیکھا اور کہا اے ابوالحسن میں نے حکم دیا ہے کہ ایک لاکھ درھم آپ کو دیدیں تاکہ گھر کے اخراجات پورے ہوں اس کے بعد امام ہارون کے پاس سے باہر نکلے تو ہارون امام کو پیچھے سے دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں نے کسی اور چیز کا ارادہ کیا تھا لیکن خدا نے کسی اور چیز کا ارادہ اور خدا کا ارادہ سب سے بہتر ہے ان تاریخی کلمات سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے آٹھویں امام دشمنوں کے زیر نظر تھے لیکن ہارون رشید کو امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت نے سیاسی شکست دے دی تھی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ حضرت امام رضاؑ کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔

حضرت امام رضاؑ مامون کے زمانے میں

تقریباً" 196 ہجری میں ہارون کا فرزند خلافت کی مسند پر بیٹھا اور اکیس سال تک خلافت کرتا رہا مامون ہمارے آٹھویں امام کو مدینہ سے خراسان لے آیا ظاہری طور پر اپنے پاس لاکر لوگوں کے شوروشرابہ کو دبانا چاہتا تھا اور اپنی طرف سے لوگوں کو راضی رکھنا چاہتا تھا اس کی مختصروضاحت یہ ہے کہ عباسیوں کی حکومت آنے کی وجہ سے مامون کا دو طاقتوں کے ساتھ مقابلہ رہا ان میں ایک علوی اور دوسری طاقت ایرانیوں کی تھی اھل نظر کی نظر میں قوی احتمال یہی ہے کہ اسی باعث مامون امام رضا کو خراسان لے آیا اور امام کو ولایت کے عہدہ کو قبول کرنے کے

لئے آمادہ کرنا چاہا تاکہ اس کی وجہ سے علویوں اور کو ایرانیوں کو راضی کرے۔ چونکہ علیؑ کی محبت اور آل محمدؐ کی محبت ان کی زندگی کا سرمایا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ یہ سب لوگ امام کی ولی عہدی سے راضی ہوجائیں گے اس طرح عوام کا شور شرابہ ختم ہوجائے گا لیکن جیسا کہ ہم پڑھیں گے کہ امام کی روش نے مامون کے تمام حیلوں کو بے اثر کردیا اور اکثر لوگوں کو پتہ چل گیا کہ مامون بھی اپنے باپ کی طرح سرکش اور جلاد ہے اس کی پیروی کرنا طاغوت کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔ مامون نے 200 ہجری قمری میں کئی خطوط اور کئی آدمی حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں بھیجے اور حضرت کو یہ تاکید کی کہ خراسان کی دعوت کو قبول کرلیں اس کے بعد حالات کچھ ایسے پیش آئے کہ ہمارے آٹھویں امام نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ مدینہ سے خراسان کی طرف سفر کریں۔ یہاں پر چند روایت اس کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت امام رضاؑ کا مکہ و مدینہ کو الوداع کہنا

جس وقت مامون کے آدمی حضرت کو مدینہ سے خراسان لے جانے کے لئے مدینہ میں آئے حضرت امام رضاؑ مسجد نبوی میں قبر رسول خداﷺ کو الوداع کرنے کے لئے تشریف لے گئے بار بار پیغمبر کی قبر کو الوداع کرتے تھے اور باہر تشریف لے آتے تھے پھر دوبارہ واپس لوٹتے تھے اور ہر دفعہ بلند آواز کے ساتھ گریہ کرتے تھے۔

محول سجستانی کہتا ہے میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں گیا اور سلام عرض کیا اور آپ نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے حضرت کو خراسان جانے کی مبارک بادی دی حضرت نے فرمایا میری ملاقات کے لئے آجانا چونکہ میں اپنے جدامجد کےؐ جوار سے نکل رہا ہوں غربت میں اس دنیا سے چلا جاؤ نگا اور ہارون کی قبر کے قریب دفن کیا جاؤنگا میں بھی حضرت کے ساتھ خراسان گیا یہاں تک کہ حضرت اس دنیا سے چلے گئے اور ہارون کی قبر کے قریب سپرد خاک کیے گئے۔

امیہ بن علی کہتا ہے کہ میں نے جس سال حضرت امام رضاؑ کے ساتھ مراسم حج میں شرکت کی اس سال کے بعد حضرت خراسان کی طرف روانہ ہوگئے۔ میں بھی مکہ میں حضرت کے ساتھ تھا اور حضرت کا فرزند امام جوادؑ بھی حضرت کے ساتھ تھا اور اس وقت حضرت جواد کی عمر پانچ سال تھی۔ امام نے خانہ خدا کو الوداع کیا اس کے بعد جب حضرت طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں تشریف لے گئے وہاں پر دو رکعت نماز پڑھی اور فرزند امام حضرت جوادؑ موفق کے کندھے پر تھے کہ جو حضرت کا غلام تھا وہ حضرت جواد کو طواف کرارہا تھا حجر اسماعیل کے نزدیک امام موفق کے کندھے سے نیچے اترے دیر تک وہاں بیٹھے رہے موفق نے کہا میں آپ پر قربان ہوجاؤں اُٹھیے تو امام جوادؑ نے فرمایا میں اپنی جگہ سے نہیں اٹھنا چاہتا۔ مگر یہ کہ خدا چاہے اور حضرت کے چہرے سے غم

کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ موفق حضرت امام رضاؑ کے پاس گیا اور کہا میں آپ پر قربان جاؤں حضرت جواد حجر اسمٰعیل کے قریب بیٹھے ہیں اور وہاں سے کھڑے نہیں ہوتے ہیں تو آٹھویں امام اپنے فرزند کے پاس آئے اور فرمایا میرے عزیز اٹھیے حضرت جواد نے عرض کیا میں کس طرح اٹھوں آپ نے خانہ خدا کو اس طرح الوداع کیا ہے کہ دوبارہ آپ نے واپس نہیں لوٹنا ہے حضرت امام رضاؑ نے فرمایا میرے حبیب اٹھیے اس وقت حضرت جواد اٹھے اور حضرت امام رضاؑ کے ساتھ چل پڑے۔

حضرت امام رضاؑ نے مدینے سے نکلتے وقت اپنے خاندان کے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا اب میرے لئے گریہ کرو تاکہ میں تمہارے گریہ کی آواز کو سنوں اس کے بعد بارہ ہزار درھم ان کے درمیان تقسیم کیے اور ان سے فرمایا میں دوبارہ ہرگز اپنی اھل بیتؑ کی طرف نہیں لوٹونگا اس کے بعد اپنے بیٹے جواد کے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو مسجد میں لے گئے اور اس کے ہاتھ کو رسول خداﷺ کی قبر پر رکھا اور اسے قبر مطہر کے ساتھ مس کیا اور رسول خداﷺ کے سپرد کیا اور اس کی حفاظت پیغمبرؐ کی برکت سے خدا سے چاہی یہ حالت دیکھ کر حضرت امام جوادؑ نے آٹھویں امام کو دیکھا اور کہا خدا کی قسم آپ خدا کی طرف جارہے ہیں اس کے بعد ہمارے آٹھویں امام نے تمام کارکنوں اور وکلاء کو حکم دیا کہ حضرت جوادؑ کی اطاعت کریں اور ان کی مخالفت نہ کریں گویا کہ ان کو سمجھا دیا کہ حضرت جوادؑ میرے جانشین ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور میں

مرو شہر، خراسان میں خلافت کا مرکز تھا مامون وہاں پر حکومت کرتا تھا اس نے رجاء بن ضحاک کو ایک جماعت کے ہمراہ آٹھویں امامؑ کو مدینہ سے مرو لانے کے لئے بھیجا اور کہا کہ امام کا گزر ان کے شیعوں کے شہروں سے نہ ہو اس لئے حکم دیا تھا کہ حضرت کو بصرہ سے اھواز وہاں سے فارس اور اس کے بعد خراسان لے آنا نہ کہ کوفہ کے راستے سے بعض روایات میں آیا ہے کہ امام قم کے راستے سے تشریف لائے تھے حضرت امام رضا چلتے ہوئے نیشاپور پہنچے تو بہت زیادہ لوگ حضرت کے استقبال کے لئے آئے جب امام نے مرو کی طرف جانا چاہا تو علماء اھل سنت بھی استقبال کے لئے آئے تاکہ حضرت کی زیارت کریں اس کے بعد انہوں نے حضرت سے خواہش کی کہ اپنے آباء و اجداد سے ایک حدیث نقل کریں تو امام نے حکم دیا کہ پردے کو ہٹا دیں لوگوں کا ہجوم تھا اور شور و شرابہ کررہے تھے امام نے لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم دیا تو لوگ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد فرمایا میرے باپ نے اپنے آباء سے انہوں نے امیرالمومنینؑ سے اس نے پیغمبرؐ سے اس نے جبرئیل سے نقل کیا ہے کہ خدا نے فرمایا **کَلِمَۃُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِی فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی اَمِنَ مِنْ عَذَابِی** کلمہ توحید مضبوط قلعہ ہے جو بھی اس میں داخل ہوجائے وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوجائے گا۔ امام نے تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا اس

کے لئے کچھ شروط ہیں **وانا من شروطھا** اور امامت کا قبول کرنا من جملہ ان شروط میں سے ہے یہ حدیث سلسلۃ الذھب کے نام سے مشہور ہے اس حدیث کو لکھنے والے بیس ہزار تھے ایک قول کے مطابق چوبیس ہزار تھے۔ اس طرح امام نے مولا علی کے ساتھ لوگوں کی محبت کو خاص حیثیت کا حامل بنا دیا اور کہا کہ محبت علیؑ کے حامل کو صحیح اصولی شیعہ ہونا چاہیے۔

حضرت امام رضاؑ مرو میں اور ولایت کا مسئلہ

اس کے بعد حضرت امام رضاؑ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مرو کی طرف تشریف لے گئے یہاں تک کہ مرو میں داخل ہوئے اس کے بعد مامون حضرت امام رضاؑ کو ایک الگ مکان میں لے گیا اس نے حضرت کا بہت زیادہ احترام کیا اس کے بعد ایک شخص کے ذریعے حضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں خلافت سے الگ ہونا چاہتا ہوں اور اس کو آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں تو امامؑ نے شدت کے ساتھ اس پیشنہاد کو رد کیا مامون نے دوبارہ پیغام بھیجا لیکن امامؑ نے قبول نہ کیا آخر میں مامون نے کہا اب جب کہ آپ خلافت کو قبول نہیں کرتے تو میرے ولی عھد ہونے کو قبول کرلو حضرت نے اس کی ولی عھدی کو بھی قبول نہ کیا آخر میں مامون تہدید آمیز زبان سے بولنے لگا اور کہا کہ جس طرح عمر بن الخطاب نے خلافت کے مشورہ کے لئے چھ آدمیوں کو منتخب کیا تھا کہ ان میں سے ایک تیرا جد امیر المومنین بھی تھے اور اس نے شرط لگائی تھی کہ جو بھی ان چھ کی مخالفت کرے اس کی گردن جدا کردو آپ بھی لامحالہ میری اس خواہش کو قبول کرلو ورنہ میرے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس وقت حضرت امام رضاؑ نے فرمایا میں ولی عھدی کو قبول کرتا ہوں لیکن اس کی شرط یہ ہے **لَاآمُرُ وَ لَاانْھٰی وَلَا اُفْتِی وَلَا اَقْضِی وَلَااُوَلِّی وَلَااَعْزِلُ وَلَا اُغَیِّرُ شَیْئًامِمَّاھُوَ قَائِمٌ** نہ امر کرونگا، نہ نہی، نہ فتویٰ دونگا، نہ حکم دونگا نہ کسی کو کسی کام کا ذمہ دار بناؤں گا نہ میں کسی کو کسی کام سے ہٹاؤنگا۔ جو چیز جس حالت میں ہے اس کو تبدیل نہیں کرونگا مامون نے ان شرائط کو قبول کیا نتیجہ یہ کہ حقیقت میں آٹھویں امامؑ نے ولی عھدی کو قبول نہ کیا صرف مجبوری کی بنا پر ولی عھدی کے نام پر اکتفا کیا امور میں مداخلت کیے بغیر۔

مامون کی نقشہ کشی کا بے اثر ہونا

پہلے بتا چکا ہوں کہ مامون نے اپنی خلافت کے استحکام کے لئے یہ نقشہ کھینچا تھا تاکہ لوگوں کا شور و شرابہ ختم ہو اور لوگوں کا پیوند امام کی نسبت کمزور ہو اس کے ساتھ اور بھی نقشہ کھینچا کہ ظاہری طور پر امام کا احترام کرتا تھا لیکن باطن میں اپنی حکومت کی حفاظت چاہتا تھا لیکن وہ دیکھ رہا تھا کہ مسلسل ایک حربے کے بعد دوسرا حربہ بے

اثر ہوجاتا ہے اور نتیجہ اس کا بر عکس ہوجاتا ہے آخر اس دنیا پرست اور بد طینت کو زہر دلاکر شہید کردینے کے علاوہ کوئی صورت نظر نہ آئی۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ شیعہ اور سنی علماء کے درمیان اختلاف پایاجاتا ہے کہ حضرت امام رضاؑ طبیعی موت اس دنیا سے چلے گئے ہیں یا یہ کہ حضرت کو زہر دیاگیا ہے اور اس کی وجہ سے شہادت ہوئی۔ کیا مامون نے حضرت کو زہر دیاتھا یا کسی اور نے اکثر علماء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ مامون نے حضرت کو زہر دے کر شہید کرادیا اور آخر میں یہ کہتے ہیں کہ شقی افراد کو لوگوں کے سامنے موعظہ و نصیحت کرنا اور خصوصاً ان لوگوں کو جو خلافت اور فضل کادعوئ کرتے ہیں یہ وعظ و نصیحت ان کے دل میں کینہ و حسد اور دشمنی کا موجب بنتا ہے اور (ہمارے آٹھویں امام بھی لوگوں کے سامنے مامون کو نصیحت کرتے تھے اس کی وجہ سے مامون کے دل میں کینہ پیدا ہوا جب کہ مامون نے ابتداء میں ولی عہدی کا ایک حیلہ اختیار کیا تاکہ سادات اور علوی خاندان کہ جو اطراف اور اکناف میں رہتے ہیں ان کے شورو شرابہ کو ختم کیا جائے اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا اور اس کی حکومت پائیدار و مضبوط ہوگئی تو پھر جو اس کامقصد تھا اس کو ظاہر کیا یعنی امام رضاؑ کو زہر دلواکر شہید کرادیا۔ **فَالْحَقُّ مَااخْتَارَهُ الصَّدُوْقُ وَالْمُفِيْدُ وَغَيْرُهُمَا مِنْ اَجِلَّةِ اَصْحَابِنَا اَنَّهُ مَضٰى شَهِيْدًا بِسَمِّ الْمَامُوْنِ اللَّعِيْنِ** حق وہی بات ہے کہ جسے مرحوم صدوق، شیخ مفید اور دوسرے برگزیدہ لوگوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہ امام رضا زہر کے اثر سے شہید ہوئے کہ جو مامون نے آنحضرت کو دیا تھا۔

حضرت امام رضاؑ کی شہادت

حضرت امام رضاؑ کی شہادت کا واقعہ مختلف طریقوں سے ذکر کیا گیا ہے

1- روایت میں ہے کہ عبداللہ بن بشیر نے کہا کہ مامون نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے ناخن بڑھا دوں اور یہ کام میں اپنے لیے معمول بنالوں اور ناخن بڑھانے کے واقعہ کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کروں۔ میں نے اس کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا ایک دن اس نے مجھے طلب کیا اور مجھے کوئی چیز دے دی کہ جو ہندی کھجور کی مانند دکھائی دیتی تھی اور مجھ سے کہاکہ اس کو اپنے ہاتھوں سے ملو میں نے ایسا ہی کیااس کے بعد وہاں سے اٹھااور مجھے اسی حالت میں چھوڑکر چلاگیا اور حضرت امام رضاؑ کے پاس جاکر کہاکہ آپ کی حالت کیسی ہے امام نے فرمایاکہ ٹھیک ہونے کی امید ہے۔ مامون نے کہاکہ میں بھی آج الحمد اللہ ٹھیک ہوگیا ہوں اور کہا کیاآج کوئی غلام اور خدمت گار آپ کی خدمت میں آیا، امام نے فرمایا نہیں مامون غضبناک ہوا اور اپنے غلاموں سے کہاکہ حضرت کی خدمت کے لیے کیوں نہیں گئے ہو عبداللہ ابن بشیر کہتاہے کہ اس وقت اس نے مجھے کہاکہ ہمارے لیے انار لے آؤ میں چند انار لے آیامامون نے کہا ان کو اپنے ہاتھوں سے نچوڑو میں نے نچوڑ دیا مامون نے اس انار کے پانی کو ہاتھوں سے پلایا اور پانی حضرت کی موت کا سبب بنا اس کا نچوڑا ہو پانی پینے کے بعد حضرت دو دنوں سے زیادہ

زندہ نہیں رہے اباصلت ہروی کہتا ہے کہ جب مامون حضرت امام رضاؑ کے حضور سے باہر نکلا تو میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایاکہ یااباصلت قد فعلوھا اے اباصلت انہوں نے اپنا کام سرانجام دے دیا ہے اس حالت میں بھی حضرت کی زبان پر خدا کی وحدانیت اور خدا کی تعریف جاری تھی۔ (1- حاشیہ ترجمہ ارشاد مفید۔ ج 2 - ص 261)

2- ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت انگور پسند کرتے تھے کچھ انگور حضرتؑ کے لیے لائے گئے اور ان انگوروں کے کچھ دانے سوئی دھاگے کے ذریعے سے زہر آلود کیے گئے تھے اور حضرت نے بیماری کی حالت میں چند دانے تناول فرمائے اور وہی انگور شہادت کا سبب بنے۔

3- علی بن حسین کاتب سے روایت ہے کہ حضرت امام رضاؑ تپ کی وجہ سے بستر پر تھے حضرت نے فصد کا ارداہ کیا۔ تاکہ بدن میں خون کم ہو مامون نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ایک غلام کو حکم دیاکہ وہ اپنے ناخن نہ کاٹے جب ناخن بڑے ہوگئے تو اس کے ناخن میں زہر کو بھر دیا اور کہاکہ اپنے ہاتھوں کو نہ دھونا اور یہ بات کسی کو نہ بتانا اور مامون خود حضرت کی عیادت کے لیے چلاگیا حضرت کے پاس جاکر بیٹھ گیا یہاں تک کہ حضرت کا فصد تمام ہوا تو اس نے اپنے غلام کو کہاکہ جاؤ اور حضرتؑ کے باغ سے انار توڑکر لاؤ، وہ گیا اور انار لے آیا تو مامون نے کہا اس کا پانی نکالو، اس نے پانی نکال کر دیا۔ مامون نے اس پانی کو امام کے سامنے رکھ دیا اور کہا اسے نوش فرمایئے امام نے فرمایاکہ میں تیرے بعد پی لونگا تو مامون نے بہت اصرار کیا اور خدا کی قسم دے کر کہاکہ میرے سامنے پیجیے۔ حضرتؑ نے تھوڑاسا انار کا پانی پیا تو مامون چلاگیا۔ ابھی تک ہم نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ ہم نے دیکھاکہ حضرت کی حالت متغیر ہو گئی اور حضرت شدت درد کی وجہ سے پانچ دفعہ کمرے سے باہر تشریف لے گئے اور پھر اندر تشریف لائے اور تکلیف بڑھتی گئی یہاں تک کہ صبح کو حضرت کی شہادت ہوئی۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت کو بیماری کی حالت میں زہر دیا گیا واقعاً عجیب قسم کی مہمان نوازی تھی۔ سبط حسن جوزی تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ حمام میں تشریف لے گئے جب باہر آئے تو حضرت کو زہر آلود انگوروں کا ایک طبق پیش کیاگیا جن میں زہر سوئی کے ساتھ داخل کیاگیا تھا امام نے ان انگوروں میں سے کچھ انگور تناول فرمائے اور وہی انگور حضرت کی وفات کا سبب بنے۔ (2 حاشیہ عیون اخبار الرضا ج 2 ص 240) = 4

یاسر خادم کہتا ہے کہ جب حضرت امام رضا کی وفات کے دن قریب آئے تو حضرت بہت زیادہ کمزور تھے اور حضرت نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد مجھ سے فرمایاکہ کیا غلام اور خدمت کرنے والے کھانا کھا چکے ہیں میں نے کہا آقا جان آپ جب اس حالت میں ہیں تو کون کھانا کھاتا ہے یہ سن کر حضرت اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایاکہ دسترخوان لے آؤ جب دسترخوان لگ گیا تو حضرت کے حکم سے غلام بھی دسترخوان کے قریب بیٹھ گئے اور حضرت خود بھی دسترخوان کے پاس بیٹھ گئے اور ایک ایک سے حال پوچھتے تھے اس کے بعد حضرت کے حکم سے

مستورات کے لئے بھی کھانا لایا گیا ان کے کھانا کھانے کے بعد حضرت بے ہوش ہوگئے اور ضعف حضرت پر غالب آگیا حاضرین کی فریاد بلند ہوئی اور مامون بھی ظاہری طور پر روتا تھا اور افسوس کا اظہار کرتا تھا۔ وہ حضرت کے سرہانے کی طرف تھا کہ حضرت ہوش میں آئے حضرت نے مامون سے فرمایا (میرے فرزند محمد تقی) ابو جعفر سے اچھا رویہ اختیار کرنا پھر اسی دن رات کا ایک حصہ گزرنے کے بعد حضرت کی رحلت ہوئی۔

ابوصلت کی روایت اور امام جواد کا حاضر ہونا

ایک دوسری روایت میں ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ نے ابوصلت سے فرمایا میں کل اس فاجر (مامون) کے پاس جاؤں گا اگر میں سربرہنہ باہر نکلا تو مجھ سے بات کرنا میں آپ کی بات کا جواب دوں گا اگر سر پر کوئی چیز ڈھانپ کر باہر نکلوں تو پھر مجھ سے بات نہ کرنا۔ ابوصلت کہتا ہے جب دوسرا دن ہوا تو امام نے اپنے بیرونی لباس کو پہنا اور محراب عبادت میں بیٹھ گئے اور انتظار میں تھے کہ اچانک مامون کا غلام آگیا اور امام سے کہا امیر نے آپ کو طلب کیا ہے آپ اس کی بات کو مان لیں امام نے عبا اور کفش کو پہن کر کھڑے ہوگئے اور مامون کے گھر تشریف لے گئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا یہاں تک کہ امام مامون کے پاس پہنچے میں نے دیکھا کہ مامون کے سامنے کچھ انگور اور میوے پڑے ہوئے تھے اور مامون کے ہاتھ میں انگوروں کا خوشہ تھا جس میں سے کچھ انگور اس نے کھا لیے تھے اور کچھ انگور رہ گئے تھے اتنے میں مامون نے حضرت امام رضا کو دیکھا تو احترام کے لئے کھڑا ہوگیا اور حضرت کے ساتھ معانقہ کیا اور حضرت کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر جو انگور کا خوشہ مامون کے ہاتھ میں تھا اس کو حضرت کے ہاتھ میں دیا اور آنحضرت سے فرمایا اے فرزند رسول خدا! میں نے اس انگور سے بہتر انگور کبھی نہیں دیکھا اس کو کھالیں امام نے فرمایا جو انگور بہشت میں ہیں، ان انگوروں سے بہتر ہیں مامون نے کہا یہ انگور آپ ضرور کھالیں امام نے کھانے سے معذرت کی لیکن مامون نے کہا ضرور کھانے پڑیں گے۔ جو آپ نہیں کھاتے ہیں گویا ہمیں متہم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ جو خلوص میرا آپ کے ساتھ ہے اس کو تو آپ دیکھ رہے ہیں مامون نے اس انگور کے خوشہ کو لے کر وہاں سے چند دانے (کہ جن کے بارے میں اس کو علم تھا کہ ان کو زہر نہیں لگایا گیا) کو کھالیا دوبارہ اس خوشہ کو امام کے ہاتھ میں دیا اور اصرار کیا کہ کھالیں امام نے تین دانے اس انگور سے لے کر کھالیے تھوڑی دیر کے بعد حضرت کا رنگ متغیر ہوا حضرت نے اس انگور کے خوشہ کو رکھ دیا اور جانے کے لیے اسی وقت کھڑے ہوگئے۔ مامون نے کہا کہ آپ کہاں جارہے ہیں امام نے فرمایا اِلٰی حَیْثُ وَجَّهْتَنِی وہاں جہاں تم نے بھیجا امام نے اپنا سر ڈھانپ رکھا تھا یعنی عباء (کو سر پر ڈالا ہوا تھا) آپ باہر تشریف لائے تو امام کے حکم کے مطابق میں نے حضرت سے بات نہ کی یہاں تک کہ آپ

گھر میں داخل ہوگئے اور مجھے فرمایا دروازے کو بند کرو میں نے دروازہ بند کردیا۔ اس کے بعد حضرت اپنے بستر پر لیٹ گئے اور میں گھر کے صحن میں غمگین ہو کر کھڑا تھا۔

کہ اتنے میں ایک نورانی چہرے اور گھنگریالے بالوں والے جوان کو دیکھا جو امام رضاؑ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا اور پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں دروازہ تو بند تھا اس جوان نے فرمایا کہ جس خدا نے مجھے مدینہ سے یہاں پہنچایا ہے اسی نے اس گھر میں داخل کیا ہے کہ جس کا دروازہ بند ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا **اَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَيْکَ يَا اَبَا صَلْتٍ** اے ابوصلت میں تمہارے اوپر خدا کی حجت ہوں۔ میں محمد بن علی ہوں اس کے بعد وہ اپنے والد بزرگوار کے پاس تشریف لے گئے کمرے میں داخل ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی اندر آجاؤ جس وقت حضرت امام رضاؑ نے ان کو دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھے اور استقبال کیا اور اپنے ہاتھوں کو جوان کی گردن میں ڈالا اس کو اپنے سینے سے لگالیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کو اپنے بستر پر لے گئے اور امام جواد نے اپنے آپ کو اپنے پدر بزرگوار پر ڈال دیا اور باپ کے بوسے لیتے تھے اسی حالت میں امام رضا نے اپنے فرزند سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔ لیکن مجھے پتہ نہیں چلا کہ حضرت نے کیا فرمایا اس حالت میں ہمارے آٹھویں امام اپنے فرزند کی آغوش میں دنیا سے چلے گئے۔

اباصلت کہتا ہے کہ امام جواد نے مجھ سے فرمایا اٹھو اور سامنے والے کمرے میں چلے آؤ اور وہاں سے تخت اور پانی لے آؤ میں نے عرض کیا وہاں پر تخت اور پانی نہیں ہے فرمایا جو کچھ میں نے کہا اس پر عمل کرو وہاں پانی اور تخت پڑا ہوگا۔ اس کو لے آؤ۔ میں جب گیا تو واقعاً وہاں یہ سامان پڑا تھا میں وہ سامان لے آیا۔ اور ارادہ کیا کہ حضرت کے جنازے کو غسل دوں امام جواد نے مجھ سے فرمایا آپ یہاں سے چلے جائیں یہاں ایسے لوگ ہیں جو ہماری مدد کریں گے۔ آپ نے آنحضرت کو غسل دیا اس کے بعد مجھ سے فرمایا جاکر اسی کمرے سے کفن اور حنوط لے آؤ میں چلا گیا وہاں ایک ٹوکری کو دیکھا کہ جس میں کفن اور حنوط تھا اس کو امام کے پاس لے آیا حضرت نے اس حنوط اور کفن کے ساتھ امام کے جنازہ کو حنوط اور کفن دیا اس کے بعد حضرت پر نماز پڑھی اور فرمایا تابوت لے آؤ میں نے عرض کیا کہ نجار کے پاس سے جا کر ٹھیک کرا کے لے آؤں؟ تو حضرت نے فرمایا اسی کمرے میں تابوت پڑا ہے اس کو لے آؤ۔ میں گیا جب کہ وہاں پر پہلے تابوت نہیں تھا وہاں پر ایک تابوت کو دیکھا اس کو لے آیا اور امام جواد نے جنازہ کو تابوت کے اندر رکھا۔ اس کے بعد مامون اور اس کے غلام آگئے اور روتے ہوئے اور افسوس کا اظہار کرنے لگے۔

بروز گار چو عمر پدر بسر آمد
خوش است گرپسری برسرپدر آید

دنیا میں جب باپ کی عمر تمام ہوتی ہے تو پھر اچھا لگتا ہے کہ اس کا بیٹا باپ کے پاس ہو۔

اثر ہوجاتا ہے اور نتیجہ اس کا بر عکس ہوجاتا ہے آخر اس دنیا پرست اور بد طینت کو زہر دلاکر شہید کردینے کے علاوہ کوئی صورت نظر نہ آئی۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ شیعہ اور سنی علماء کے درمیان اختلاف پایاجاتا ہے کہ حضرت امام رضاؑ طبیعی موت اس دنیا سے چلے گئے ہیں یا یہ کہ حضرت کو زہر دیاگیا ہے اور اس کی وجہ سے شہادت ہوئی۔ کیا مامون نے حضرت کو زہر دیاتھا یا کسی اور نے اکثر علماء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ مامون نے حضرت کو زہر دے کر شہید کرادیا اور آخر میں یہ کہتے ہیں کہ شقی افراد کو لوگوں کے سامنے موعظہ و نصیحت کرنا اور خصوصا" ان لوگوں کو جو خلافت اور فضل کادعویٰ کرتے ہیں یہ وعظ و نصیحت ان کے دل میں کینہ و حسد اور دشمنی کا موجب بنتا ہے اور (ہمارے آٹھویں امام بھی لوگوں کے سامنے مامون کو نصیحت کرتے تھے اس کی وجہ سے مامون کے دل میں کینہ پیدا ہوا جب کہ مامون نے ابتداء میں ولی عہدی کا ایک حیلہ اختیار کیا تاکہ سادات اور علوی خاندان کہ جو اطراف اوراکناف میں رہتے ہیں ان کے شورو شرابہ کو ختم کیا جائے اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا اور اس کی حکومت پائیدار و مضبوط ہوگئی تو پھر جو اس کامقصد تھا اس کو ظاہر کیا یعنی امام رضاؑ کو زہر دلواکر شہید کرادیا۔ **فَالْحَقُّ مَااخْتَارَهُ الصَّدُوْقُ وَالْمُفِيْدُ وَغَيْرُهُمَا مِن أَجِلَّةِ أَصْحَابِنَا اِنَّهُ مَضٰى شَهِيْدًا بِسَمِّ الْمَامُوْنِ اللَّعِيْنِ** حق وہی بات ہے کہ جسے مرحوم صدوق، شیخ مفید اور دوسرے برگزیدہ لوگوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہ امام رضا زہر کے اثر سے شہید ہوئے کہ جو مامون نے آنحضرت کو دیا تھا۔

حضرت امام رضاؑ کی شہادت

حضرت امام رضاؑ کی شہادت کا واقعہ مختلف طریقوں سے ذکر کیاگیا ہے

1- روایت میں ہے کہ عبداللہ بن بشیر نے کہا کہ مامون نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے ناخن بڑھا دوں اور یہ کام میں اپنے لیے معمول بنالوں اور ناخن بڑھانے کے واقعہ کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کروں۔ میں نے اس کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا ایک دن اس نے مجھے طلب کیا اور مجھے کوئی چیز دے دی کہ جو ہندی کھجور کی مانند دکھائی دیتی تھی اور مجھ سے کہا کہ اس کو اپنے ہاتھوں سے ملو میں نے ایسا ہی کیااس کے بعد وہاں سے اٹھااور مجھے اسی حالت میں چھوڑکر چلاگیا اور حضرت امام رضاؑ کے پاس جاکر کہا کہ آپ کی حالت کیسی ہے امام نے فرمایاکہ ٹھیک ہونے کی امید ہے۔ مامون نے کہا کہ میں بھی آج الحمد اللہ ٹھیک ہو گیا ہوں اور کہا کیاآج کوئی غلام اور خدمت گار آپ کی خدمت میں آیا، امام نے فرمایا نہیں مامون غضبناک ہوا اور اپنے غلاموں سے کہا کہ حضرت کی خدمت کے لیے کیوں نہیں گئے ہو عبداللہ ابن بشیر کہتاہے کہ اس وقت اس نے مجھے کہا کہ ہمارے لیے انار لے آؤ میں چند انار لے آیامامون نے کہا ان کو اپنے ہاتھوں سے نچوڑو میں نے نچوڑ دیا مامون نے اس انار کے پانی کو ہاتھوں سے پلایا اور پانی حضرت کی موت کا سبب بنا اس کا نچوڑا ہو پانی پینے کے بعد حضرت دو دنوں سے زیادہ

زندہ نہیں رہے اباصلت ہروی کہتا ہے کہ جب مامون حضرت امام رضاؑ کے حضور سے باہر نکلا تو میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا کہ یااباصلت قد فعلوھا اے اباصلت انہوں نے اپنا کام سرانجام دے دیا ہے اس حالت میں بھی حضرت کی زبان پر خدا کی وحدانیت اور خدا کی تعریف جاری تھی۔ (1- حاشیہ ترجمہ ارشاد مفید۔ ج 2 - ص 261)

2- ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت انگور پسند کرتے تھے کچھ انگور حضرتؑ کے لیے لائے گئے اور ان انگوروں کے کچھ دانے سوئی دھاگے کے ذریعے سے زہر آلود کیے گئے تھے اور حضرت نے بیماری کی حالت میں چند دانے تناول فرمائے اور وہی انگور شہادت کا سبب بنے۔

3- علی بن حسین کاتب سے روایت ہے کہ حضرت امام رضاؑ تپ کی وجہ سے بستر پر تھے حضرت نے فصد کا ارداہ کیا۔ تاکہ بدن میں خون کم ہو مامون نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے ناخن نہ کاٹے جب ناخن بڑے ہوگئے تو اس کے ناخن میں زہر کو بھردیا اور کہا کہ اپنے ہاتھوں کو نہ دھونا اور یہ بات کسی کو نہ بتانا اور مامون خود حضرت کی عیادت کے لیے چلاگیا حضرت کے پاس جاکر بیٹھ گیا یہاں تک کہ حضرت کا فصد تمام ہوا تو اس نے اپنے غلام کو کہا کہ جاؤ اور حضرتؑ کے باغ سے انار توڑ کر لاؤ، وہ گیا اور انار لے آیا تو مامون نے کہا اس کا پانی نکالو، اس نے پانی نکال کر دیا۔ مامون نے اس پانی کو امام کے سامنے رکھ دیا اور کہا اسے نوش فرمایئے امام نے فرمایاکہ میں تیرے بعد پی لونگا تو مامون نے بہت اصرار کیا اور خدا کی قسم دے کر کہاکہ میرے سامنے پیجئے۔ حضرتؑ نے تھوڑاسا انار کا پانی پیا تو مامون چلا گیا۔ ابھی تک ہم نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ ہم نے دیکھاکہ حضرت کی حالت متغیر ہو گئی اور حضرت شدت درد کی وجہ سے پانچ دفعہ کمرے سے باہر تشریف لے گئے اور پھر اندر تشریف لائے اور تکلیف بڑھتی گئی یہاں تک کہ صبح کو حضرت کی شہادت ہوئی۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت کو بیماری کی حالت میں زہر دیا گیا واقعا" عجیب قسم کی مہمان نوازی تھی۔ سبط حسن جوزی تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ حمام میں تشریف لے گئے جب باہر آئے تو حضرت کو زہر آلود انگوروں کا ایک طبق پیش کیاگیا جن میں زہر سوئی کے ساتھ داخل کیاگیا تھا امام نے ان انگوروں میں سے کچھ انگور تناول فرمائے اور وہی انگور حضرت کی وفات کا سبب بنے۔ (2 حاشیہ عیون اخبار الرضاج 2 ص 240) = 4 یاسر خادم کہتا ہے کہ جب حضرت امام رضا کی وفات کے دن قریب آئے تو حضرت بہت زیادہ کمزور تھے اور حضرت نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد مجھ سے فرمایاکہ کیا غلام اور خدمت کرنے والے کھانا کھا چکے ہیں میں نے کہا آقا جان آپ جب اس حالت میں ہیں تو کون کھانا کھاتا ہے یہ سن کر حضرت اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایاکہ دسترخوان لے آؤ جب دسترخوان لگ گیا تو حضرت کے حکم سے غلام بھی دسترخوان کے قریب بیٹھ گئے اور حضرت خود بھی دسترخوان کے پاس بیٹھ گئے اور ایک ایک سے حال پوچھتے تھے اس کے بعد حضرت کے حکم سے

مستورات کے لئے بھی کھانا لایا گیا ان کے کھانا کھانے کے بعد حضرت بے ہوش ہوگئے اور ضعف حضرت پر غالب آگیا حاضرین کی فریاد بلند ہوئی اور مامون بھی ظاہری طور پر روتا تھا اور افسوس کا اظہار کرتا تھا۔ وہ حضرت کے سرہانے کی طرف تھا کہ حضرت ہوش میں آئے حضرت نے مامون سے فرمایا (میرے فرزند محمد تقی) ابو جعفر سے اچھا رویہ اختیار کرنا پھر اسی دن رات کا ایک حصہ گزرنے کے بعد حضرت کی رحلت ہوئی۔

ابوصلت کی روایت اور امام جواد کا حاضر ہونا

ایک دوسری روایت میں ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ نے ابوصلت سے فرمایا میں کل اس فاجر (مامون) کے پاس جاؤ نگا اگر میں سربرہنہ باہر نکلا تو مجھ سے بات کرنا میں آپ کی بات کا جواب دونگا اگر سر پر کوئی چیز ڈھانپ کر باہر نکلوں تو پھر مجھ سے بات نہ کرنا۔ ابوصلت کہتا ہے جب دوسرا دن ہوا تو امام نے اپنے بیرونی لباس کو پہنا اور محراب عبادت میں بیٹھ گئے اور انتظار میں تھے کہ اچانک مامون کا غلام آگیا اور امام سے کہا امیر نے آپ کو طلب کیا ہے آپ اس کی بات کو مان لیں امام نے عبا اور کفش کو پہن کر کھڑے ہوگئے اور مامون کے گھر تشریف لے گئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا یہاں تک کہ امام مامون کے پاس پہنچے میں نے دیکھا کہ مامون کے سامنے کچھ انگور اور میوے پڑے ہوئے تھے اور مامون کے ہاتھ میں انگوروں کا خوشہ تھا جس میں سے کچھ انگور اس نے کھا لیے تھے اور کچھ انگور رہ گئے تھے اتنے میں مامون نے حضرت امام رضا کو دیکھا تو احترام کے لئے کھڑا ہوگیا اور حضرت کے ساتھ معانقہ کیا اور حضرت کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر جو انگور کا خوشہ مامون کے ہاتھ میں تھا اس کو حضرت کے ہاتھ میں دیا اور آنحضرت سے فرمایا اے فرزند رسول خدا! میں نے اس انگور سے بہتر انگور کبھی نہیں دیکھا اس کو کھالیں امام نے فرمایا جو انگور بہشت میں ہیں، ان انگوروں سے بہتر ہیں مامون نے کہا یہ انگور آپ ضرور کھالیں امام نے کھانے سے معذرت کی لیکن مامون نے کہا ضرور کھانے پڑیں گے۔ جو آپ نہیں کھاتے ہیں گویا ہمیں متہم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ جو خلوص میرا آپ کے ساتھ ہے اس کو تو آپ دیکھ رہے ہیں مامون نے اس انگور کے خوشہ کو لے کر وہاں سے چند دانے (کہ جن کے بارے میں اس کو علم تھا کہ ان کو زہر نہیں لگایا گیا) کو کھالیا دوبارہ اس خوشہ کو امام کے ہاتھ میں دیا اور اصرار کیا کہ کھالیں امام نے تین دانے اس انگور سے لے کر کھالیے تھوڑی دیر کے بعد حضرت کا رنگ متغیر ہوا حضرت نے اس انگور کے خوشہ کو رکھ دیا اور جانے کے لیے اسی وقت کھڑے ہوگئے۔ مامون نے کہا کہ آپ کہاں جارہے ہیں امام نے فرمایا اِلٰی حَیْثُ وَجَّهْتَنِی وہاں جہاں تم نے بھیجا امام نے اپنا سر ڈھانپ رکھا تھا یعنی عباء (کو سر پر ڈالا ہوا تھا) آپ باہر تشریف لائے تو امام کے حکم کے مطابق میں نے حضرت سے بات نہ کی یہاں تک کہ آپ

گھر میں داخل ہوگئے اور مجھے فرمایا دروازے کو بند کرو میں نے دروازہ بند کردیا۔ اس کے بعد حضرت اپنے بستر پر لیٹ گئے اور میں گھر کے صحن میں غمگین ہو کر کھڑا تھا۔

کہ اتنے میں ایک نورانی چہرے اور گھنگریالے بالوں والے جوان کو دیکھا جو امام رضاؑ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا اور پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں دروازہ تو بند تھا اس جوان نے فرمایا کہ جس خدا نے مجھے مدینہ سے یہاں پہنچایا ہے اسی نے اس گھر میں داخل کیا ہے کہ جس کا دروازہ بند ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا **اَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَیْکَ یَا اَبَا صَلْتٍ** اے ابوصلت میں تمہارے اوپر خدا کی حجت ہوں۔ میں محمد بن علی ہوں اس کے بعد وہ اپنے والد بزرگوار کے پاس تشریف لے گئے کمرے میں داخل ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی اندر آجاؤ جس وقت حضرت امام رضاؑ نے ان کو دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھے اور استقبال کیا اور اپنے ہاتھوں کو جوان کی گردن میں ڈالا اس کو اپنے سینے سے لگالیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کو اپنے بستر پر لے گئے اور امام جواد نے اپنے آپ کو اپنے پدر بزرگوار پر ڈال دیا اور باپ کے بوسے لیتے تھے اسی حالت میں امام رضا نے اپنے فرزند سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔ لیکن مجھے پتہ نہیں چلا کہ حضرت نے کیا فرمایا اس حالت میں ہمارے آٹھویں امام اپنے فرزند کی آغوش میں دنیا سے چلے گئے۔

اباصلت کہتا ہے کہ امام جواد نے مجھ سے فرمایا اٹھو اور سامنے والے کمرے میں چلے آؤ اور وہاں سے تخت اور پانی لے آؤ میں نے عرض کیا وہاں پر تخت اور پانی نہیں ہے فرمایا جو کچھ میں نے کہا اس پر عمل کرو وہاں پانی اور تخت پڑا ہوگا۔ اس کو لے آؤ۔ میں جب گیا تو واقعا" وہاں یہ سامان پڑا تھا میں وہ سامان لے آیا۔ اور ارادہ کیا کہ حضرت کے جنازے کو غسل دوں امام جواد نے مجھ سے فرمایا آپ یہاں سے چلے جائیں یہاں ایسے لوگ ہیں جو ہماری مدد کریں گے۔ آپ نے آنحضرت کو غسل دیا اس کے بعد مجھ سے فرمایا جاکر اسی کمرے سے کفن اور حنوط لے آؤ میں چلا گیا وہاں ایک ٹوکری کو دیکھا کہ جس میں کفن اور حنوط تھا اس کو امام کے پاس لے آیا حضرت نے اس حنوط اور کفن کے ساتھ امام کے جنازہ کو حنوط اور کفن دیا اس کے بعد حضرت پر نماز پڑھی اور فرمایا تابوت لے آؤ میں نے عرض کیا کہ نجار کے پاس سے جاکر ٹھیک کرا کے لے آؤں؟ تو حضرت نے فرمایا اسی کمرے میں تابوت پڑا ہے اس کو لے آؤ۔ میں گیا جب کہ وہاں پر پہلے تابوت نہیں تھا وہاں پر ایک تابوت کو دیکھا اس کو لے آیا اور امام جواد نے جنازہ کو تابوت کے اندر رکھا۔ اس کے بعد مامون اور اس کے غلام آگئے اور روتے ہوئے اور افسوس کا اظہار کرنے لگے۔

بروز گار چو عمر پدر بسر آمد
خوش است گر پسری برسر پدر آید

دنیا میں جب باپ کی عمر تمام ہوتی ہے تو پھر اچھا لگتا ہے کہ اس کا بیٹا باپ کے پاس ہو۔

ولے چسان گذرد در زمانه برپدری

که روز مرگ پدر برسر پدر پسر آید

لیکن اس باپ پر کیا بیتی ہوگی کہ جب باپ کی موت کے وقت بیٹا باپ کے سرہانے آیا۔

کنم چویاد حسین وقت مرگ آکبراو

ہزار ناله جانسوزم ازجگر آید

جب میں وقت مرگ علی اکبر امام حسین کی حالت کو یاد کرتا ہوں۔ تو میرے جگر سے ہزاروں جگر سوزنالے بلند ہوتے ہیں۔

یہاں اس نکتہ کی طرف بھی توجہ دیں کہ حضرت امام رضا نے مدینہ میں اپنی اولاد سے الودع کرتے وقت فرمایا تھا کہ اب میرے لئے گریہ کرلو میں دوبارہ اس سفر سے واپس نہیں لوٹوں گا۔ لیکن امام حسین نے اھل حرم سے فرمایا تھا اسکتن فان البکاء امامکن اب خاموش ہو جاؤ تمہارا رونا اب آگے ہے اور حضرت سکینہ سے فرمایا کہ جب تک میری جان میرے بدن میں ہے رونے کے ساتھ میرے دل کو نہ جلاؤ جب شہید ہوجاؤں تو ہر ایک سے زیادہ میرے نزدیک آنا میری لاش کے قریب آجانا اور مجھ پر رونا۔ امام حسینؑ کی اس وصیت کی علت یہ تھی کہ حضرت جانتے تھے کہ میری شہادت کے بعد جا نگداز مصائب درپیش ہونگے۔ اس لیے اپنے آنسوؤں کو ان لامحالہ مصائب کے لئے ذخیرہ کرلیں۔ حضرت امام رضا کے جنازہ کو رات کے وقت غربت کی حالت میں دفن کیا گیا مامون نے آپ کی موت کو ایک دن اور ایک رات چھپائے رکھا اس کے بعد آپ کے چچا محمد بن جعفر اور ابوطالب کے خاندان کو جو خراسان میں رہتا تھا کسی کے ذریعے بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو حضرت کی وفات کے بارے میں انہیں بتایا۔ ظاہری طور پر مامون رو رہا تھا اور بے تابی کا اظہار کرتا تھا اور حضرت کے جنازہ کو دکھاتا تھا کہ صحیح سالم ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ اکٹھے ہوگئے۔ رونے اور فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لوگ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے حضرت کو مامون کے حیلہ سے شہید کیا گیا ہے۔ مامون نے خطرے کا احساس کیا تو محمد بن جعفر جو حضرت کے چچا تھے ان سے کہا کہ لوگوں سے کہیں کہ حضرت کے جنازہ کی تشییع آج نہیں ہوگی محمد بن جعفر نے مامون کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا لوگ وہاں سے منتشر ہوگئے اور حضرت کو رات کے وقت تشییع کے بغیر غربت کی حالت میں سپرد خاک کردیا گیا۔مامون نے حکم دیا کہ آپ کے باپ کی قبر کے نزدیک مولا کی قبر بنائی جائے اس کے بعد حاضرین سے کہا کہ اس جنازہ کے صاحب نے مجھے خبردی ہے کہ جہاں آپ میرے لیے قبر کھودیں گے وہاں پر پانی اور مچھلیاں ظاہر ہونگی اب ذرا اور زیادہ قبر کو کھودو جب اور زیادہ کھودا گیا تو وہاں سے پانی اور مچھلیاں نظر آئیں اور تھوڑی دیر کے بعد وہ زمین میں چلی گئیں امام کو وہاں پر سپرد خاک کردیا گیا۔

غرقه لجه غم شد دل حلق دوسرا

چونکه از زهر ستم سوخت زسر تابه سرا

دونوں جہاں کا دل بحر غم میں غرق ہوگیا اس لئے کہ وہ زہر ستم سے پوری طرح جل گیا۔

میوه باغ نبوت چه زانگور چشید

ریخت برگ و بران شاخ گل روح افزا

باغ نبوت کے میوہ نے انگور کے دانے سے کیا چکھا کہ اس روح افزا شاخ کے تمام برگ وہاں سے جھڑ گئے۔

بادل باجگر ش دانه انگور چه کرد

خرمنی سوخت زیک خوشه بی قدر و بها

اس کے دل اور جگر کے ساتھ اس دانہ انگور نے کیا سلوک کیا ایک بے قیمت خوشے نے سارا خرمن جلا دیا

لوغریبانه درآں منزل غربت جان داد

منهدم شد زغمش دائره ارض و سماء

اس نے غریبانہ انداز میں مسافروں کی طرح اس منزل سفر میں جان دے دی اس کے غم کی وجہ سے دائرہ ارض وسما منہدم ہوگیا۔

زان جنایت که زمامون شده باشاه رضا

پرغمین شد حجر و کعبه وارکان صفا

اس ظلم کی وجہ سے جو مامون کے ہاتھوں امام رضا پر ہوا کعبے کا حجرا سود خود کعبہ اور اس کے دیگر ارکان اور صفا و مروہ غم زدہ ہوگئے۔

گیارہویں معصومؑ

حضرت امام محمد تقیؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت امام محمد تقی جوادؑ 195 ہجری دس رجب کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور 220 ہجری ذیقعدہ کے آخر میں 25 سال کی عمر میں معتصم کے حکم سے حضرت کی زوجہ ام الفضل نے زہر دے کر شہید کیا۔ حضرت کا مرقد شریف کاظمین میں بغداد کے نزدیک ہے۔ آپ امام رضاؑ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ حضرت رضا کا ان کے علاوہ کوئی اور فرزند نہیں تھا۔ حضرت نے سترہ سال 203 ہجری سے 220 ہجری تک امامت کی اور امامت کا بیشتر زمانہ 203 سے لے کر 218 ہجری تک مامون کی خلافت کا زمانہ تھا اور تقریبا" اڑھائی سال مامون کے بھائی معتصم کے زمانے میں امامت کی۔

ام الفضل سے شادی کا واقعہ

امام جوادؑ اپنے پدر بزرگوار حضرت امام رضا کی شہادت کے وقت مدینہ میں تھے اس وقت حضرت جوادؑ کی عمر سات سال تھی مامون عباسی نے اسی سال اپنی لڑکی ام الفضل کی شادی امام جواد کے ساتھ کر دی اس وقت ام الفضل کی عمر نو سال تھی۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حضرت امام رضاؑ کی شہادت کے بعد 203 ہجری میں مامون خراسان سے بغداد چلا گیا۔ اس نے سیاسی نقطہ نظر کے اعتبار سے اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے یہی مناسب سمجھا کہ حضرت جواد کے ساتھ رشتہ داری قائم کی جائے۔ مامون نے بغداد میں حضرت امام جوادؑ کے نام ایک خط لکھا اور حضرت جواد کو بغداد بلوایا جب بنی عباس مامون کے ارادے سے آگاہ ہوئے تو اعتراض کرنے لگے اور ہر طرف سے تنقید ہونے لگی اگر مامون نے یہ کام انجام دیا تو ڈر ہے کہ خلافت بنی عباس سے بنی ہاشم کی طرف منتقل ہوجائے گی ان کی تنقید اس چیز پر تھی کہ مامون اپنے آپ کو کیوں چھوٹا قرار دیتا ہے اور اپنی لڑکی کو ایک بچہ کہ جس کی عمر سات یا نو سال ہے دے رہا ہے یہ خلیفہ کے شایان شان نہیں ہے مامون نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ جواد بچہ ہے، کم عمر ہے لیکن علم اور کمال کے اعتبار سے دیکھا جائے تو سن رسیدہ اور تمام بزرگوں اور اھل علم سے زیادہ تجربہ رکھتا ہے لیکن بنی عباس نے مامون کی اس بات کو تسلیم نہ کیا آخر میں مامون نے ایک جلسہ تشکیل دیا اس میں نبی عباس کے سامنے اور دوسروں کے سامنے حضرت جوادؑ کے علمی کمال کو دکھلا دیا۔

حضرت امام جوادؑ میدان علم کے دلاور

ایک دن مامون نے ایک جلسہ تشکیل دیا اور بزرگ علماء کو اس میں دعوت دی کہ ان میں سے ایک یحیٰی بن آکثم بغداد کا قاضی اور اس زمانے کے سب سے بڑے دیگر علماء بھی موجود تھے۔ امام جواد کو صدر جلسہ میں بٹھایا گیا اور مامون بھی حضرت کے پہلو میں بیٹھا تھا اس مجلس میں جو اشراف اور دیگر شخصیات موجود تھیں ان سے اجازت لے کر یحیٰی حضرت امام جواد کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ جو شخص احرام کی حالت میں ہو اور اس دوران ایک حیوان کا شکار کرے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں امام جواد نے فرمایا اس مسئلہ کے بہت سے فروع نکل آتے ہیں۔ کیا وہ محرم حرم میں چار فرسخ تک تھا یا حرم سے باہر تھا۔

کیا وہ مسئلہ کو جانتا تھا یا مسئلہ کہ نہیں جانتا تھا؟
کیا جان بوجھ کر اس نے شکار کیا یا غلطی سے؟
کیا وہ محرم آزاد تھا یا غلام؟
کیا وہ چھوٹا تھا یا بڑا؟
کیا اس نے پہلی بار شکار کیا ہے یا اس سے پہلے بھی شکار کرتا تھا؟
کیا وہ شکار پرندوں کا تھا یا پرندوں کے علاوہ کسی چیز کا؟
کیا وہ حیوان چھوٹا تھا یا بڑا؟
کیا وہ اپنے کام پر مصر ہے یا پشیمانی کا اظہار کرتا ہے؟
کیا اس نے رات کو شکار کیا ہے یا دن کے وقت؟
کیا وہ حج کا احرام تھا یا عمرہ کا؟
یحیٰی ان مسائل کو سن کر حیران ہوا اس کے ہوش و ہو اس اڑ گئے۔ عاجزی کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں تھے اور زبان میں لکنت تھی۔ امام جواد کی عظمت اور علمی مقام سب لوگوں پر آشکار ہوگیا اس کے علاوہ مزید گیارہ سوالوں کا جواب حضرت جواد سے طلب کیا گیا اور امام نے ہرایک سوال کا جواب بہترین طریقے سے دیا مامون نے کہا احسنت احسنت بہت خوب بہت خوب پھر امام جواد سے خواہش کی کہ یحیٰی بن آکثم سے سوال کریں تو حضرت یحیٰی کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ مجھے بتائیں کہ ایک مرد کہ جس کے لیے۔
پہلے دن عورت کی طرف نگاہ کرنا حرام تھا۔
کئی گھنٹوں کے بعد اس کی طرف نگاہ کرنا جائز ہوگیا۔
ظہر کے وقت پھر اس کی طرف دیکھنا حرام تھا۔
عصر کے وقت دیکھنا جائز ہوا۔

ولے چسان گذرد در زمانہ برپدری
کہ روز مرگ پدر برسر پدر پسر آید

لیکن اس باپ پر کیا بیتی ہوگی کہ جب باپ کی موت کے وقت بیٹا باپ کے سرہانے آیا۔

کنم چویاد حسین وقت مرگ اکبراو
بزار نالہ جانسوزم ازجگر آید

جب میں وقت مرگ علی اکبر امام حسین کی حالت کو یاد کرتا ہوں۔ تو میرے جگر سے ہزاروں جگر سوزنالے بلند ہوتے ہیں۔

یہاں اس نکتہ کی طرف بھی توجہ دیں کہ حضرت امام رضا نے مدینہ میں اپنی اولاد سے الوداع کرتے وقت فرمایا تھا کہ اب میرے لئے گریہ کرلو میں دوبارہ اس سفر سے واپس نہیں لوٹوں گا۔ لیکن امام حسین نے اھل حرم سے فرمایا تھا اسکتن فان البکاء امامکن اب خاموش ہو جاؤ تمہارا رونا اب آگے ہے اور حضرت سکینہ سے فرمایا کہ جب تک میری جان میرے بدن میں ہے رونے کے ساتھ میرے دل کو نہ جلاؤ جب شہید ہوجاؤں تو ہر ایک سے زیادہ میرے نزدیک آنا میری لاش کے قریب آجانا اور مجھ پر رونا۔ امام حسینؑ کی اس وصیت کی علت یہ تھی کہ حضرت جانتے تھے کہ میری شہادت کے بعد جا نگداز مصائب درپیش ہونگے۔ اس لیے اپنے آنسوؤں کو ان لامحالہ مصائب کے لئے ذخیرہ کرلیں۔ حضرت امام رضا کے جنازہ کو رات کے وقت غربت کی حالت میں دفن کیا گیا مامون نے آپ کی موت کو ایک دن اور ایک رات چھپائے رکھا اس کے بعد آپ کے چچا محمد بن جعفر اور ابوطالب کے خاندان کو جو خراسان میں رہتا تھا کسی کے ذریعے بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو حضرت کی وفات کے بارے میں انھیں بتایا۔ ظاہری طور پر مامون رو رہا تھا اور بے تابی کا اظہار کرتا تھا اور حضرت کے جنازہ کو دکھاتا تھا کہ صحیح سالم ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ اکٹھے ہوگئے۔ رونے اور فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لوگ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے حضرت کو مامون کے حیلہ سے شہید کیا گیا ہے۔ مامون نے خطرے کا احساس کیا تو محمد بن جعفر جو حضرت کے چچا تھے ان سے کہا کہ لوگوں سے کہیں کہ حضرت کے جنازہ کی تشییع آج نہیں ہوگی محمد بن جعفر نے مامون کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا لوگ وہاں سے منتشر ہوگئے اور حضرت کو رات کے وقت تشییع کے بغیر غربت کی حالت میں سپرد خاک کردیا گیا۔مامون نے حکم دیا کہ آپ کے باپ کی قبر کے نزدیک مولا کی قبر بنائی جائے اس کے بعد حاضرین سے کہا کہ اس جنازہ کے صاحب نے مجھے خبر دی ہے کہ جہاں آپ میرے لیے قبر کھودیں گے وہاں پر پانی اور مچھلیاں ظاہر ہونگی اب ذرا اور زیادہ قبر کو کھودو جب اور زیادہ کھودا گیا تو وہاں سے پانی اور مچھلیاں نظر آئیں اور تھوڑی دیر کے بعد وہ زمین میں چلی گئیں امام کو وہاں پر سپرد خاک کردیا گیا۔

غرقہ لجہ غم شد دل حلق دوسرا
چونکہ از زھر ستم سوخت زسر تابہ سرا

دونوں جہاں کا دل بحر غم میں غرق ہوگیا اس لئے کہ وہ زہر ستم سے پوری طرح جل گیا۔

میوہ باغ نبوت چہ زانگور چشید
ریخت برگ و براں شاخ گل روح افزا

باغ نبوت کے میوہ نے انگور کے دانے سے کیا چکھا کہ اس روح افزا شاخ کے تمام برگ وہاں سے جھڑ گئے۔

بادل باجگرش دانہ انگور چہ کرد
خرمنی سوخت زیک خوشہ بی قدر و بہا

اس کے دل اور جگر کے ساتھ اس دانہ انگور نے کیا سلوک کیا ایک بے قیمت خوشے نے سارا خرمن جلا دیا

اوغریبانہ درآں منزل غربت جان داد
منہدم شد زغمش دائرہ ارض و سماء

اس نے غریبانہ انداز میں مسافروں کی طرح اس منزل سفر میں جان دے دی اس کے غم کی وجہ سے دائرہ ارض وسما منہدم ہوگیا

زان جنایت کہ زمامون شدہ باشاہ رضا
پرغمین شد حجر و کعبہ وارکان صفا

اس ظلم کی وجہ سے جو مامون کے ہاتھوں امام رضا پر ہوا کعبے کا حجرا سود خود کعبہ اور اس کے دیگر ارکان اور صفا و مروہ غم زدہ ہوگئے۔

گیارہویں معصومؑ

حضرت امام محمد تقیؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت امام محمد تقی جوادؑ 195 ہجری دس رجب کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور 220 ہجری ذیقعدہ کے آخر میں 25 سال کی عمر میں معتصم کے حکم سے حضرت کی زوجہ ام الفضل نے زہر دے کر شہید کیا۔ حضرت کا مرقد شریف کاظمین میں بغداد کے نزدیک ہے۔ آپ امام رضاؑ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ حضرت رضا کا ان کے علاوہ کوئی اور فرزند نہیں تھا۔ حضرت نے سترہ سال 203 ہجری سے 220 ہجری تک امامت کی اور امامت کا بیشتر زمانہ 203 سے لے کر 218 ہجری تک مامون کی خلافت کا زمانہ تھا اور تقریباً" اڑھائی سال مامون کے بھائی معتصم کے زمانے میں امامت کی۔

ام الفضل سے شادی کا واقعہ

امام جوادؑ اپنے پدر بزرگوار حضرت امام رضا کی شہادت کے وقت مدینہ میں تھے اس وقت حضرت جوادؑ کی عمر سات سال تھی مامون عباسی نے اسی سال اپنی لڑکی ام الفضل کی شادی امام جواد کے ساتھ کر دی اس وقت ام الفضل کی عمر نو سال تھی۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حضرت امام رضاؑ کی شہادت کے بعد 203 ہجری میں مامون خراسان سے بغداد چلا گیا۔ اس نے سیاسی نقطہ نظر کے اعتبار سے اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے یہی مناسب سمجھا کہ حضرت جواد کے ساتھ رشتہ داری قائم کی جائے۔ مامون نے بغداد میں حضرت امام جوادؑ کے نام ایک خط لکھا اور حضرت جواد کو بغداد بلوایا جب بنی عباس مامون کے ارادے سے آگاہ ہوئے تو اعتراض کرنے لگے اور ہر طرف سے تنقید ہونے لگی اگر مامون نے یہ کام انجام دیا تو ڈر ہے کہ خلافت بنی عباس سے بنی ہاشم کی طرف منتقل ہو جائے گی ان کی تنقید اس چیز پر تھی کہ مامون اپنے آپ کو کیوں چھوٹا قرار دیتا ہے اور اپنی لڑکی کو ایک بچہ کہ جس کی عمر سات یا نو سال ہے دے رہا ہے یہ خلیفہ کے شایان شان نہیں ہے مامون نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ جواد بچہ ہے، کم عمر ہے لیکن علم اور کمال کے اعتبار سے دیکھا جائے تو سن رسیدہ اور تمام بزرگوں اور اھل علم سے زیادہ تجربہ رکھتا ہے لیکن بنی عباس نے مامون کی اس بات کو تسلیم نہ کیا آخر میں مامون نے ایک جلسہ تشکیل دیا اس میں بنی عباس کے سامنے اور دوسروں کے سامنے حضرت جوادؑ کے علمی کمال کو دکھلا دیا۔

حضرت امام جوادؑ میدان علم کے دلاور

ایک دن مامون نے ایک جلسہ تشکیل دیا اور بزرگ علماء کو اس میں دعوت دی کہ ان میں سے ایک یحییٰ بن اکثم بغداد کا قاضی اور اس زمانے کے سب سے بڑے دیگر علماء بھی موجود تھے۔ امام جواد کو صدر جلسہ میں بٹھایا گیا اور مامون بھی حضرت کے پہلو میں بیٹھا تھا اس مجلس میں جو اشراف اور دیگر شخصیات موجود تھیں ان سے اجازت لے کر یحیٰی حضرت امام جواد کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ جو شخص احرام کی حالت میں ہو اور اس دوران ایک حیوان کا شکار کرے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں امام جواد نے فرمایا اس مسئلہ کے بہت سے فروع نکل آتے ہیں۔ کیا وہ محرم حرم میں چار فرسخ تک تھا یا حرم سے باہر تھا۔

کیا وہ مسئلہ کو جانتا تھا یا مسئلہ کہ نہیں جانتا تھا؟
کیا جان بوجھ کر اس نے شکار کیا یا غلطی سے؟
کیا وہ محرم آزاد تھا یا غلام؟
کیا وہ چھوٹا تھا یا بڑا؟
کیا اس نے پہلی بار شکار کیا ہے یا اس سے پہلے بھی شکار کرتا تھا؟
کیا وہ شکار پرندوں کا تھا یا پرندوں کے علاوہ کسی چیز کا؟
کیا وہ حیوان چھوٹا تھا یا بڑا؟
کیا وہ اپنے کام پر مصر ہے یا پشیمانی کا اظہار کرتا ہے؟
کیا اس نے رات کو شکار کیا ہے یا دن کے وقت؟
کیا وہ حج کا احرام تھا یا عمرہ کا؟

یحیٰی ان مسائل کو سن کر حیران ہوا اس کے ہوش و ہو اس اڑ گئے۔ عاجزی کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں تھے اور زبان میں لکنت تھی۔ امام جواد کی عظمت اور علمی مقام سب لوگوں پر آشکار ہوگیا اس کے علاوہ مزید گیارہ سوالوں کا جواب حضرت جواد سے طلب کیا گیا اور امام نے ہر ایک سوال کا جواب بہترین طریقے سے دیا مامون نے کہا احسنت احسنت بہت خوب بہت خوب پھر امام جواد سے خواہش کی کہ یحییٰ بن اکثم سے سوال کریں تو حضرت یحیٰی کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ مجھے بتائیں کہ ایک مرد کہ جس کے لیے۔
پہلے دن عورت کی طرف نگاہ کرنا حرام تھا۔
کئی گھنٹوں کے بعد اس کی طرف نگاہ کرنا جائز ہوگیا۔
ظہر کے وقت پھر اس کی طرف دیکھنا حرام تھا۔
عصر کے وقت دیکھنا جائز ہوا۔

غروب کے وقت حرام تھی۔

آخری رات کے حصے میں جائز ہوگئی۔

آدھی رات کو حرام تھی۔

طلوع فجر کے وقت جائز تھی۔

بتاؤ ان مسائل کا حل کس طرح ہے۔

یحییٰ نے کہا کہ خدا کی قسم میں تو ان مسائل کی وجوہات کو نہیں جانتا ہوں۔ امام جوادؑ نے فرمایا۔ یہ عورت کسی کی کنیز تھی۔ مرد نے اس پر اول دن نگاہ کی وہ اس پر حرام تھی چند گھنٹوں کے بعد اس کنیز کو مالک سے خریدا تو وہ عورت اس کے لئے جائز ہوگئی ظہر کے وقت اس کو آزاد کیا تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہے عصر کے وقت اس کے ساتھ شادی کی تو وہ اس کے لئے جائز ہوئی۔

غروب کے وقت اس عورت کے ساتھ ظہار کیا تو اس وقت اس عورت کی طرف دیکھنا حرام تھا اور آخری رات ظہار کا کفارہ ادا کیا تو اس کی طرف دیکھنا جائز ہوا آدھی رات کو اس کو طلاق دی تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہوا صبح کو اس کی طرف رجوع کیا تو اس کے لئے جائز ہوئی۔ تمام حاضرین حضرت جوادؑ کے دلنشین جوابات سے حیران ہوگئے اور حضرت کی علمی عظمت کے قائل ہوگئے اور اعتراف کیا کہ حضرت بہت زیادہ علم رکھتے ہیں اسی مجلس میں مامون کی خواہش پر امام جوادؑ نے خطبہ دیا اور ازدواج کے عقد کو جاری کیا اس طرح ام الفضل رسمی طور پر حضرت امام جوادؑ کی زوجہ قرار پائی اور باوقار طریقے سے حضرت کی شادی ہوئی۔

حضرت امام جوادؑ کا مدینے کی طرف لوٹنا

اس کے بعد حضرت جوادؑ اپنی زوجہ کے ہمراہ مدینے تشریف لے گئے "تقریباً" پندرہ سال اپنی زوجہ کے ہمراہ وہاں رہے ام الفضلؑ عقیم تھی اس سے اولاد پیدا نہیں ہوتی تھی کہ جس کی وجہ سے امام جوادؑ نے اپنی مغربیہ کنیز کہ جس کا نام سمانہ تھا جو دسویں امامؑ کی مادر گرامی ہیں اس سے شادی کی یہی سبب ہوا کہ ام الفضل نے امامؑ کے ساتھ مخالفت شروع کردی اور اپنے باپ مامون کو ایک خط لکھا جس میں اس نے امام جوادؑ کی شکایت کی کہ وہ میرے اوپر ایک کنیز کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں اور میری غیرت کو مجروح کررہے ہیں۔ مامون نے اس کے جواب میں لکھا میں نے تمہاری شادی حضرت جوادؑ سے اس لیے نہیں کی ہے کہ حلال کو اس کے لئے حرام قرار دوں اس کے بعد دوبارہ ایسی شکایت نہ ہو

حضرت امام جوادؑ کی شہادت

مامون سترہ رجب 218 ہجری میں اس دنیا سے کوچ کرگیا اور اس کا بھائی معتصم اس کی جگہ خلافت کی مسند پر بیٹھا معتصم کا نام محمد اور ایک دوسرے قول کی بنا پر ابراہیم تھا۔ معتصم باقی سرکشوں اور جلادوں کی طرح چاہتا تھا کہ سب لوگ غلاموں کی طرح رہیں اس کے مقابلے میں کوئی اور حاکم و مرشد نہ ہو اس نے یہ معتصم ارادہ کرلیا کہ امام جواد جو مدینہ میں بہت بڑی شخصیت اور مقام رکھتے ہیں ان کو بغداد میں لے آئے آخر 28 محرم 220 ہجری کو امام جوادؑ اپنی زوجہ سمیت بغداد تشریف لے آئے۔ ان دنوں حضرت جواد کی زوجہ ام الفضل اپنے بھائی جعفر بن مامون اور چچا معتصم کی حمایت کرنے لگی اور وہ حضرت جواد کے قتل کے بہانے کرنے لگے اور یہ طے کیا کہ ام الفضل حضرت جواد کو زہر دے۔ معتصم اور جعفر نے اس ڈر سے کہ کہیں خلافت بنی عباس سے منتقل ہو کر علویوں میں نہ چلی جائے اس نے ام الفضل کو سمجھایا اور اس سے کہا کہ تو خلیفہ کے بھائی کی لڑکی ہے تمہارا احترام کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے لیکن محمد بن علی امام جوادؑ، امام ہادیؑ کی ماں کو تجھ پر ترجیح دیتا ہے اس طرح سے ام الفضل کو ہیجان میں لایا گیا اس کو برانگیختہ کیا گیا اور اس نے معتصم کے حکم کے مطابق ارادہ کرلیا کہ اپنے شوہر کو زہر دے دے۔ معتصم اور جعفر نے انگور رازقی میں زہر ملا کر ام الفضل کے پاس بھیجے اور وہ انگور ام الفضلؑ نے اپنے جوان شوہر امام جوادؑ کے سامنے رکھ دیے اور ان انگوروں کی بڑی تعریف کی آخر امام نے وہ انگور تناول فرمالیے اور تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت نے زہر کے آثار کو اپنے جگر میں محسوس کیا آہستہ آہستہ بیماری بڑھتی گئی حضرت امام اس سے بہت زیادہ ناراحت ہوئے اسی وقت ام الفضل پشیمان ہوئی اور رونے لگی حضرت نے اس سے فرمایا کہ کیوں روتی ہو ابھی تم نے مجھے قتل کیا اور اب اس رونے کا کیا فائدہ یہ جان لو کہ تم نے جو میرے ساتھ خیانت کی ہے اس کی وجہ سے ایک ایسے درد میں مبتلا ہوگی کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہوگا۔

اور ایسے فقر و فاقہ میں مبتلا ہوگی کہ جس کا جبران نہیں ہوسکے گا حضرت کے نفرین کرنے کی وجہ سے ام الفضل کے مخفی عضو میں ایک درد پیدا ہوا اور اس نے اپنے تمام مال کو اس کے علاج کے لئے خرچ کردیا لیکن اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا بالآخر بدترین طریقہ سے اس کی ہلاکت ہوئی اس کا بھائی جعفر بھی مستی کی حالت میں کنویں میں گرگیا اور اس کے بے جان بدن ہی کو کنویں سے نکالا گیا اور وہ وہیں مرگیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ معتصم نے اپنے وزیر عبدالملک کو لکھا کہ حضرت جواد اور ام الفضل کو بغداد میرے پاس بھیجیں۔ اس نے ان کو بغداد بھیجا۔ معتصم نے ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا ان کے لئے تحائف لے گیا اور ان کی پروقار اور شایان شان دعوت کی اس کے بعد نمکین سا شربت بنوایا اس کو زہر آلود کیا اور برف

ڈال کر حضرت کی خدمت میں بھیجا اور شربت کا برتن اوپر سے ڈھکا ہوا تھا غلام یہ شربت لے کر حضرت جواد کے پاس آیا اور معتصم کی ہدایت کے مطابق کہا کہ اگر برف پانی ہوجائے تو اس کا ذائقہ زائل ہوجاتا ہے لہٰذا اس کو گرم ہونے سے پہلے پی لیں اور اس سے معتصم کا مقصد حضرت کو مجبور کرانا تھا تاکہ وہ شربت پی لیں۔ غلام حضرت جواد کے پاس آیا اور کہا یہ شربت جو امیر کے لیے لایا گیا تھا اس نے اس میں سے آپ کا حصہ بھیجا ہے امام نے وہ شربت پی لیا اور مسموم ہوگئے۔ حضرت جواد کی شہادت ام الفضل کے وساطت سے کس طرح واقعہ ہوئی یہ روایت ایک اور طریقہ سے بھی نقل کی گئی ہے جس کا خلاصہ پیچھے مذکور ہوچکا ہے۔ امام نے جوانی کی پچیس سے زیادہ بہاریں نہیں دیکھی تھیں کہ انہیں ظلم کے ساتھ شہید کردیا گیا۔ اور وہ بھی اپنے پدر بزرگوار کی طرح مہمانی و غربت میں تھے واقعا" عجیب مہمان نوازی انہوں نے کی

عروه دين منقسم از ستم معتصم
عاقر قوم ثمود ثانی شداد عاد

دین کی گرفت معتصم کے ظلم سے کمزور پڑگئی وہ معتصم جو قوم ثمود کا آخری فرد تھا اور شداد وعاد کا ثانی تھا۔

ريخت به گامش زقهر شربت سوزنده زہر
كه تلخ شد كام دهر وحلوه لايعاد

اس نے ظلم و جبر کی وجہ سے اس کے گلے میں جلا دینے والا وہ شربت ڈالا جس سے زمانے کا دھن تلخ ہوگیا اور اس کی مٹھاس اب واپس نہیں لوٹے گی۔

ززہر جانسوز تر زتیر دل دوز تر
تمدمی ام فضل طعنه بنت الفساد

به غربت اكردرگذشت من نكنم سرگذشت
كه آبش ازسرگذشت زظلم اهل عناد

زہر سے زیادہ جاں سوز اور تیر سے زیادہ دوز ام الفضل کا ہمدم اور بنت فساد کے طعنے ہے۔ اگر وہ غربت (مسافرت) میں جہان سے گزر گیا میں اس کو بیان نہیں کرسکتا اھل عناد کے ظلم کے نتیجے میں پانی سر سے گزر گیا۔

بارہویں معصومؑ

حضرت امام علی نقی الھادیؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت علی بن محمد جو امام ھادیؑ کے نام سے مشہور ہیں
15 ذالحجہ 212 ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور تین رجب 254 ہجری میں سامرہ میں بیالیس سال کی عمر میں بنی عباس کے پندرھویں خلیفے معتمد عباسی نے حضرت کو زہر دے کر شہید کر دیا اور حضرت کامرقد شریف سامرہ میں ہے ۔حضرت کی امامت کا زمانہ (220 سے 254 ہجری تک) 33 سال بنتا ہے حضرت کی امامت کا سخت ترین زمانہ بنی عباس کے دسویں خلیفے جعفر بن محمد المعروف متوکل کا عہد حکومت ہے۔ جس نے 232 ہجری سے لے کر 247 ہجری تک حکومت کی

آل علی کے ساتھ متوکل کی دشمنی

متوکل ایک بدطینت اور خبیث مرد تھا اس کے دل میں آل علی سے دشمنی اور کینہ تھا جتنی تکالیف اس کے دور میں آل علی کو پہنچیں اتنی اور کسی عباسی خلیفہ کے دور میں نہیں پہنچیں یہاں تک کہ علوی خواتین کے پاس صرف ایک قمیض تھی جو نماز کے وقت باری باری پہن کر نماز پڑھتی تھیں متوکل کے ظلموں میں سے ایک ظلم یہ بھی تھا کہ اس نے قبر امام حسینؑ کو مسمار کردیا اور زائرین امام کو زیارت سے روک دیا اور اس نے جاسوس مقرر کرر کھے تھے کہ جو زیارت کے لیے آئے اس کو گرفتار کر کے قتل کردیا جائے۔ (1 حاشیہ - اعلام الوریٰ ص 347 ترجمہ ارشاد مفید ج 2 ص 298)

امام ھادیؑ کو سامرہ کی طرف جلاوطن کرنا

امام ھادی مدینے میں پرسکون زندگی گزار رہے تھے جب کہ حضرت کی روش سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کا پروگرام متوکل کے مقابلہ میں ہے موقع بموقع لوگوں کو متوکل کی حکومت سے ڈراتے رہتے تھے اھم اور مہم کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کو اپنے حالات سے آگاہ کرتے تھے حاکم مدینہ عبداللہ ابن محمد نے اس واقع سے متوکل کو آگاہ کیا۔ متوکل نے امام کے نام ایک بااحترام خط لکھا جس میں حضرت کو سامرہ آنے کی دعوت دی امام ، یحیٰ بن ثمرہ کے ساتھ سامرہ روانہ ہوئے جب حضرت سامرہ پہنچے تو متوکل اپنے وعدوں کے باوجود حضرت سے چھپتا رہا

غروب کے وقت حرام تھی۔
آخری رات کے حصے میں جائز ہوگئی۔
آدھی رات کو حرام تھی۔
طلوع فجر کے وقت جائز تھی۔
بتاؤ ان مسائل کا حل کس طرح ہے۔

یحیٰ نے کہا کہ خدا کی قسم میں تو ان مسائل کی وجوہات کو نہیں جانتا ہوں۔ امام جوادؑ نے فرمایا۔ یہ عورت کسی کی کنیز تھی۔ مرد نے اس پر اول دن نگاہ کی وہ اس پر حرام تھی چند گھنٹوں کے بعد اس کنیز کو مالک سے خریدا تو وہ عورت اس کے لئے جائز ہوگئی ظہر کے وقت اس کو آزاد کیا تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہے عصر کے وقت اس کے ساتھ شادی کی تو وہ اس کے لئے جائز ہوئی۔
غروب کے وقت اس عورت کے ساتھ ظہار کیا تو اس وقت اس عورت کی طرف دیکھنا حرام تھا اور آخری رات ظہار کا کفارہ ادا کیا تو اس کی طرف دیکھنا جائز ہوا آدھی رات کو اس کو طلاق دی تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہوا صبح کو اس کی طرف رجوع کیا تو اس کے لئے جائز ہوئی۔ تمام حاضرین حضرت جوادؑ کے دلنشین جوابات سے حیران ہوگئے اور حضرت کی علمی عظمت کے قائل ہوگئے اور اعتراف کیا کہ حضرت بہت زیادہ علم رکھتے ہیں اسی مجلس میں مامون کی خواہش پر امام جوادؑ نے خطبہ دیا اور ازدواج کے عقد کو جاری کیا اس طرح ام الفضل رسمی طور پر حضرت امام جوادؑ کی زوجہ قرار پائی اور باوقار طریقے سے حضرت کی شادی ہوئی۔

حضرت امام جوادؑ کا مدینے کی طرف لوٹنا

اس کے بعد حضرت جوادؑ اپنی زوجہ کے ہمراہ مدینے تشریف لے گئے تقریباً" پندرہ سال اپنی زوجہ کے ہمراہ وہاں رہے ام الفضلؑ عقیم تھی اس سے اولاد پیدا نہیں ہوتی تھی کہ جس کی وجہ سے امام جوادؑ نے اپنی مغربیہ کنیز کہ جس کا نام سمانہ تھا جو دسویں امامؑ کی مادرگرامی ہیں اس سے شادی کی یہی سبب ہوا کہ ام الفضل نے امامؑ کے ساتھ مخالفت شروع کردی اور اپنے باپ مامون کو ایک خط لکھا جس میں اس نے امام جوادؑ کی شکایت کی کہ وہ میرے اوپر ایک کنیز کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں اور میری غیرت کو مجروح کررہے ہیں۔ مامون نے اس کے جواب میں لکھا میں نے تمہاری شادی حضرت جوادؑ سے اس لیے نہیں کی ہے کہ حلال کو اس کے لئے حرام قرار دوں اس کے بعد دوبارہ ایسی شکایت نہ ہو

حضرت امام جوادؑ کی شہادت

مامون سترہ رجب 218 ہجری میں اس دنیا سے کوچ کرگیا اور اس کا بھائی معتصم اس کی جگہ خلافت کی مسند پر بیٹھا معتصم کا نام محمد اور ایک دوسرے قول کی بنا پر ابراہیم تھا۔ معتصم باقی سرکشوں اور جلادوں کی طرح چاہتا تھا کہ سب لوگ غلاموں کی طرح رہیں اس کے مقابلے میں کوئی اور حاکم و مرشد نہ ہو اس نے یہ معتصم ارادہ کرلیا کہ امام جواد جو مدینہ میں بہت بڑی شخصیت اور مقام رکھتے ہیں ان کو بغداد میں لے آئے آخر 28 محرم 220 ہجری کو امام جوادؑ اپنی زوجہ سمیت بغداد تشریف لے آئے۔ان دنوں حضرت جواد کی زوجہ ام الفضل اپنے بھائی جعفر بن مامون اور چچا معتصم کی حمایت کرنے لگی اور وہ حضرت جواد کے قتل کے بہانے کرنے لگے اور یہ طے کیا کہ ام الفضل حضرت جواد کو زہر دے۔ معتصم اور جعفر نے اس ڈر سے کہ کہیں خلافت بنی عباس سے منتقل ہو کر علویوں میں نہ چلی جائے اس نے ام الفضل کو سمجھایا اور اس سے کہا کہ تو خلیفہ کے بھائی کی لڑکی ہے تمہارا احترام کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے لیکن محمد بن علی امام جوادؑ، امام ہادیؑ کی ماں کو تجھ پر ترجیح دیتا ہے اس طرح سے ام الفضل کو ہیجان میں لایا گیا اس کو برانگیختہ کیا گیا اور اس نے معتصم کے حکم کے مطابق ارادہ کرلیا کہ اپنے شوہر کو زہر دے دے۔ معتصم اور جعفر نے انگور رازقی میں زہر ملا کر ام الفضل کے پاس بھیجے اور وہ انگور ام الفضلؑ نے اپنے جوان شوہر امام جوادؑ کے سامنے رکھ دیے اور ان انگوروں کی بڑی تعریف کی آخر امام نے وہ انگور تناول فرمالیے اور تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت نے زہر کے آثار کو اپنے جگر میں محسوس کیا آہستہ آہستہ بیماری بڑھتی گئی حضرت امام اس سے بہت زیادہ ناراحت ہوئے اسی وقت ام الفضل پشیمان ہوئی اور رونے لگی حضرت نے اس سے فرمایا کہ کیوں روتی ہو ابھی تم نے مجھے قتل کیا اور اب اس رونے کا کیا فائدہ یہ جان لو کہ تم نے جو میرے ساتھ خیانت کی ہے اس کی وجہ سے ایک ایسے درد میں مبتلا ہوگی کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہوگا۔
اور ایسے فقر و فاقہ میں مبتلا ہوگی کہ جس کا جبران نہیں ہوسکے گا حضرت کے نفرین کرنے کی وجہ سے ام الفضل کے مخفی عضو میں ایک درد پیدا ہوا اور اس نے اپنے تمام مال کو اس کے علاج کے لئے خرچ کردیا لیکن اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا بالاخر بدترین طریقہ سے اس کی ہلاکت ہوئی اس کا بھائی جعفر بھی مستی کی حالت میں کنویں میں گرگیا اور اس کے بے جان بدن ہی کو کنویں سے نکالا گیا اور وہ وہیں مرگیا۔
ایک دوسری روایت میں ہے کہ معتصم نے اپنے وزیر عبدالملک کو لکھا کہ حضرت جواد اور ام الفضل کو بغداد میرے پاس بھیجیں۔ اس نے ان کو بغداد بھیجا۔ معتصم نے ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا ان کے لئے تحائف لے گیا اور ان کی پر وقار اور شایان شان دعوت کی اس کے بعد نمکین سا شربت بنوایا اس کو زہر آلود کیا اور برف

ڈال کر حضرت کی خدمت میں بھیجا اور شربت کا برتن اوپر سے ڈھکا ہوا تھا غلام یہ شربت لے کر حضرت جواد کے پاس آیا اور معتصم کی ہدایت کے مطابق کہا کہ اگر برف پانی ہوجائے تو اس کا ذائقہ زائل ہوجاتا ہے لہٰذا اس کو گرم ہونے سے پہلے پی لیں اور اس سے معتصم کا مقصد حضرت کو مجبور کرانا تھا تاکہ وہ شربت پی لیں۔ غلام حضرت جواد کے پاس آیا اور کہا یہ شربت جو امیر کے لیے لایا گیا تھا اس نے اس میں سے آپ کا حصہ بھیجا ہے امام نے وہ شربت پی لیا اور مسموم ہوگئے۔ حضرت جواد کی شہادت ام الفضل کے وساطت سے کس طرح واقعہ ہوئی یہ روایت ایک اور طریقہ سے بھی نقل کی گئی ہے جس کا خلاصہ پیچھے مذکور ہوچکا ہے۔ امام نے جوانی کی پچیس سے زیادہ بہاریں نہیں دیکھی تھیں کہ انہیں ظلم کے ساتھ شہید کردیا گیا۔ اور وہ بھی اپنے پدر بزرگوار کی طرح مہمانی و غربت میں تھے واقعاً" عجیب مہمان نوازی انہوں نے کی

عروه دین منقسم از ستم معتصم
عاقر قوم ثمود ثانی شداد عاد

دین کی گرفت معتصم کے ظلم سے کمزور پڑگئی وہ معتصم جو قوم ثمود کا آخری فرد تھا اور شداد وعاد کا ثانی تھا۔

ریخت به گامش زقهر شربت سوزنده زهر
که تلخ شد کام دهر وحلوه لایعاد

اس نے ظلم و جبر کی وجہ سے اس کے گلے میں جلا دینے والا وہ شربت ڈالا جس سے زمانے کا دھن تلخ ہوگیا اور اس کی مٹھاس اب واپس نہیں لوٹے گی۔

ززهر جانسوز تر زتیر دل دوز تر
تمدمی ام فضل طعنه بنت الفساد

به غربت اکردرگذشت من نکنم سرگذشت
که آبش ازسرگذشت زظلم اهل عناد

زہر سے زیادہ جاں سوز اور تیر سے زیادہ دوز ام الفضل کا ہمدم اور بنت فساد کے طعنے ہے۔ اگر وہ غربت (مسافرت) میں جہان سے گزر گیا میں اس کو بیان نہیں کرسکتا اھل عناد کے ظلم کے نتیجے میں پانی سر سے گزر گیا۔

بارہویں معصومؑ
حضرت امام علی نقی الھادیؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت علی بن محمد جو امام ھادیؑ کے نام سے مشہور ہیں
15 ذالحجہ 212 ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور تین رجب 254 ہجری میں سامرہ میں بیالیس سال کی عمر میں بنی عباس کے پندرھویں خلیفے معتمد عباسی نے حضرت کو زہر دے کر شہید کر دیا اور حضرت کا مرقد شریف سامرہ میں ہے ۔حضرت کی امامت کا زمانہ (220 سے 254 ہجری تک) 33 سال بنتا ہے حضرت کی امامت کا سخت ترین زمانہ بنی عباس کے دسویں خلیفے جعفر بن محمد المعروف متوکل کا عہد حکومت ہے۔ جس نے 232 ہجری سے لے کر 247 ہجری تک حکومت کی

آل علی کے ساتھ متوکل کی دشمنی

متوکل ایک بدطینت اور خبیث مرد تھا اس کے دل میں آل علی سے دشمنی اور کینہ تھا جتنی تکالیف اس کے دور میں آل علی کو پہنچیں اتنی اور کسی عباسی خلیفہ کے دور میں نہیں پہنچیں یہاں تک کہ علوی خواتین کے پاس صرف ایک قمیض تھی جو نماز کے وقت باری باری پہن کر نماز پڑھتی تھیں متوکل کے ظلموں میں سے ایک ظلم یہ بھی تھا کہ اس نے قبر امام حسینؑ کو مسمار کردیا اور زائرین امام کو زیارت سے روک دیا اور اس نے جاسوس مقرر کر رکھے تھے کہ جو زیارت کے لیے آئے اس کو گرفتار کر کے قتل کردیا جائے۔ (1 حاشیہ - اعلام الوریٰ ص 347 ترجمہ ارشاد مفید ج 2 ص 298)

امام ھادیؑ کو سامرہ کی طرف جلاوطن کرنا

امام ھادی مدینے میں پرسکون زندگی گزار رہے تھے جب کہ حضرت کی روش سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کا پروگرام متوکل کے مقابلہ میں ہے موقع بموقع لوگوں کو متوکل کی حکومت سے ڈراتے رہتے تھے اھم اور مہم کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کو اپنے حالات سے آگاہ کرتے تھے حاکم مدینہ عبداللہ ابن محمد نے اس واقع سے متوکل کو آگاہ کیا۔ متوکل نے امام کے نام ایک بااحترام خط لکھا جس میں حضرت کو سامرہ آنے کی دعوت دی امام، یحییٰ بن ثمرہ کے ساتھ سامرہ روانہ ہوئے جب حضرت سامرہ پہنچے تو متوکل اپنے وعدوں کے باوجود حضرت سے چھپتا رہا

اور حضرت اس کاروان سرا میں تشریف لائے جو کاروان سرائے گدایان کے نام سے مشہور تھی حضرت وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ متوکل نے حضرت کے لیے ایک مکان کا کہا اور حضرت کو اس میں زیر نگرانی رکھا گیا۔

حضرت امام ھادیؑ قید خانے میں

ابو سلمان ابن ارومہ نے نقل کیا ہے کہ میں متوکل کی خلافت کے زمانے میں سامرہ گیا متوکل نے حضرت کو سعید حاجب کی نگرانی میں قید کیا ہوا تھا وہ حضرت کو قتل کرنا چاہتا تھا میں سعید حاجب کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم خدا کو دوست رکھتے ہو تم اپنے خدا کو دیکھنا پسند کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ خدا تو پاک و منزہ ہے آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں اس نے کہا میری مراد ھادیؑ ہیں جس کے بارے تم گمان کرتے ہو کہ یہ تمہارا امام ہے میں نے کہا کہ دل تو چاہتا ہے اس نے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں امام ھادیؑ کو قتل کر دوں محافظ کا رئیس سعید حاجب کے پاس تھا وہ درمیان میں واسطہ بنا جس کی وجہ میں امام ھادیؑ کے گھر میں داخل ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضرت کے سامنے ایک قبر کو کھودا گیا ہے میں حضرت کی خدمت میں گیا سلام کیا اور بہت زیادہ رویا حضرت نے فرمایا کہ کیوں روتے ہو تو میں نے عرض کیا کہ مولیٰ میں نے جو کچھ دیکھا ہے مجھے رونے پر مجبور کر رہا ہے حضرت نے فرمایا کہ تو غم نہ کرو یہ کام ان کے ہاتھ سے نہیں ہوگا حضرت کا کلام سن کر مجھے تھوڑا سا سکون ہوا اس واقعے کے بعد دو دن نہیں گذرے تھے کہ خدائے بزرگ و برتر نے متوکل اور اسکے ساتھی (فتح ابن خاقان) کو مار ڈالا (حاشیہ مختار الخرائج ص 212 بحار۔ ج 50 ص 195 - 194)

متوکل کے دسترخوان پر شراب

متوکل کو کچھ لوگوں نے کہا کہ علی بن محمد کے مکان میں کچھ خطوط اور اسلحہ قم کے شیعوں کی طرف سے آیا ہے وہ چاہتا ہے کہ آپکے خلاف قیام کرے متوکل نے راتوں رات کارندوں کو حضرت کے گھر بھیجا اور وہ گئے اور تلاشی لینے لگے جب کارندے گئے تو کیا دیکھا کہ حضرت بالوں کا لباس پہنے مٹی پر قبلہ رخ بیٹھے ہیں اور قرآن پڑھ رہے ہیں اسی حالت میں حضرت پر حملہ کیا اور سر و پاؤں برہنہ حضرت کو متوکل کے پاس لے گئے اور کہا کہ ہم کو علی بن محمد کے گھر سے کوئی چیز نہیں ملی البتہ حضرت کو ہم نے رو بقبلہ قرآن پڑھتے دیکھا ہے - متوکل شراب کے دسترخوان پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا حضرت کے احترام کے لیے کھڑا ہوگیا اور حضرت کو اپنے ساتھ بٹھایا پھر حضرت کو شراب کا جام پیش کیا آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میرا خون اور گوشت شراب کے ساتھ مخلوط نہیں ہوا ہے اور نہ ہی ہو گا۔ مجھے معاف رکھیں۔ متوکل مان گیا اور کہا اشعار پڑھے جائیں

ہمارے اس بزم کو اشعار کے ساتھ خوش کیا جائے۔ امامؑ نے فرمایا کیا میں بھی شعر پڑھ سکتا ہوں متوکل نے کہا ضرور اشعار پڑھیں۔ امام ھادیؑ نے غرور شکن اشعار کہ جو دنیا کی بے وفائی کے بارے میں تھے۔ پڑھا اور وہ یہ ہیں۔

بَاتُوا عَلٰی قُلَلِ الْاَجْبَالِ تَحْرُسُهُمْ
غُلْبُ الرِّجَالِ فَلَمْ تَنْفَعُهُمُ الْقُلَلُ

وَاسْتُنْزِلُوا بَعْدَ عِزٍّ عَنْ مَعَاقِلِهِمْ
وَاُسْكِنُوا حُفَراً یَا بِئْسَ مَا نَزَلُوا

نَادَاهُمْ صَارِخٌ مِنْ بَعْدِ دَفْنِهِمْ
اَیْنَ الْاَسَاوِرُ وَالتِّیْجَانُ وَالْحُلَلُ

اَیْنَ الْوُجُوْهُ الَّتِی كَانَتْ مُنَعَّمَةً
مِنْ دُوْنِهَا تُضْرَبُ الْاَسْتَارُ وَالْكُلَلُ

فَاَفْصَحَ الْقَبْرُ عَنْهُمْ حِیْنَ سَائَلَهُمْ
تِلْكَ الْوُجُوْهُ عَلَیْهَا الدُّوْدُ یَقْتَتِلُ

قَدْطَالَ مَا اَكَلُوْادَهْراً وَقَدْ شَرِبُوا
وَاَصْبَحُوا الْیَوْمَ بَعْدَ الْاَكْلِ قَدْاُكِلُوا

گردن کش طاقتور پہاڑ کی چوٹیوں پر سکونت اور حفاظت کے لئے گھر بناتے ہیں لیکن وہ پہاڑ کی چوٹیاں ان کے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوتیں اس عظمت اور عزت کے بعد وہ اپنے بلند مکانوں سے نیچے آئے اور قبر کے گودال کو رہائش بنایا پچ کس قدر برا لگتا ہے

دفن کے بعد منادی نے ان سے کہا کہاں ہیں وہ سونے کے چوڑیاں اور وہ تاج اور زیورات کہاں گئے وہ چہرے کہ جو عیاشی کرتے تھے اور پردے اور زینت کی چیزیں لٹکائے ہوئے تھے اور ان تمام سوالوں کا جواب قبر اپنی بے زبانی کے ساتھ دے گی کہ یہ چہرے اب کیڑے کوڑوں کے ہجوم کی جگہ پڑے ہیں۔

حضرت امام ھادیؑ کی شہادت

حضرت امام ھادیؑ بیس سال وطن سے دور سامرہ میں حکومت کے زیر نظر رہے آخر حضرت کو معتمد عباسی کی حکومت کے اواخر میں زہر دیکر شہید کیا گیا۔ اس وقت حضرت کے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی سامرہ میں نہیں

تھا حضرت کے فرزند امام حسن عسکریؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا یہی فرزند حضرت کے غسل کفن نماز اور دفن کے متکفل ہوئے اور اس مظلوم غریب کے جنازہ کو اپنے گھر میں سپرد خاک کیا گیا حضرت کی عمر شہادت کے وقت 40 یا 42 تھی۔

حضرت امام ھادیؑ کے جنازہ میں بنی ہاشم بنی عباس اور طالبیوں کے علاہ کثیر تعداد نے شرکت کی حضرت امام حسن عسکریؑ کی موجودگی میں تشییع ہوئی اور حضرت کو سپرد خاک کیا گیا امام حسن عسکریؑ بہت زیادہ غم کی وجہ سے سربرہنہ گریبان چاک کرکے باہر نکلے۔ **خَرَجَ اَبُوْمُحَمَّد الحَسَنُ حَاسِرًا مَكْشُوفَ الرَّأسِ مَشْقُوقَ الثِّيَابِ** فضا کچھ اس قسم کی ہوگئی تھی کہ امام حسن عسکری موجود ہونے کے باوجود کہیں معتمد قاتل امامؑ آکر جنازہ نہ پڑھا دے اس لیے لوگوں کے آنے سے پہلے جنازہ کی تشییع سے پہلے امام حسن عسکری نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد جنازہ کو لے گئے۔

اور معتمد عباسی نے بعد میں نماز جنازہ پڑھائی بعض لوگوں نے امام حسن عسکری کے لباس کے پارہ کرنے پر اعتراض کیا تو امام نے اعتراض کرنے والوں سے فرمایا اے ناوانو تم کیا جانتے ہو؟ موسیٰ بن عمران نے بھی اپنے بھائی ہارون کی مصیبت میں کپڑوں کو چاک کیا تھا اور گریبان کو پارہ کیا تھا۔

شہاہ تو شاھد میقات لی مع اللهی
توشمع جمع شبستان ملک ایجادی

اے بادشاہ تو لی مع اللہ کے عہد نامے کا گواہ ہے تو ملک ایجاد کے شبستان کی شمع ہے

مقام باطن ذات توقاب قوسین است
به ظاهر ارچه دراین خاکدان اجسادی

تیری شخصیت کے باطن کا جو مقام ہے وہ قاب قوسین ہے اگرچہ تو بظاہر اس جسم و جان والے خاکدان میں ہے۔

کشیدی از متوکل شدائدی که به دهر
ندیده دیده گردون زهیچ شدا دی

تو نے متوکل کے ہاتھوں وہ مصیبتیں اٹھائیں جو چشم فلک نے کسی شداد سے بھی نہیں دیکھیں۔

گهی به برکه درند گان گهی زندان
گهی به بزم می و ساز و باغی وعادی

کبھی درندوں میں کبھی زندان میں کبھی شراب و موسیقی کی محفل میں کبھی باغی و عادی و معمولی فرد کی بزم میں۔

توشاه یکه سواران دشت توحیدی
اگر پیاده روان دررکاب الحادی

تو دشت توحید کے شہسواروں کا بادشاہ ہے اگرچہ ملحدوں کے ہم رکاب ہوکر پیدل چلنے پر مجبور ہے

زسوز زہر و بلا های جان تو سوخت
که بر طریقه آباد و رسم اجدادی

زہر کی سوزش اور زمانے کی بلاؤں سے تیری جان جل گئی اس لیے کہ تو اپنے بزرگوں کے طریق کار پر کار بند رہا۔

اور حضرت اس کاروان سرا میں تشریف لائے جو کاروان سرائے گدایان کے نام سے مشہور تھی حضرت وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ متوکل نے حضرت کے لیے ایک مکان کا کہا اور حضرت کو اس میں زیر نگرانی رکھا گیا۔

حضرت امام ھادیؑ قید خانے میں

ابو سلمان ابن ارومہ نے نقل کیا ہے کہ میں متوکل کی خلافت کے زمانے میں سامرہ گیا متوکل نے حضرت کو سعید حاجب کی نگرانی میں قید کیا ہوا تھا وہ حضرت کو قتل کرنا چاہتا تھا میں سعید حاجب کے پاس گیا اور اور اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم خدا کو دوست رکھتے ہو تم اپنے خدا کو دیکھنا پسند کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ خدا تو پاک و منزہ ہے آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں اس نے کہا میری مراد ھادیؑ ہیں جس کے بارے تم گمان کرتے ہو کہ یہ تمہارا امام ہے میں نے کہا کہ دل تو چاہتا ہے اس نے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں امام ھادیؑ کو قتل کر دوں محافظ کا رئیس سعید حاجب کے پاس تھا وہ درمیان میں واسطہ بنا جس کی وجہ میں امام ھادیؑ کے گھر میں داخل ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضرت کے سامنے ایک قبر کو کھودا گیا ہے میں حضرت کی خدمت میں گیا سلام کیا اور بہت زیادہ رویا حضرت نے فرمایا کہ کیوں روتے ہو تو میں نے عرض کیا کہ مولیٰؑ میں نے جو کچھ دیکھا ہے مجھے رونے پر مجبور کر رہا ہے حضرت نے فرمایا کہ تو غم نہ کرو یہ کام ان کے ہاتھ سے نہیں ہوگا حضرت کا کلام سن کر مجھے تھوڑا سا سکون ہوا اس واقعے کے بعد دو دن نہیں گذرے تھے کہ خدائے بزرگ و برتر نے متوکل اور اسکے ساتھی (فتح ابن خاقان) کو مار ڈالا (حاشیہ مختار الخرائج ص 212 بحار۔ ج 50 ص 195 - 194)

متوکل کے دستر خوان پر شراب

متوکل کو کچھ لوگوں نے کہا کہ علی بن محمد کے مکان میں کچھ خطوط اور اسلحہ قم کے شیعوں کی طرف سے آیا ہے وہ چاہتا ہے کہ آپکے خلاف قیام کرے متوکل نے راتوں رات کارندوں کو حضرت کے گھر بھیجا اور وہ گئے اور تلاشی لینے لگے جب کارندے گئے تو کیا دیکھا کہ حضرت بالوں کا لباس پہنے مٹی پر قبلہ رخ بیٹھے ہیں اور قرآن پڑھ رہے ہیں اسی حالت میں حضرت پر حملہ کیا اور سر و پاؤں برہنہ حضرت کو متوکل کے پاس لے گئے اور کہا کہ ہم کو علی بن محمد کے گھر سے کوئی چیز نہیں ملی البتہ حضرت کو ہم نے رو بقبلہ قرآن پڑھتے دیکھا ہے۔ متوکل شراب کے دستر خوان پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا حضرت کے احترام کے لیے کھڑا ہوگیا اور حضرت کو اپنے ساتھ بٹھایا پھر حضرت کو شراب کا جام پیش کیا آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میرا خون اور گوشت شراب کے ساتھ مخلوط نہیں ہوا ہے اور نہ ہی ہو گا۔ مجھے معاف رکھیں۔ متوکل مان گیا اور کہا اشعار پڑھے جائیں

ہمارے اس بزم کو اشعار کے ساتھ خوش کیا جائے۔ امامؑ نے فرمایا کیا میں بھی شعر پڑھ سکتا ہوں متوکل نے کہا ضرور اشعار پڑھیں۔ امام ھادیؑ نے غرور شکن اشعار کہ جو دنیا کی بے وفائی کے بارے میں تھے۔ پڑھا اور وہ یہ ہیں۔

باتواعلى قلل الاجبال تحرسهم
غلب الرجال فلم تنفعهم القلل

واستنزلوا بعد عز عن معاقلهم
واسكنوا حفرا يا بئس ما نزلوا

ناداهم صارخ من بعد دفنهم
اين الاساور والتيجان والحلل

اين الوجوه التي كانت منعمة
من دونها تضرب الاستار والكلل

فافصح القبر عنهم حين سائلهم
تلك الوجوه عليها الدود يقتتل

قدطال ما اكلوادهرا وقد شربوا
واصبحوا اليوم بعد الاكل قداكلوا

گردن کش طاقتور پہاڑ کی چوٹیوں پر سکونت اور حفاظت کے لئے گھر بناتے ہیں لیکن وہ پہاڑ کی چوٹیاں ان کے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہونگیں اس عظمت اور عزت کے بعد وہ اپنے بلند مکانوں سے نیچے آئے اور قبر کے گو دال کو رہائش بنایا سچ کس قدر برا لگتا ہے

دفن کے بعد منادی نے ان سے کہا کہاں ہیں وہ سونے کے چوڑیاں اور وہ تاج اور زیورات کہاں گئے وہ چہرے کہ جو عیاشی کرتے تھے اور پردے اور زینت کی چیزیں لٹکائے ہوئے تھے اور ان تمام سوالوں کا جواب قبر اپنی بے زبانی کے ساتھ دے گی کہ یہ چہرے اب کیڑے مکوڑوں کے ہجوم کی جگہ پڑے ہیں۔

حضرت امام ھادیؑ کی شہادت

حضرت امام ھادیؑ بیس سال وطن سے دور سامرہ میں حکومت کے زیر نظر رہے آخر حضرت کو معتمد عباسی کی حکومت کے اواخر میں زہر دیکر شہید کیا گیا۔ اس وقت حضرت کے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی سامرہ میں نہیں

تھا حضرت کے فرزند امام حسن عسکریؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا یہی فرزند حضرت کے غسل کفن نماز اور دفن کے متکفل ہوئے اور اس مظلوم غریب کے جنازہ کو اپنے گھر میں سپرد خاک کیا گیا حضرت کی عمر شہادت کے وقت 40 یا 42 تھی۔

حضرت امام ھادیؑ کے جنازہ میں بنی ہاشم بنی عباس اور طالبیوں کے علاہ کثیر تعداد نے شرکت کی حضرت امام حسن عسکریؑ کی موجودگی میں تشییع ہوئی اور حضرت کو سپرد خاک کیا گیا امام حسن عسکریؑ بہت زیادہ غم کی وجہ سے سربرہنہ گریبان چاک کرکے باہر نکلے۔ **خَرَجَ اَبُومُحَمَّد الحَسَنُ حَاسِرًا مَكشُوفَ الرَّاْسِ مَشقُوقَ الثِّيَابِ** فضا کچھ اس قسم کی ہوگئی تھی کہ امام حسن عسکری موجود ہونے کے باوجود کہیں معتمد قاتل امامؑ آکر جنازہ نہ پڑھادے اس لیے لوگوں کے آنے سے پہلے جنازہ کی تشییع سے پہلے امام حسن عسکری نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد جنازہ کو لے گئے۔

اور معتمد عباسی نے بعد میں نماز جنازہ پڑھائی بعض لوگوں نے امام حسن عسکری کے لباس کے پارہ کرنے پر اعتراض کیا تو امام نے اعتراض کرنے والوں سے فرمایا اے نادانو تم کیا جانتے ہو؟ موسیٰ بن عمران نے بھی اپنے بھائی ہارون کی مصیبت میں کپڑوں کو چاک کیا تھا اور گریبان کو پارہ کیا تھا۔

شہاہ تو شاھذ میقات لی مع اللھی
توشمع جمع شبستان ملک ایجادی

اے بادشاہ تو لی مع اللہ کے عہد نامے کا گواہ ہے تو ملک ایجاد کے شبستان کی شمع ہے

مقام باطن ذات توقاب قوسین است
به ظاهر ارچه دراین خاکدان اجسادی

تیری شخصیت کے باطن کا جو مقام ہے وہ قاب قوسین ہے اگرچہ تو بظاہر اس جسم و جان والے خاکدان میں ہے۔

کشیدی از متوکل شدائدی که به دهر
ندیده دیده گردون زهیچ شدا دی

تو نے متوکل کے ہاتھوں وہ مصیبتیں اٹھائیں جو چشم فلک نے کسی شداد سے بھی نہیں دیکھیں۔

گھی به برکه درند گان گھی زندان
گھی به بزم می و ساز و باغی وعادی

کبھی درندوں میں کبھی زندان میں کبھی شراب و موسیقی کی محفل میں کبھی باغی و عادی و معمولی فرد کی بزم میں۔

توشاه یکه سواران دشت توحیدی
اگر پیاده روان دررکاب الحادی

تودشت توحید کے شہسواروں کا بادشاہ ہے اگرچہ ملحدوں کے ہم رکاب ہوکر پیدل چلنے پر مجبور ہے

زسوز زہر و بلا ھای جان تو سوخت
که بر طریقه آباد و رسم اجدادی

زہر کی سوزش اور زمانے کی بلاؤں سے تیری جان جل گئی اس لیے کہ تو اپنے بزرگوں کے طریق کار پر کار بند رہا۔

تیرہویں معصومؑ

حضرت امام حسن عسکریؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت حسن بن علی اٹھارہ ربیع الثانی یا 24 ربیع الاول 232 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اور آٹھ ربیع الاول 260 ہجری کو سامرہ میں 28 سال کی عمر میں معتمد عباسی کے مکروحیلہ سے شہادت پائی۔ مرقد شریف سامرہ شہر میں واقع ہے جو عراق کا علاقہ ہے حضرت کی امامت کا زمانہ 254 سے 260 ہجری تک چھ سال بنتا ہے حضرت کی اکثر زندگی جلاوطنی قید خانہ اور نظربندی میں گزری اور آخر میں معتمد عباسی کے حکم سے زہردے کرشہید کیے گئے۔ خراسانی منتخب میں لکھتے ہیں سب سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت کا قاتل معتمد عباسی تھا۔ چنانچہ کفعمی نے مصباح کے جدول میں لکھا ہے اور ملا صالح نے شرح کافی میں شیخ صدوق سے نقل کیا ہے کہ حضرت کو معتمد نے شہید کیا ہے امام حسن عسکری نے تین طاغوتوں کے زمانے میں زندگی گزاری اس اعتبار سے کہ امام حسن عسکری کو تین رجب 254 ہجری کو امامت ملی۔ حضرت کی امامت کا آغاز معتز کی خلافت کے زمانے میں ہوا کہ جو بنی عباس کا تیرہواں خلیفہ تھا اور تقریبا" دو شعبان 255 ہجری تک اس کی حکومت رہی اور رجب کے آخر 255 ہجری کو مہتدی باللہ مسند خلافت پر بیٹھا اور اس کی خلافت سولہ رجب 256 ہجری تک رہی اس کے بعد معتمد مسند خلافت پر بیٹھا جو بنی عباس کا پندرہواں خلیفہ تھا اس کی خلافت ماہ رجب سے لے کر 279 ہجری تک یعنی 23 سال تک رہی اس بناء پر امام حسن عسکری کی امامت تین طاغوتوں کی حکومت کے ساتھ مصادف ہوئی اور وہ تین معتز المہتدی المعتمد تھے زیادہ تر امامت کا زمانہ تقریبا" چار سال سے چھ سال تک معتمد عباسی کے زمانے میں بنتا ہے۔ حضرت نے ان تینوں سے تکلیفیں پائیں اور قید خانے دیکھے۔ ان میں بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے سید بن طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت کے زمانے کے تینوں سلاطین امام حسن عسکری کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ انہوں نے سنا تھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام ظالموں کی حکومتوں کو تہس نہس کریں گے کہ جو حضرت امام حسن عسکریؑ کی اولاد سے ہونگے کئی مرتبہ حضرت کو قید خانے میں ڈالا گیاحضرت نے ان میں سے بعض کے لئے نفرین کیا تھا اس لئے وہ جلد از جلد ہلاک ہوئے علامہ سید محسن امین لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری کی امامت کے چھ سال اور چند ماہ سامرہ شہر میں معتز کے خلافت کے زمانے میں گزرے گیارہ ماہ اور اٹھائیس دن کا زمانہ مہتدی کے خلافت کے ساتھ تھا اور پانچ سال معتمد عباسی کے خلافت میں گزارے۔ یہاں ایک چیز بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بچپن کے زمانے میں جب حضرت کے والد جلا وطن ہوئے اس وقت آپ حضرت کے ساتھ سامرہ میں تھے اور وہ زمانہ متوکل کی خلافت کا تھا بعض لوگوں نے یہ بھی احتمال دیا ہے کہ حضرت سامرہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکریؑ قید خانے میں

دور امامت میں حضرت کی زندگی ہمیشہ حکومت کی زیر نظر سخت تکالیف میں ظالموں کے قیدخانوں میں گزری ہے۔ نمونہ کے طور پر معتز نے حضرت امام حسنؑ کو طالبیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قید کردیا یہ معتز بنی عباس کا تیرھواں خلیفہ تھا۔ داؤد بن قاسم کہتا ہے کہ ہم چند افراد کے ساتھ قید خانے میں تھے ہمارا نگہبان صالح بن وصیف تھاایک دن ہم نے دیکھا کہ حضرت امام حسن کو قید خانہ میں لائے اور قید خانہ میں ایک شخص تھاجس کا نام جمحی تھا(وہ قید خانہ میں جاسوسی کرتا تھااور ہم اس کو نہیں جانتے تھے) وہ اپنے آپ کو علوی کہتا تھا امام حسن عسکری نے ہم سے فرمایا اگر تمہارے درمیان کوئی اجنبی نہ ہوتاتو میں تمہیں بتا دیتاکہ کس زمانے میں تم آزاد ہوگے حضرت نے جمحی کی طرف اشارہ کیاکہ باہر چلا جائے وہ باہر چلا گیا تو امام نے ہم سے فرمایاکہ یہ شخص تم میں سے نہیں (جاسوس ہے) اس سے محتاط رہیں اس کے لباس میں ایک کاغذ ہے کہ تمہاری کارکردگی کو خلیفہ کے لئے لکھتا ہے ہم میں سے ایک نے اس کا لباس تلاش کیاتو وہی باتیں اس کاغذ میں تھیں۔

صالح بن علی ایک جماعت کے ہمراہ خلیفہ عباسی کی طرف سے قید خانہ کے رئیس صالح بن وصیف کے پاس آئے اور انہوں نے کہاکہ قید خانہ میں ابو محمد (حسن عسکریؑ) پر تنگی اور سختی کرو صالح نے جواب میں کہامیں نے دو آدمیوں کو قید خانہ میں ان پر مقرر کیا تھا تاکہ حضرت پر سختی کریں لیکن وہ دونوں حضرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ عبادت اور نماز میں ایک عظیم مرحلہ میں جاپہنچے ہیں تو صالح نے حکم دیاکہ ان دونوں کو حاضر کریں تو صالح کے حضور میں ان کو پیش کیاگیااور صالح نے ان سے کہا وائے ہو تم پر اس مرد (امام حسنؑ) کے بارے میں کیا کہتے ہو ان کاکام کہاں تک پہنچاہے ان دونوں نے جواب دیا ہم کیاکہیں اس مرد کے بارے میں کہ جو رات کو عبادت اور دن کو روزہ رکھتے ہیں عبادت ، کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے جب ہم اس کو دیکھتے ہیں تو لرزہ براندام ہوجاتے ہیں اور بے اختیار ہم روتے ہیں جب عباسیوں کی جماعت نے اس قسم کی باتیں سنیں تو شرمندہ ہو کر قید خانے سے چلے گئے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ کو ایک مدت تک نحریر نامی ایک تجربہ کار اور سخت مزاج شخص کے سپرد کیا۔ وہ حضرت پر سختی کرتا تھا۔ اس شخص کی بیوی اہل ایمان تھی۔ اس نے کہاکہ خدا سے ڈرو تمہیں نہیں معلوم کہ کس قدر عظیم شخص تمہارے قیدخانہ میں ہے؟ پس اس عورت نے حضرت کی عبادت اورمقام کو اپنے شوہر کے پاس بیان کیا اور یہ بھی کہاکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں کوئی عذاب تمہارے اوپر نازل نہ ہوجائے۔ تو نحریر غضبناک ہوا اور کہا خدا کی قسم اس کو چڑیاگھر میں درندوں کے سامنے پھینک دوں گا۔ چنانچہ نحریر نے اپنے حاکم سے اجازت لے کر

حضرت کو درندوں کے سامنے لے گیااور اس میں اسے کوئی شک نہیں تھاکہ درندے آپ کو کھاجائیں گے۔ لیکن جب حضرت کو ان کے سامنے ڈالا تو تھوڑی دیر کے بعد دیکھاکہ حضرت نماز پڑھتے ہیں اور درندے حضرت کے اطراف میں آرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت نحریر نے حکم دیاکہ حضرت کو وہاں سے باہر نکالیں۔

4- ابو ہاشم جعفری کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کے ساتھ مہتدی عباسی کے قید خانے میں تھا۔ امام حسن نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہاشم! یہ سرکش (مہتدی) آج کی رات سرور اور عیش میں گزارناچاہتاہے لیکن خدا اس کی عمر کو قطع کرے گااور خلافت بعد والے خلیفے کو پہنچے گی اس کا کوئی لڑکا ہی نہیں ہے۔ کہ اس کو پہنچے ابو ہاشم کہتا ہے کہ صبح پتہ چلاکہ ترکی کے لشکر نے اس پر حملہ کیا ہے اور اس کو مار ڈالا ہے اور معتمد عباسی اس کی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے۔

5- معتمد عباسی نے ایک مدت تک امام حسن عسکری کو علی بن حزین کی نگرانی میں قید کیا اور روزانہ ابن حزین سے حضرت کااحوال پوچھتا تھا ابن حزین جواب میں کہتا کہ آنحضرت دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں

6- عیسٰی بن صبیح کہتا ہے ہم قید خانے میں تھے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کو ہمارے پاس قید خانے میں لایا گیا تو امام نے مجھ سے فرمایاتمہاری عمر سے 65 سال چند ماہ اور ایک دن گزر گئے ہیں۔ میرے پاس دعاء کی ایک کتاب تھی اس میں میری تاریخ پیدائش لکھی ہوئی تھی میں نے اس میں دیکھا تو وہی عمر تھی کہ جو امام نے فرمائی تھی اس کے بعد مجھ سے فرمایا کیا تمہارا فرزند ہے میں نے کہا نہیں فرمایا خدایا اس کو فرزند عطا فرماکہ جو اس کابازو بنے چونکہ فرزند ایک بہترین بازو ہے اور اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھا۔

مَنْ کَانَ ذَا وَلَدٍ یُدْرِکْ ظُلَامَتَہُ - اِنَّ الذَّلِیْلَ الَّذِی لَیْسَت لَہُ عَضُدُ

جس کا بھی فرزند ہے میں نے اپنے حق کو اپنے ہاتھ لے آیا اور بیچارہ وہ ہے کہ جس کا بازو نہ ہو میں نے عرض کیا کیا آپ کا بھی فرزند ہے فرمایا ہاں خدا کی قسم وہ جلد از جلد مجھ کو فرزند عطا کرے گاکہ جو زمین کو عدل سے پر کردے گا۔

7- ایک مرتبہ امام حسن عسکریؑ کو علی بن اوتاش کی زیر نگرانی قید خانہ میں ڈالا گیا وہ ایک بے رحم اور خونخوار آدمی تھا اور آل محمد کا سخت ترین دشمن تھا اس کو حکم دیا گیا تھاکہ ہر قسم کی تکلیف حضرت کو دے لیکن امام حسن کی معنوی حالت ایسی تھی کہ ایک روز سے زیادہ نہیں گزراکہ علی بن اوتاش متاثر ہوگیااور اس نے حضرت کے سامنے عجز کے اور تواضع کے زانو زمین پر ٹیک دیئے یہاں تک کہ حضرت کے احترام کے پیش نظر آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھتا تھا یہی علی بن اوتاش جس وقت امام کے حضور سے نکلا تو معرفت اور شناخت کے اعتبار سے بہترین مومن انسان بن چکاتھا

حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کاواقعہ

ابوالادیان کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کے خدمت گاروں میں سے ایک تھا آنحضرت بیمار تھے اور بستر پر پڑے ہوئے تھے۔ اسی بیماری سے حضرت اس دنیا سے چلے گئے میں حضرت کی خدمت میں گیا جو خطوط مدائن کے لوگوں کے لیے لکھے گئے تھے ان خطوط کو حضرت نے مجھے دیااور فرمایاان کو مدائن لے جاؤ اور تم مسافرت کے پندرہ دن کے بعد جب سامرہ آؤ گے تو میرے گھر سے رونے اور عزاداری کی آواز سنوگے اور میرا جنازہ غسل کے تختے پر دیکھو گے ابوالادیان کہتاہے کہ میں نے کہا اے میرے آقا اگر ایسا واقعہ پیش آئے تو میں کس کی طرف رجوع کروں۔ فرمایا اس شخص کی طرف رجوع کرو کہ جو میرے خطوں کے جوابات کا تجھ سے مطالبہ کرے اور یہ وہ قائم ہے کہ جو میرے بعد امام ہوگامیں نے عرض کیا اس کی نشانی کیا ہے کچھ اور وضاحت فرمائیں آپ نے فرمایا جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا میں نے عرض کیا اور بھی کوئی نشانی ہے فرمایا جو تیرے تھیلے میں موجودہ شئی کی خبر دے گا۔ وہ میرا قائم مقام ہے اور وہ میرے بعد امام ہوگا اس کے بعد امام کی جلالت اور عظمت مانع ہوئی۔ اس وجہ سے میں مزید سوال نہ کرسکا۔ پھر میں مدائن کی طرف چلا گیا اور خطوط لوگوں کے حوالے کئے اور ان سے جوابات لئے پھر پندرہ دنوں کے بعد جب سامرہ لوٹاتو اچانک اسی طرح کہ جس طرح امام نے فرمایا تھا حضرت امام حسن عسکریؑ کے گھر سے رونے اور عزاداری کی آواز آئی۔ میں حضرت کے گھر میں گیا تو دیکھا کہ جعفر کذاب حضرت کا بھائی گھر کے دروازے کے نزدیک کھڑا ہے اور شیعوں نے اس کے اطراف کو گھیر رکھا ہے اور اس کو تسلیت و تعزیت پیش کر رہے ہیں۔ اور اس کو امام حسن عسکری کے بعد امام کے عنوان سے مبارک باد دے رہے ہیں میں نے اپنے آپ سے کہا اگر یہ شخص امام ہوا تو امامت کا مقام تباہ ہو جائے گاچونکہ میں جعفر کو جانتا تھا کہ یہ شراب پیتا ہے۔ جوا کھیلتاہے اور موسیقی پسند کرتاہے۔ میں اس کے پاس گیامیں نے تسلیت اور تہنیت پیش کی اور اس نے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا اس کے بعد عقید (حضرت کا غلام) آیا اور جعفر سے کہا اے میرے آقا آپ کے بھائی کے جنازہ کا کفن مکمل ہو چکا ہے نماز کے لئے آئیں تو جعفر اور اس کے شیعہ حضرت کے گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہم امام حسن عسکری کے جنازہ کے سامنے کھڑے ہوگئے جعفر آگے بڑھا تاکہ نماز جنازہ پڑھائے تکبیر کہنا چاہتاتھاکہ اتنے میں ایک بچہ گندمی رنگ کا جس کے سر کے بال گنگھریالے تھے اور دانتوں کے درمیان فاصلہ تھاوہ آگے بڑھا اور جعفر کی چادر کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا **تَأَخَّرْ یَا عَمِّ فَاَنَا اَحَقُّ بِالصَّلٰوۃِ عَلٰی اَبِی** اے چچا پیچھے ہٹ جائیں میں اپنے باپ کے جنازہ پر نماز پڑھنے کا زیادہ حق دار ہوں۔ جعفر پیچھے چلا گیا حالانکہ اس کا چہرہ متغیر تھا اور غبار آلود ہو چکا تھا وہ بچہ آگے بڑھا اور نمازپڑھائی اس

تیرہویں معصومؑ

حضرت امام حسن عسکریؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت حسن بن علی اٹھارہ ربیع الثانی یا 24 ربیع الاول 232 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اور آٹھ ربیع الاول 260 ہجری کو سامرہ میں 28 سال کی عمر میں معتمد عباسی کے مکروحیلہ سے شہادت پائی۔ مرقد شریف سامرہ شہر میں واقع ہے جو عراق کا علاقہ ہے حضرت کی امامت کا زمانہ 254 سے 260 ہجری تک چھ سال بنتا ہے حضرت کی اکثر زندگی جلاوطنی قید خانہ اور نظربندی میں گزری اور آخر میں معتمد عباسی کے حکم سے زہر دے کر شہید کیے گئے۔ خراسانی منتخب میں لکھتے ہیں سب سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت کا قاتل معتمد عباسی تھا۔ چنانچہ کفعمی نے مصباح کے جدول میں لکھا ہے اور ملا صالح نے شرح کافی میں شیخ صدوق سے نقل کیا ہے کہ حضرت کو معتمد نے شہید کیا ہے امام حسن عسکری نے تین طاغوتوں کے زمانے میں زندگی گزاری اس اعتبار سے کہ امام حسن عسکری کو تین رجب 254 ہجری کو امامت ملی۔ حضرت کی امامت کا آغاز معتز کی خلافت کے زمانے میں ہوا کہ جو بنی عباس کا تیرہواں خلیفہ تھا اور تقریباً" دو شعبان 255 ہجری تک اس کی حکومت رہی اور رجب کے آخر 255 ہجری کو مہتدی باللہ مسند خلافت پر بیٹھا اور اس کی خلافت سولہ رجب 256 ہجری تک رہی اس کے بعد معتمد مسند خلافت پر بیٹھا جو نبی عباس کا پندرہواں خلیفہ تھا اس کی خلافت ماہ رجب سے لے کر 279 ہجری تک یعنی 23 سال تک رہی اس بناء پر امام حسن عسکری کی امامت تین طاغوتوں کی حکومت کے ساتھ مصادف ہوئی اور وہ تین معتز المہتدی المعتمد تھے زیادہ تر امامت کا زمانہ تقریباً" چار سال سے چھ سال تک معتمد عباسی کے زمانے میں بنتا ہے۔ حضرت نے ان تینوں سے تکلیفیں پائیں اور قید خانے دیکھے۔ ان میں بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے سید بن طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت کے زمانے کے تینوں سلاطین امام حسن عسکری کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ انہوں نے سنا تھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام ظالموں کی حکومتوں کو تہس نہس کریں گے کہ جو حضرت امام حسن عسکریؑ کی اولاد سے ہونگے کئی مرتبہ حضرت کو قید خانے میں ڈالا گیا حضرت نے ان میں سے بعض کے لئے نفرین کیا تھا اس لئے وہ جلد از جلد ہلاک ہوئے علامہ سید محسن امین لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری کی امامت کے چھ سال اور چند ماہ سامرہ شہر میں معتز کے خلافت کے زمانے میں گزرے گیارہ ماہ اور اٹھائیس دن کا زمانہ مہتدی کے خلافت کے ساتھ تھا اور پانچ سال معتمد عباسی کے خلافت میں گزارے۔ یہاں ایک چیز بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بچپن کے زمانے میں جب حضرت کے والد جلا وطن ہوئے اس وقت آپ حضرت کے ساتھ سامرہ میں تھے اور وہ زمانہ متوکل کی خلافت کا تھا بعض لوگوں نے یہ بھی احتمال دیا ہے کہ حضرت سامرہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکریؑ قید خانے میں

دور امامت میں حضرت کی زندگی ہمیشہ حکومت کی زیر نظر سخت تکالیف میں ظالموں کے قیدخانوں میں گزری ہے۔ نمونہ کے طور پر معتز نے حضرت امام حسنؑ کو طالبیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قید کردیا یہ معتز بنی عباس کا تیرھواں خلیفہ تھا۔ داؤد بن قاسم کہتا ہے کہ ہم چند افراد کے ساتھ قید خانے میں تھے ہمارا نگہبان صالح بن وصیف تھا ایک دن ہم نے دیکھا کہ حضرت امام حسن کو قید خانہ میں لائے اور قید خانہ میں ایک شخص تھا جس کا نام جمحی تھا (وہ قید خانہ میں جاسوسی کرتا تھا اور ہم اس کو نہیں جانتے تھے) وہ اپنے آپ کو علوی کہتا تھا امام حسن عسکری نے ہم سے فرمایا اگر تمہارے درمیان کوئی اجنبی نہ ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتا کہ کس زمانے میں تم آزاد ہوگے حضرت نے جمحی کی طرف اشارہ کیا کہ باہر چلا جائے وہ باہر چلا گیا تو امام نے ہم سے فرمایا کہ یہ شخص تم میں سے نہیں (جاسوس ہے) اس سے محتاط رہیں اس کے لباس میں ایک کاغذ ہے کہ تمہاری کارکردگی کو خلیفہ کے لئے لکھتا ہے ہم میں سے ایک نے اس کا لباس تلاش کیا تو وہی باتیں اس کاغذ میں تھیں۔

صالح بن علی ایک جماعت کے ہمراہ خلیفہ عباسی کی طرف سے قید خانہ کے رئیس صالح بن وصیف کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ قید خانہ میں ابو محمد (حسن عسکریؑ) پر تنگی اور سختی کرو صالح نے جواب میں کہا میں نے دو آدمیوں کو قید خانہ میں ان پر مقرر کیا تھا تاکہ حضرت پر سختی کریں لیکن وہ دونوں حضرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ عبادت اور نماز میں ایک عظیم مرحلہ میں جاپہنچے ہیں تو صالح نے حکم دیا کہ ان دونوں کو حاضر کریں تو صالح کے حضور میں ان کو پیش کیا گیا اور صالح نے ان سے کہا وائے ہو تم پر اس مرد (امام حسنؑ) کے بارے میں کیا کہتے ہو ان کا کام کہاں تک پہنچا ہے ان دونوں نے جواب دیا ہم کیا کہیں اس مرد کے بارے میں کہ جو رات کو عبادت اور دن کو روزہ رکھتے ہیں عبادت ، کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے جب ہم اس کو دیکھتے ہیں تو لرزہ براندام ہوجاتے ہیں اور بے اختیار ہم روتے ہیں جب عباسیوں کی جماعت نے اس قسم کی باتیں سنیں تو شرمندہ ہو کر قید خانے سے چلے گئے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ کو ایک مدت تک نحریر نامی ایک تجربہ کار اور سخت مزاج شخص کے سپرد کیا۔ وہ حضرت پر سختی کرتا تھا۔ اس شخص کی بیوی اہل ایمان تھی۔ اس نے کہا کہ خدا سے ڈرو تمہیں نہیں معلوم کہ کس قدر عظیم شخص تمہارے قیدخانہ میں ہے؟ پس اس عورت نے حضرت کی عبادت اور مقام کو اپنے شوہر کے پاس بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں کوئی عذاب تمہارے اوپر نازل نہ ہوجائے۔ تو نحریر غضبناک ہوا اور کہا خدا کی قسم اس کو چڑیا گھر میں درندوں کے سامنے پھینک دوں گا۔ چنانچہ نحریر نے اپنے حاکم سے اجازت لے کر

حضرت کو درندوں کے سامنے لے گیااور اس میں اسے کوئی شک نہیں تھاکہ درندے آپ کو کھاجائیں گے۔ لیکن جب حضرت کو ان کے سامنے ڈالا تو تھوڑی دیر کے بعد دیکھاکہ حضرت نماز پڑھتے ہیں اور درندے حضرت کے اطراف میں آرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت نحریر نے حکم دیاکہ حضرت کو وہاں سے باہر نکالیں۔

4- ابو ہاشم جعفری کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کے ساتھ مہتدی عباسی کے قید خانے میں تھا۔ امام حسن نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہاشم! یہ سرکش (مہتدی) آج کی رات سرور اور عیش میں گزارناچاہتاہے لیکن خدا اس کی عمر کو قطع کرے گااور خلافت بعد والے خلیفے کو پہنچے گی اس کا کوئی لڑکا ہی نہیں ہے۔ کہ اس کو پہنچے ابو ہاشم کہتا ہے کہ صبح پتہ چلا کہ ترکی کے لشکر نے اس پر حملہ کیا ہے اور اس کو مار ڈالا ہے اور معتمد عباسی اس کی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے۔

5- معتمد عباسی نے ایک مدت تک امام حسن عسکری کو علی بن حزین کی نگرانی میں قید کیا اور روزانہ ابن حزین سے حضرت کااحوال پوچھتا تھا ابن حزین جواب میں کہتا کہ آنحضرت دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں

6- عیسیٰ بن صبیح کہتا ہے ہم قید خانے میں تھے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کو ہمارے پاس قید خانے میں لایا گیا تو امام نے مجھ سے فرمایاتمہاری عمر سے 65 سال چند ماہ اور ایک دن گزر گئے ہیں۔ میرے پاس دعاء کی ایک کتاب تھی اس میں میری تاریخ پیدائش لکھی ہوئی تھی میں نے اس میں دیکھا تو وہی عمر تھی کہ جو امام نے فرمائی تھی اس کے بعد مجھ سے فرمایا کیا تمہارا فرزند ہے میں نے کہا نہیں فرمایا خدایا اس کو فرزند عطا فرما کہ جو اس کا بازو بنے چونکہ فرزند ایک بہترین بازو ہے اور اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھا۔

مَنْ كَانَ ذَا وُلْدٍ يُدْرِكُ ظُلَامَتَهُ - اِنَّ الذَّلِيْلَ الَّذِي لَيْسَتْ لَهُ عَضُدُ

جس کا بھی فرزند ہے میں نے اپنے حق کو اپنے ہاتھ لے آیا اور بیچارہ وہ ہے کہ جس کا بازو نہ ہو میں نے عرض کیا کیا آپ کا بھی فرزند ہے فرمایا ہاں خدا کی قسم وہ جلد از جلد مجھ کو فرزند عطا کرے گاکہ جو زمین کو عدل سے پر کردے گا۔

7- ایک مرتبہ امام حسن عسکریؑ کو علی بن اوتاش کی زیر نگرانی قید خانہ میں ڈالا گیا وہ ایک بے رحم اور خونخوار آدمی تھا اور آل محمد کا سخت ترین دشمن تھا اس کو حکم دیا گیا تھاکہ ہر قسم کی تکلیف حضرت کو دے لیکن امام حسن کی معنوی حالت ایسی تھی کہ ایک روز سے زیادہ نہیں گزرا کہ علی بن اوتاش متاثر ہوگیااور اس نے حضرت کے سامنے عجز کے اور تواضع کے زانو زمین پر ٹیک دیئے یہاں تک کہ حضرت کے احترام کے پیش نظر آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا یہی علی بن اوتاش جس وقت امام کے حضور سے نکلا تو معرفت اور شناخت کے اعتبار سے بہترین مومن انسان بن چکاتھا

حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کاواقعہ

ابوالادیان کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کے خدمت گاروں میں سے ایک تھا آنحضرت بیمار تھے اور بستر پر پڑے ہوئے تھے۔ اسی بیماری سے حضرت اس دنیا سے چلے گئے میں حضرت کی خدمت میں گیا جو خطوط مدائن کے لوگوں کے لیے لکھے گئے تھے ان خطوط کو حضرت نے مجھے دیااور فرمایاان کو مدائن لے جاؤ اور تم مسافرت کے پندرہ دن کے بعد جب سامرہ آؤ گے تو میرے گھر سے رونے اور عزاداری کی آواز سنوگے اور میرا جنازہ غسل کے تختے پر دیکھو گے ابوالادیان کہتاہے کہ میں نے کہا اے میرے آقا اگر ایسا واقعہ پیش آئے تو میں کس کی طرف رجوع کروں۔ فرمایا اس شخص کی طرف رجوع کرو کہ جو میرے خطوں کے جوابات کا تجھ سے مطالبہ کرے اور یہ وہ قائم ہے کہ جو میرے بعد امام ہوگامیں نے عرض کیا اس کی نشانی کیا ہے کچھ اور وضاحت فرمائیں آپ نے فرمایا جو میری نماز جنازہ پڑہائے گا میں نے عرض کیا اور بھی کوئی نشانی ہے فرمایا جو تیرے تھیلے میں موجودہ شئی کی خبر دے گا۔ وہ میرا قائم مقام ہے اور وہ میرے بعد امام ہوگا اس کے بعد امام کی جلالت اور عظمت مانع ہوئی۔ اس وجہ سے میں مزید سوال نہ کرسکا۔ پھر میں مدائن کی طرف چلا گیا اور خطوط لوگوں کے حوالے کئے اور ان سے جوابات لئے پھر پندرہ دنوں کے بعد جب سامرہ لوٹاتو اچانک اسی طرح کہ جس طرح امام نے فرمایا تھا حضرت امام حسن عسکریؑ کے گھر سے رونے اور عزاداری کی آواز آئی۔ میں حضرت کے گھر میں گیا تو دیکھاکہ جعفر کذاب حضرت کا بھائی گھر کے دروازے کے نزدیک کھڑا ہے اور شیعوں نے اس کے اطراف کو گھیر رکھا ہے اور اس کو تسلیت و تعزیت پیش کر رہے ہیں۔ اور اس کو امام حسن عسکری کے بعد امام کے عنوان سے مبارک باد دے رہے ہیں میں نے اپنے آپ سے کہا اگر یہ شخص امام ہوا تو امامت کا مقام تباہ ہو جائے گاچونکہ میں جعفر کو جانتاتھا کہ یہ شراب پیتا ہے۔ جوا کھیلتاہے اور موسیقی پسند کرتاہے۔ میں اس کے پاس گیامیں نے تسلیت اور تہنیت پیش کی اور اس نے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا اس کے بعد عقید (حضرت کا غلام) آیا اور جعفر سے کہا اے میرے آقا آپ کے بھائی کے جنازہ کا کفن مکمل ہو چکا ہے نماز کے لئے آئیں تو جعفر اور اس کے شیعہ حضرت کے گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہم امام حسن عسکری کے جنازہ کے سامنے کھڑے ہوگئے جعفر آگے بڑھا تاکہ نماز جنازہ پڑھائے تکبیر کہنا چاہتاتھاکہ اتنے میں ایک بچہ گندمی رنگ کا جس کے سر کے بال گھنگھریالے تھے اور دانتوں کے درمیان فاصلہ تھاوہ آگے بڑھا اور جعفر کی چادر کو پکڑکر کھینچا اور فرمایا **تَأَخَّرْ يَا عَمِّ فَاَنَا اَحَقُّ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى اَبِی** اے چچا پیچھے ہٹ جائیں میں اپنے باپ کے جنازہ پر نماز پڑھنے کا زیادہ حق دار ہوں۔ جعفر پیچھے چلا گیا حالانکہ اس کا چہرہ متغیر تھا اور غبار آلود ہو چکا تھا وہ بچہ آگے بڑھا اور نماز پڑھائی اس

کے بعد آپ کے پدر بزرگوار امام ہادیؑ کی قبر کے نزدیک سامرہ شہر میں آپ کو دفن کیا گیا اس کے بعد وہ بچہ مجھ سے کہنے لگا جو خطوط تمہارے پاس ہیں ان کو میرے پاس لے آؤ میں نے ان خطوط کو اس بچہ کے حوالے کردیا اور اپنے آپ سے دل میں کہا کہ دو علامتیں مکمل ہوگئیں۔ 1- نماز جنازہ پڑھانا 2- خطوط کا مطالبہ کرنا لیکن تیسری علامت باقی رہ گئی کہ تھیلے میں جو کچھ ہے اس کے بارے میں خبر دینا۔ میں جعفر کذاب کے پاس گیا اس کو دیکھا کہ وہ مضطرب اور پریشان ہے ایک شخص کہ جس کا نام حاجز وشاء تھا اس نے جعفر سے کہا کہ وہ بچہ کون ہے؟ حاجز چاہتا تھا کہ اس سوال کے ساتھ جعفر کو اس حجت میں عاجز کردے تاکہ وہ امامت کا دعویٰ نہ کرے۔ جعفر نے کہا خدا کی قسم میں نے اس بچہ کو کبھی بھی نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی اس کو پہچانتا ہوں ابوالادیان کہتا ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک چند آدمی قم سے آئے وہ امام حسن عسکریؑ کی تلاش میں تھے جب ان کو پتہ چلا کہ حضرت اس دنیا سے چلے گئے ہیں انہوں نے پوچھا کہ ان کے بعد امام کون ہیں لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا انہوں نے جعفر کو سلام کیا اور اس کو تسلیت اور تہنیت پیش کی اور انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہے ہمیں یہ بتایئے کہ ان خطوط کو کس نے بھیجا ہے اور مال کس مقدار میں ہے تو جعفر کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کیا ہم سے علم غیب چاہتے ہو اور اسی اثنا میں امام عصر کی جانب سے ایک خادم باہر نکلا اور کہا کہ تمہارے پاس فلاں فلاں کا خط ہے ہر ایک کا نام لیا اور تمہارے پاس ایک تھیلہ ہے کہ جس میں ہزار دینار ہیں ان میں سے دس دینار سونے کے ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں قمیوں نے ان خطوط اور تھیلے کو اس خادم کے حوالے کیا اور انہوں نے کہا ہے کہ جس نے اس شخص کو ہمارے پاس بھیجا ہے وہی امام ہے اور امام زمان وہی بچہ تھا جس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی اس واقعہ کے بعد جعفر کذاب معتمد (بنی عباس کا پندرہواں

...ؑ کے گھر میں ایک بچہ ہے اور شیعہ اس کی امامت کے قائل

...نے کی لئے بھیجا جب تلاش کے بعد بچہ نہ ملا تو امام حسن کی

...یا اس نے انکار کردیا اور کہا کہ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے اور یہ

...تلاش نہ کریں اور کہا کہ میں حضرت سے حاملہ ہوں یعنی

...آدمیوں نے اس کنیز کو ابن ابی الشواب قاضی کے سپرد کیا

...دوران معمد کا وزیر عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان مرگیا اور

...سرگرم لوگ تھے وہ ان امور میں مصروف ہوگئے اور

...اپنے گھر آگئی اور یہ اس نے امام کے تحفظ کے لیے

...حسن عسکری کے وقت امام زمانہ کی عمر 5 سال تھی

...زہر دیا گیا اور وہ بیماری کے بستر میں پڑے رہے اور

تو...

گھی

کبھی درندوں میں کبھی زند...

توشاہ یکہ سولان

آپ کی بیماری کی اطلاع جعفر کذاب کہ جو حضرت کا بھائی تھا وہ ایک فاسق مرد تھا چند افراد کی وساطت سے خلیفہ تک پہنچائی اور اس نے پندرہ قابل اطمینان افراد امام حسن عسکریؑ کے گھر کی نگرانی کے لئے بھیج دیئے اور انہوں نے گھر کو اپنے کنٹرول میں لے لیا حضرت کی عمر کے آخری تین دن سخت دشواری میں گزرے اور دو دن کے بعد خلیفہ کو اطلاع دی گئی کہ امام کی حالت سخت تکلیف میں ہے اور اس نے حسب ظاہر طبیب اور قاضی القضاۃ کو امام حسن عسکری کے گھر میں بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ دن رات حضرت کے گھر میں رہیں اور وہ وہیں پر تھے یہاں تک کہ حضرت دنیا سے چلے گئے جب امام حسن کی وفات کی خبر لوگوں کو پہنچی تو پورا سامرہ کا شہر عزادار بن گیا حضرت کی بیماری کے آخری چند گھنٹے امام حسن پر اتنے سخت گزرے کہ حضرت دوا تک نہیں کھاسکتے تھے اس دوران اپنے غلام عقید سے فرمایا تم فلاں کمرہ میں چلے جاؤ وہاں ایک بچہ نظر آئے گا کہ جو سجدہ میں پڑا ہوگا اس کا چہرہ درخشاں اور سر کے بال گنگھریالے ہونگے ان کے دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوگا اس کو میرے پاس لے آؤ جب وہ بچہ امام حسن کے پاس آیا اور امام حسن کی نظر اس پر پڑی تو آپ رونے لگے اور فرمایا **یَاسَیِّدَ اَهْلِبَیْتِهِ اِسْقِنِی الْمَاءَ فَاِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّی** اے اپنے گھر والوں کے سردار مجھے پانی پلاؤ۔ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں میری وفات قریب ہے اس آقا زادے نے جوش دیا ہوا پانی اپنے ہاتھوں سے اپنے پدر بزرگوار کو پلایا اس کے بعد امام حسن نے فرمایا مجھے نماز کی تیاری کراؤ اس آقازادہ نے اپنے پدر بزرگوار کے وضو میں مدد کی۔ امام حسن نے اس سے فرمایا تجھ کو بشارت ہو اے میرے بیٹے کہ تو ہی صاحب زماں ہے اور تو ہی مہدی اور حجت خدا ہے تمام زمین پر اور یہ عہد ہے جو میرے باپ سے اس نے اپنے آباء سے بالاخر رسول خدا تک اس کا سلسلہ پہنچتا ہے

از پس پردہ برون حجت اثناعشر است

یاکہ در غرہ مہ قرص قمر جلوہ گر است

بارہویں حجت خدا پردے کے پیچھے نمایاں ہیں یا چاند کے ماتھے میں چاند کا ٹکڑا جلوہ دکھا رہا ہے

بلبل از دوری گل تاسحر امشب بہ نوا است

یاپسر برسر بالین پدر نوحہ گراست

بلبل پھول کی جدائی میں نوحہ کناں ہے یا پسر باپ کے سرہانے نوحہ گری میں مصروف ہے

ہاتفی گفت کہ خاموش مگر بی خبری

حسن عسکری امشب بہ جناح سفر است

ہاتف غیبی نے کہا خاموش! کیا تجھے معلوم نہیں کہ آج رات امام حسن عسکری آخرت کا سفر کر رہے ہیں

سر بہ دامان پسر گرم سخن بامعبود

کے بعد آپ کے پدر بزرگوار امام ہادیؑ کی قبر کے نزدیک سامرہ شہر میں آپ کو دفن کیا گیا اس کے بعد وہ بچہ مجھ سے کہنے لگا جو خطوط تمہارے پاس ہیں ان کو میرے پاس لے آؤ میں نے ان خطوط کو اس بچہ کے حوالے کردیا اور اپنے آپ سے دل میں کہا کہ دو علامتیں مکمل ہوگئیں۔ 1- نماز جنازہ پڑھانا 2- خطوط کا مطالبہ کرنا لیکن تیسری علامت باقی رہ گئی کہ تھیلے میں جو کچھ ہے اس کے بارے میں خبر دینا۔ میں جعفر کذاب کے پاس گیا اس کو دیکھا کہ وہ مضطرب اور پریشان ہے ایک شخص کہ جس کا نام حاجز وشاء تھا اس نے جعفر سے کہا کہ وہ بچہ کون ہے؟ حاجز چاہتا تھا کہ اس سوال کے ساتھ جعفر کو اس حجت میں عاجز کردے تاکہ وہ امامت کا دعویٰ نہ کرے۔ جعفر نے کہا خدا کی قسم میں نے اس بچہ کو کبھی بھی نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی اس کو پہچانتا ہوں ابوالادیان کہتا ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک چند آدمی قم سے آئے وہ امام حسن عسکریؑ کی تلاش میں تھے جب ان کو پتہ چلا کہ حضرت اس دنیا سے چلے گئے ہیں انہوں نے پوچھا کہ ان کے بعد امام کون ہیں لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا انہوں نے جعفر کو سلام کیا اور اس کو تسلیت اور تہنیت پیش کی اور انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہے ہمیں یہ بتایئے کہ ان خطوط کو کس نے بھیجا ہے اور مال کس مقدار میں ہے تو جعفر کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کیا ہم سے علم غیب چاہتے ہو اور اسی اثنا میں امام عصر کی جانب سے ایک خادم باہر نکلا اور کہا کہ تمہارے پاس فلاں فلاں کا خط ہے ہر ایک کا نام لیا اور تمہارے پاس ایک تھیلہ ہے کہ جس میں ہزار دینار ہیں ان میں سے دس دینار سونے کے ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں قمیوں نے ان خطوط اور تھیلے کو اس خادم کے حوالے کیا اور انہوں نے کہا ہے کہ جس نے اس شخص کو ہمارے پاس بھیجا ہے وہی امام ہے اور امام زمان وہی بچہ تھا جس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی اس واقعہ کے بعد جعفر کذاب معتمد (بنی عباس کا پندرہواں خلیفہ) کے پاس گیا اور کہا میرے بھائی حسن عسکریؑ کے گھر میں ایک بچہ ہے اور شیعہ اس کی امامت کے قائل ہیں معتمد نے اپنے آدمیوں کو اس بچہ کے گرفتار کرنے کی لئے بھیجا جب تلاش کے بعد بچہ نہ ملا تو امام حسن کی کنیز صیقل کو گرفتار کرلیا اور اس سے بچے کا مطالبہ کیا اس نے انکار کردیا اور کہا کہ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے اور یہ اس نے ان کو واپس کرنے کے لئے کہا تاکہ وہ بچے کو تلاش نہ کریں اور کہا کہ میں حضرت سے حاملہ ہوں یعنی میں حضرت امام حسنؑ سے حاملہ ہوچکی ہوں۔ ان کے آدمیوں نے اس کنیز کو ابن ابی الشواب قاضی کے سپرد کیا اور کہا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کو قتل کردینا اور اسی دوران معمد کا وزیر عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان مرگیا اور زنگیوں کے امیر نے بصرہ میں خروج کیا اور خلافت کے جو سرگرم لوگ تھے وہ ان امور میں مصروف ہوگئے اور بچے کو تلاش کرنا بھول گئے اور صیقل کنیز قاضی کے گھر سے اپنے گھر آگئی اور یہ اس نے امام کے تحفظ کے لیے بطور تقیہ کہا تھا اور درحقیقت وہ حاملہ نہیں تھی اور وفات امام حسن عسکری کے وقت امام زمانہ کی عمر 5 سال تھی جب کہ ہم نے کہا کہ امام حسن عسکریؑ کو معتمد کے حکم سے زہر دیا گیا اور وہ بیماری کے بستر میں پڑے رہے اور

آپ کی بیماری کی اطلاع جعفر کذاب کہ جو حضرت کا بھائی تھا وہ ایک فاسق مرد تھا چند افراد کی وساطت سے خلیفہ تک پہنچائی اور اس نے پندرہ قابل اطمینان افراد امام حسن عسکریؑ کے گھر کی نگرانی کے لئے بھیج دیئے اور انہوں نے گھر کو اپنے کنٹرول میں لے لیا حضرت کی عمر کے آخری تین دن سخت دشواری میں گزرے اور دو دن کے بعد خلیفہ کو اطلاع دی گئی کہ امام کی حالت سخت تکلیف میں ہے اور اس نے حسب ظاہر طبیب اور قاضی القضاۃ کو امام حسن عسکری کے گھر میں بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ دن رات حضرت کے گھر میں رہیں اور وہ وہیں پر تھے یہاں تک کہ حضرت دنیا سے چلے گئے جب امام حسن کی وفات کی خبر لوگوں کو پہنچی تو پورا سامرہ کا شہر عزادار بن گیا حضرت کی بیماری کے آخری چند گھنٹے امام حسن پر اتنے سخت گزرے کہ حضرت دوا تک نہیں کھاسکتے تھے اس دوران اپنے غلام عقید سے فرمایا تم فلاں کمرہ میں چلے جاؤ وہاں ایک بچہ نظر آئے گا کہ جو سجدہ میں پڑا ہو گا اس کا چہرہ درخشاں اور سر کے بال گنگھریالے ہونگے ان کے دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوگا اس کو میرے پاس لے آؤ جب وہ بچہ امام حسن کے پاس آیا اور امام حسن کی نظر اس پر پڑی تو آپ رونے لگے اور فرمایا **یَاسَیِّدَ اَهْلِبَیْتِهِ اِسْقِنِی الْمَاءَ فَاِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّی** اے اپنے گھر والوں کے سردار مجھے پانی پلاؤ۔ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں میری وفات قریب ہے اس آقا زادے نے جوش دیا ہوا پانی اپنے ہاتھوں سے اپنے پدر بزرگوار کو پلایا اس کے بعد امام حسن نے فرمایا مجھے نماز کی تیاری کراؤ اس آقازادہ نے اپنے پدر بزرگوار کے وضو میں مدد کی۔ امام حسن نے اس سے فرمایا تجھ کو بشارت ہو اے میرے بیٹے کہ تو ہی صاحب زماں ہے اور تو ہی مہدی اور حجت خدا ہے تمام زمین پر اور یہ عہد ہے جو میرے باپ سے اس نے اپنے آباء سے بالآخر رسول خدا تک اس کا سلسلہ پہنچتا ہے

از پس پردہ برون حجت اثناعشر است
یاکہ در غرہ مہ قرص قمر جلوہ گر است

بارہویں حجت خدا پردے کے پیچھے نمایاں ہیں یا چاند کے ماتھے میں چاند کا ٹکڑا جلوہ دکھا رہا ہے

بلبل از دوری گل تاسحر امشب بہ نوا است
یاپسربرسر بالین پدر نوحہ گراست

بلبل پھول کی جدائی میں نوحہ کناں ہے یاپسرباپ کے سرہانے نوحہ گری میں مصروف ہے

ہاتفی گفت کہ خاموش مگر بی خبری
حسن عسکری امشب بہ جناح سفر است

ہاتف غیبی نے کہا خاموش! کیا تجھے معلوم نہیں کہ آج رات امام حسن عسکری آخرت کا سفر کر رہے ہیں

سر بہ دامان پسر گرم سخن بامعبود

چهره اش با اثر زبر جفاپر گهر است

سر بیٹے کے دامن پر ہے اور معبود سے راز و نیاز کی باتیں ہیں ان کا چہرہ زہر کے اثر کی وجہ سے موتیوں سے لبریز ہے

شد برون طایر روحش زقفش سوئی جنان

مهدی منتظر از بهر پدر خون جگر است

ان کا طائر روح قفس عنصری سے باہر ہے مہدی منتظر کا جگر باپ کی جدائی سے پر خون ہے۔

چودہویں معصومؑ

امام حضرت امام محمد مہدیؑ کے مصائب کا ذکر

حضرت امام مہدیؑ (ارواحنا لہ الفداء) 15 شعبان 255 یا 256 ہجری کو سامرہ شہر میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی کفالت میں مخفی طور پر زندگی گزارتے رہے اپنے خواص کے علاوہ ان کے وجود کی کسی کو بھی اطلاع نہیں تھی۔ امام حسن عسکریؑ آپ کو بنی عباس کے سرکشوں کے ضرر سے محفوظ رکھتے تھے۔ اور آپ کے والد آٹھ ربیع الاول 260 ہجری کو شہید ہوئے اور آخری حجت خدا پانچ سال کی عمر میں امام ہوئے حضرت امام مہدیؑ خدا کے حکم سے پردہ غیبت میں ہیں۔

1- غیبت صغراء کا زمانہ 260 ہجری سے شروع ہوا اور 329 ہجری کو ختم ہوا کہ جو تقریبا ستر سال بنتے ہیں (اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں) یعنی 255 یا 256 ہجری میں امام زمانہ پیدا ہوئے اور 260 ہجری میں کہ جب آپ پانچ یا چار سال کے تھے آپ کے والد شہید ہوئے اور آپ ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے بعد حکم خدا سے غیبت صغراء میں چلے گئے اور 329 یا 330 ہجری تک جوکہ ستر یا انہتر سال بنتے ہیں آپ کی غیبت صغراء کا زمانہ ہے۔ اس دوران آپ نواب اربعہ وغیرہ کو ملتے رہے۔

2- غیبت کبریٰ کا زمانہ 329 ہجری سے شروع ہوا اور جب خدا چاہے گا آپ ظہور فرمائیں گے۔ اور اس وقت تک یہ زمانہ جاری ہے حضرت کی زندگی کے زمانے کو چار حصوں میں تقسیم کیاجاسکتا ہے۔

1- اپنے والد بزرگوار کا زمانہ (پانچ سال) 2- غیبت صغراء کا زمانہ کہ جس میں اپنے چار خاص سفیروں کے ساتھ ملاقات کرتے رہے جن کے نام یہ ہیں۔

1- عثمان بن سعید 2- محمد بن عثمان 3- حسین بن روح 4- علی بن محمد سیمری اور آخری سفیر کو حکم دیا کہ اپنے لئے جانشین مقرر نہ کرواور میرے بابا کی حدیث من کان من الفقہاء پر عمل کرو یہاں تک کہ میں دوبارہ ظاہر نہ ہو جاؤں۔

3- غیبت کبریٰ اور حضرت کا انتظار اور بعض کی حضرت سے ملاقات آنحضرت نے اس زمانے میں امور شرعی کی زمام ولی فقیہ مجتہد جامع الشرائط کے سپرد کی ہے۔

زیارت ناحیہ کے چند جملات

حضرت ولی العصرؑ کے مصائب بہت زیادہ ہیں حضرت تمام آئمہ کے مصائب پیغمبرؐ کی مصیبت اور فاطمہؑ کی مصیبت

ہیں اور جو بھی مردان خدا راہ اسلام میں شہید ہوچکے یا مجروح ہوچکے ان سب کی مصیبت سے متاثر ہوئے ہیں۔
یہاں پر حضرت ولی عصرؑ کی مصیبت اپنے جد بزرگوار امام حسینؑ پر اکتفا کرتاہوں کربلا کاواقعہ بہت زیادہ دل سوز ہے کسی نے بھی اس سانحہ کی گہرائی کو درک نہیں کیا ہے جس طرح امام زماں نے درک کیا ہے آنحضرت اپنے جد امام حسینؑ پر جگر سوز اور جا نگداز سلام اور مراثی پڑھتے تھے اس کے بارے میں حضرت نے کچھ مصائب ذکر کیے ہیں یہاں پر چند جملے کہ زیارت ناحیہ سے لئے گئے ہیں اس کو بیان کرتاہوں۔

حضرت بعض کلمات میں فرماتے ہیں۔

لَئِنْ اَخَّرَتْنِی الدُّھُوْرُ وَ عَاقَنِی عَنْ نَصْرِکَ الْمَقْدُوْرُ لَاَنْدُبَنَّکَ صَبَاحًا وَ مَسَاءً فَلَاَنْدُبَنَّکَ صَبَاحًاوَ مَسَاءً وَ لَاَبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بَدَلَ الدُّمُوْعِ دَمًا

اگر زمانے نے مجھے تاخیر میں ڈالا اور میرے مقدرات نے آپ کی مدد سے نہ روکا تو صبح و شام آپ کے مصائب کو یاد کرکے گریہ کرونگا صبح سے لے کر شام تک آنکھوں سے آنسو جاری کرونگا اور ندبہ کرونگا اور آنسو کی بجائے خون بہاؤنگا **اَمَرَ اللَّعِیْنُ جُنُوْدَهٗ فَمَنَعُوْکَ وُرُوْدَهٗ وَنَاجَزُوْکَ الْقِتَالَ وَعَاجَلُوْکَ النِّزَالَ وَرَشَقُوْکَ بِالسِّھَامِ وَالنِّبَالِ فَاَخَذَ قَوَابِکَ مِنْ کُلِّ جِھَاتٍ وَاَثْخَنُوْکَ بِالْجِرَاحِ**

اے جد بزرگوار میں کیسے فراموش کرسکتا ہوں اس وقت کو کہ جب عمر سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پانی کو خیمے میں لے جانے سے روکیں اور آپ کے ساتھ جنگ کریں اور آپ پر حملہ کریں اور آپ کے نازک بدن کو تیروں اور نیزوں کا نشانہ بنائیں اور ہر طرف سے آپ کا محاصرہ کریں اور ہرایک اسلحہ کے ساتھ آپ کے بدن کو مجروح کرتا تھا۔ **وَ اَسْرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاکِیًا" وَھِیَ تَقُوْلُ اَلظَّلِیْمَةُ اَلظَّلِیْمَةُ مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِیِّھَا** اے جد بزرگوار اس وقت کو فراموش نہیں کرونگا کہ جس وقت کہ گھوڑا سوار کے بغیر دوڑ کر خیموں کی طرف آیا اور ہمہمہ کرتاتھا اور آنسو آنکھوں سے جاری تھے اور اپنی بے زبانی کے ساتھ کہتاتھا وائے ہو اس ظالم پر کہ جس نے رسول کی بیٹی کے فرزند کو شہید کردیا
فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَکَ مَخْزِیًا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْهِ مَلْوِیًّا بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ لَاطِمَاتِ الْخُدُوْدِ سَافِرَاتِ الْوُجُوْهِ بِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٌ وَ بَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٌ وَاِلٰی مَصْرَعِکَ مُبَادِرَاتٌ وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِکَ مُوْلِعٌ سَیْفَهٗ عَلٰی نَحْرِکَ

اے جد بزرگوار کس طرح یاد نہ کروں اس دلخراش منظر کو کہ اھل حرم نے آپ کے گھوڑے کو خوار اور شرمندہ دیکھا زین جھکا ہوادیکھا اور خیموں سے اس حال میں باہر آئی تھیں کہ اپنے بالوں کو پھیلائے ہوئے تھیں اور اپنے چہروں پر طمانچے مار رہی تھیں اور ان کے بال کھلے ہوئے تھے اور فریاد کررہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ ہائے

ہماری عزت چلی گئی اور اسی حال میں وہ قتل گاہ کی طرف جاناچاہتی تھیں تو انہوں نے کیا دیکھا کہ شمر حضرت کے سینہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اپنی تلوار کو حضرت کے گلے پر پھیرنا چاہتاہے اور حضرت کاسر بدن سے جداکرناچاہتاہے
فَھَوَیْتَ اِلَی الْاَرْضِ جَرِیْحًا تَطَؤُکَ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِھَا وَتَعْلُوْکَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِھَا قَدْرَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِیْنُکَ وَاخْتَلَفَ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُکَ وَیَمِیْنُکَ

اے جدبزرگوار کس طرح یاد نہ کروں اس وقت کو کہ آپ کابدن زخموں سے بھرا ہوازمین پر پڑا تھا ایک سرکش گروہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر آیا اور گھوڑوں کے سموں سے آپ کے بدن کو پامال کردیااور گھوڑوں نے آپ کی لاش کو بکھیر دیا۔ **وَسُبِیَ اَھْلُکَ کَالْعَبِیْدِ وَصُفِّدُوْا بِالْحَدِیْدِ فَوْقَ اَقْتَابِ الْمَطِیَّاتِ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمْ حَرُّالْھَاجِرَاتِ یُسَاقُوْنَ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ اَیْدِیْھِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِھِمْ فِی الْاَسْوَاقِ فَوَیْلٌ لِلْعُصَاةِ الْفُسَّاقِ**

اے جدبزرگوار میں اس وقت کو فراموش نہیں کرسکتا کہ جب آپکی شہادت کے بعد آپ کے اھل بیتؑ کو غلاموں کی طرح پھرایاگیا اور لوہے کی زنجیریں باندھی گئیں اور ان تیز رو اونٹوں پر محمل کے بغیر سوار کیاگیاآپ کے بچوں کے چہرے شدت گرمی کی وجہ سے جل گئے تھے ان کو بیابانوں میں پھرایاگیااور ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھاگیا تھا اس حالت میں شہروں اور میدانوں کو عبور کرتے تھے۔ وائے ہو ان گنہگار اور بے شرم لوگوں پر
فَقَامَ نَاعِیْکَ اِلَیْهِ بِالدَّمْعِ الْھَطُوْلِ قَائِلًا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قُتِلَ سِبْطُکَ وَ فَتَاکَ وَ اسْتُبِیْحَ اَھْلُکَ وَحِمَاکَ وَسُبِیَتْ بَعْدَکَ ذَرَارِیْکَ وَوَقَعَ الْمَحْذُوْرُ بِعِتْرَتِکَ وَذَوِیْکَ فَانْزَعَجَ الرَّسُوْلُ وَبَکٰی قَلْبُهُ الْمَھُوْلُ

تیری شہادت کی خبر تیرے جد رسول خداکو بشیر نے دی وہ جبکہ گریہ کی حالت میں تھے عرض کیا اے رسول خدا ﷺ تیرا فرزند شہید ہوگیاہے اور میں تیرے فرزند کی شہادت کی خبر لے آیاہوں اس کی اولاد بھی شہید ہوگئی اے رسول خدا آپ کے اھل بیتؑ کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ کر دشمنوں نے اسیر کیا رسول خدا ﷺ اس خبر سے غمگین ہوئے اور اس خبر نے آپ کے مجروح دل کو پردرد کردیا۔

امام زمانہؑ کادرود اور سلام

حضرت ولی عصرؑ نے ایک اور مقام پر درود اورسلام کے ساتھ امام حسینؑ کو یاد کیاہے اورامام کے ہرہر جز پر درود و سلام بھیجاہے۔ حضرت کے مختصر کلمات میں اپنے مظلوم جد کے بعض مصائب کو بیان کرتاہوں کبھی کہتے ہیں۔
اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ

میں اور جو بھی مردان خدا راہ اسلام میں شہید ہوچکے یا مجروح ہوچکے ان سب کی مصیبت سے متاثر ہوئے ہیں۔ یہاں پر حضرت ولی عصرؑ کی مصیبت اپنے جد بزرگوار امام حسینؑ پر اکتفا کرتاہوں کربلا کاواقعہ بہت زیادہ دل سوز ہے کسی نے بھی اس سانحہ کی گہرائی کو درک نہیں کیا ہے جس طرح امام زماں نے درک کیا ہے آنحضرت اپنے جد امام حسینؑ پر جگر سوز اور جا نگداز سلام اور مراثی پڑھتے تھے اس کے بارے میں حضرت نے کچھ مصائب ذکر کیے ہیں یہاں پر چند جملے کہ زیارت ناحیہ سے لئے گئے ہیں اس کو بیان کرتاہوں۔

حضرت بعض کلمات میں فرماتے ہیں۔

لَئِنْ اَخَّرَتْنِی الدُّهُوْرُ وَ عَاقَنِی عَنْ نَصْرِکَ الْمَقْدُوْرُ لَاَنْدُبَنَّکَ صَبَاحًا وَ مَسَاءً فَلَا نَدُبَنَّکَ صَبَاحًاوَ مَسَاءً وَ لَاَبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بَدَلَ الدُّمُوْعِ دَمًا

اگر زمانے نے مجھے تاخیر میں ڈالا اور میرے مقدرات نے آپ کی مدد سے نہ روکا تو صبح و شام آپ کے مصائب کو یاد کرکے گریہ کرونگا صبح سے لے کر شام تک آنکھوں سے آنسو جاری کرونگا اور ندبہ کرونگا اور آنسو کی بجائے خون بہاؤنگا **اَمَرَ اللَّعِیْنُ جُنُوْدَهُ فَمَنَعُوْکَ وُرُوْدَهُ وَنَاجَزُوْکَ الْقِتَالَ وَعَاجَلُوْکَ النِّزَالَ وَرَشَقُوْکَ بِالسِّهَامِ وَالنِّبَالِ فَاَخَذَ قَوَابِکَ مِنْ کُلِّ جِهَاتٍ وَاَثْخَنُوْکَ بِالْجِرَاحِ**

اے جد بزرگوار میں کیسے فراموش کرسکتا ہوں اس وقت کو کہ جب عمر سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پانی کو خیمے میں لے جانے سے روکیں اور آپ کے ساتھ جنگ کریں اور آپ پر حملہ کریں اور آپ کے نازک بدن کو تیروں اور نیزوں کا نشانہ بنائیں اور ہر طرف سے آپ کا محاصرہ کریں اور ہرایک اسلحہ کے ساتھ آپ کے بدن کو مجروح کرتا تھا۔ **وَ اَسْرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاکِیًا" وَهِیَ تَقُوْلُ اَلظَّلِیْمَةُ الظَّلِیْمَةُ مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتِ ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّهَا** اے جد بزرگوار اس وقت کو فراموش نہیں کرونگا کہ جس وقت کہ گھوڑا سوار کے بغیر دوڑ کر خیموں کی طرف آیا اور ہمہمہ کرتاتھا اور آنسو آنکھوں سے جاری تھے اور اپنی بے زبانی کے ساتھ کہتاتھا وائے ہو اس ظالم پر کہ جس نے رسول کی بیٹی کے فرزند کو شہید کردیا **فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَکَ مَخْزِیًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْهِ مَلْوِیًّا بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ لَاطِمَاتِ الْخُدُوْدِ سَافِرَاتِ الْوُجُوْهِ بِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٌ وَ بَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٌ وَاِلٰی مَصْرَعِکَ مُبَادِرَاتٌ وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِکَ مُوْلِغٌ سَیْفَهُ عَلٰی نَحْرِکَ**

اے جد بزرگوار کس طرح یاد نہ کروں اس دلخراش منظر کو کہ اہل حرم نے آپ کے گھوڑے کو خوار اور شرمندہ دیکھا زین جھکا ہوادیکھا اور خیموں سے اس حال میں باہر آئی تھیں کہ اپنے بالوں کو پھیلائے ہوئے تھیں اور اپنے چہروں پر طمانچے مار رہی تھیں اور ان کے بال کھلے ہوئے تھے اور فریاد کررہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ ہائے

ہماری عزت چلی گئی اور اسی حال میں وہ قتل گاہ کی طرف جاناچاہتی تھیں تو انہوں نے کیا دیکھا کہ شمر حضرت کے سینہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اپنی تلوار کو حضرت کے گلے پر پھیرنا چاہتاہے اور حضرت کاسربدن سے جداکرناچاہتاہے

فَهَوَیْتَ اِلَی الْاَرْضِ جَرِیْحًا تَطَؤُکَ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوْکَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا قَدْرَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِیْنُکَ وَاخْتَلَفَ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُکَ وَیَمِیْنُکَ

اے جدبزرگوار کس طرح یاد نہ کروں اس وقت کو کہ آپ کابدن زخموں سے بھرا ہوازمین پر پڑا تھا ایک سرکش گروہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر آیا اور گھوڑوں کے سموں سے آپ کے بدن کو پامال کردیااور گھوڑوں نے آپ کی لاش کو بکھیر دیا۔ **وَسُبِیَ اَهْلُکَ کَالْعَبِیْدِ وَصُفِدُوْا بِالْحَدِیْدِ فَوْقَ اَقْتَابِ الْمَطِیَّاتِ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ یُسَاقُوْنَ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ اَیْدِیْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِهِمْ فِی الْاَسْوَاقِ فَوَیْلٌ لِلْعُصَاةِ الْفُسَّاقِ**

اے جدبزرگوار میں اس وقت کو فراموش نہیں کرسکتا کہ جب آپکی شہادت کے بعد آپ کے اہل بیتؑ کو غلاموں کی طرح پھرایاگیا اور لوہے کی زنجیریں باندھی گئیں اور ان تیز رو اونٹوں پر محمل کے بغیر سوار کیا گیاآپ کے بچوں کے چہرے شدت گرمی کی وجہ سے جل گئے تھے ان کو بیابانوں میں پھرایاگیااور ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھا گیا تھا اس حالت میں شہروں اور میدانوں کو عبور کرتے تھے۔ وائے ہو ان گنہگار اور بے شرم لوگوں پر **فَقَامَ نَاعِیْکَ اِلَیْهِ بِالدَّمْعِ الْهَطُوْلِ قَائِلًا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قُتِلَ سِبْطُکَ وَ فَتَاکَ وَ اسْتُبِیْحَ اَهْلُکَ وَحِمَاکَ وَسُبِیَتْ بَعْدَکَ ذَرَارِیْکَ وَوَقَعَ الْمَحْذُوْرُ بِعِتْرَتِکَ وَذَوِیْکَ فَانْزَعَجَ الرَّسُوْلُ وَبَکٰی قَلْبُهُ الْمَهُوْلُ**

تیری شہادت کی خبر تیرے جد رسول خداکو بشیر نے دی وہ جبکہ گریہ کی حالت میں تھے عرض کیا اے رسول خداﷺ تیرا فرزند شہید ہوگیاہے اور میں تیرے فرزند کی شہادت کی خبرلے آیاہوں اس کی اولاد بھی شہید ہوگئی اے رسول خدا آپ کے اہل بیتؑ کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ کر دشمنوں نے اسیر کیا رسول خداﷺ اس خبرسے غمگین ہوئے اور اس خبرنے آپ کے مجروح دل کو پردرد کردیا۔

امام زمانہؑ کادرود اور سلام

حضرت ولی عصرؑ نے ایک اور مقام پر درود اورسلام کے ساتھ امام حسینؑ کو یاد کیاہے اورامام کے ہرہر جز پر درود و سلام بھیجا ہے۔ حضرت کے مختصر کلمات میں اپنے مظلوم جد کے بعض مصائب کو بیان کرتاہوں کبھی کہتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ

سلام اس پر کہ جس کو اپنے زخموں کے خون کے ساتھ غسل دیا گیا

اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُجَرَّعِ بِكَاسَاتِ الرِّمَاحِ

سلام اس پر کہ جس نے نیزوں اور تلواروں کے جام کے ساتھ شہادت پائی

اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَقْطُوْعِ الْوَتِيْنِ

سلام اس پر کہ جس کی رگوں کو دشمن کے تیر نے کاٹا

اَلسَّلَامُ عَلَى الشَّيْبِ الْخَضِيْبِ اَلسَّلَامُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِيْبِ

سلام اس پر کہ جس کی داڑھی کو خون کے ساتھ خضاب کیا گیا۔ سلام ان چہروں پر کہ جو مٹی پر رکھے گئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَى الْبَدَنِ السَّلِيْبِ

سلام ہو اس برہنہ بدن پر کہ جس کے لباس کو لوٹا گیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَى الثَّغْرِ الْمَقْرُوعِ بِالْقَضِيْبِ

سلام ان دانتوں پر کہ جن کی خیزران کی چھڑی کے ساتھ بے ادبی کی گئی۔

اَلسَّلَامُ عَلَى الرَّاْسِ الْمَرْفُوْعِ

سلام اس سر پر جو نیزے پر بلند تھا

اَلسَّلَامُ عَلَى الشِّفَاهِ الذَّابِلَاتِ

سلام ان لبوں پر کہ جو خشک تھے

اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ

سلام ان اعضا پر جو ٹکڑے ٹکڑے ہوئے

اَلسَّلَامُ عَلَى الرُّؤُوْسِ الشَّامِلَاتِ

سلام ان سروں پر کہ جو نیزوں پر ایک شہر سے دوسرے شہر پھرائے گئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ

سلام ان مستورات پر کہ جو اسیر اور دربدر ہوئیں۔

چو خوش باشدکہ بعداز انتظاری
به امیدی رسند امید واران

کیا اچھا ہو کہ امیدواروں کی امید انتظار کے بعد پوری ہو

جمال الله شود ازغیب طالع

پدیدار آید اندر بزم یاران

خدا کا جمال غیب سے ظاہر ہوا اور دوستوں کی محفل میں پھیل گیا۔

همی گوید منم آدم منم نوح
خلیل داورم قربان جانان

اور کہے کہ میں آدمؑ ہوں میں نوحؑ ہوں میں خدا کا خلیلؑ ہوں

منم موسٰی منم عیسٰی بن مریم
منم پیغمبرؑ آخر زمانان

میں موسیٰؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں میں پیغمبرؑ آخرالزمان ہوں

تو موسٰی وارشمشیر خدائی
بکش وانگر بکش فرعون وهامان

تو موسیٰ کی طرح خدائی تلوار کھینچ اور پھر فرعون وہامان کو قتل کر

تو اے عدل خدا کن داد خواہی
زجا خیر ای پناه بی پناهان

تو اے خدائے انصاف لوگوں کی دادرسی کر اور اے بے پناہوں کو پناہ دینے والے قیام کر

برون کن زآستین دست خدا را
به خون خواہی وازخون نیاکان

آستین سے دست خدا کو باہر نکال تاکہ اپنے اجداد کے خون کا بدلہ لے سکے

قدم در کربلا بگذار و بستان
سرپرخون زدست نیزه داران

کربلا میں قدم رکھ اور نیزہ برداروں کے ہاتھ سے خون آلودہ سر چھین لے

تو اے دست خدا زشصت قدرت
بکش تیر ازگلوی شیر خواران

خبرداری کہ از ستم ستوران
دگر جسمی نماند از اسب سواران

تجھے خبر ہے کہ گھوڑوں کے سموں کی وجہ سے سواروں کے جسم محفوظ نہ رہے

شنیدستی چنان دست خدارا
جدا کردن از تن ساربانان

تونے سنا کہ ساربانوں نے خدا کے ہاتھ کو جسم سے کس طرح جدا کیا

دعائے ندبہ کے چند جملے

اَیْنَ الطَّالِبُ بِذُحُولِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَبْنَاءِ الْاَنْبِیَاءِ اَیْنَ الطَّالِبُ بِدَمِ الْمَقْتُولِ بِکَرْبَلَا اَیْنَ الْمَنْصُورُ عَلٰی مَنِ اعْتَدٰی عَلَیْهِ وَافْتَرٰی

کہاں چلے گئے ہیں کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خون کے وارث تھے کہاں ہیں جو شہید کربلا کے خون کے وارث ہیں کہاں ہیں وہ کہ جو فاسقین اور تجاوز کرنے والوں پر کامیاب ہوئے اے امام زمانہ آپ کہاں ہیں جلدی آیئے۔

العجل اے صاحب محراب و منبر العجل
العجل ای حامی دین پیغمبر العجل

اے صاحب محراب و منبر جلدی آ ، اے دین پیغمبر کے حامی و ناصر جلدی آ

العجل اے باعث ایجاد عالم العجل
العجل ای وارث شمشیر حیدر الجعل

اے باعث و حج ےیق عالم جلدی آ ، اے علیؑ کی شمشیر کے وارث جلدی آ

شهسولرا زود تر بشتاب که از انبوه کفر
کشور ایمان شده یکسر مسخر العجل

اے شہسوارا جلدی آ کہ کفر حملہ ور ہوکر مملکت ایمان پر قبضہ کررہا ہے۔

تابکی مارا بماند برسر راه وصال
چشم حسرت روز و شب چون حلقه بردر العجل

ہم کو وصال کے انتظار میں کب تک رکھے گا۔ چشم حسرت رات دن زنجیر در کی طرح ہے جلدی کر

مهدی آخرزمانؑ اے بادشاه انس و جان
خیز و میکن دفع دجال بداختر العجل

مہدی آخرالزمانؑ ، اے بادشاہ انس و جان اٹھیے اور دجال کو جلدی دور کیجئے۔

معروف زیارت زیارت ناحیہ مقدسہ کہ جس کو سید بن طاؤس نے امام زمان کی طرف سے نقل کیا ہے جس میں 79 شہداء کربلا اور ان کا وصف بیان کیا گیا ہے ان میں سے چند کلمات یہ ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ بَوَّأَکُمُ اللّٰهُ مُبَوَّءَ الْاَبْرَارِ اَشْهَدُ لَقَدْ کَشَفَ اللّٰهُ لَکُمُ الْغِطَاءَ وَمَهَّدَ لَکُمُ الْوِطَاءَ وَاَجْزَلَ لَکُمُ الْعَطَاءَ وَکُنْتُمْ عَنِ الْحَقِّ غَیْرَ بِطَاءٍ وَاَنْتُمْ لَنَا فُرَطَاءُ وَنَحْنُ لَکُمْ خُلَطَاءُ فِی دَارِ الْبَقَاءِ

سلام تم پر تمہارے صبر کی وجہ سے تمہارے لیے آخرت کا گھر اچھا گھر ہے خدا تم کو نیک لوگوں کی جگہ قرار دے میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا تھا تم نے حقائق اور بہشت کو دیکھا اور یقین کے ساتھ شہادت پائی۔

خدا نے زمین کو تمہاری شہادت کے وقت تمہارے لئے گہوارہ قرار دیا اور تمہیں بہت اجر دیا ہے کہ تم نے حق کے راستے میں بڑی کوشش کی تم ہم سے اس راستے میں آگے نکل گئے اور ہم بھی خانہ بقاء میں تم سے آملیں گے اور تمہارے ہم نشین ہونگے۔ تم پر سلام ہو اور تمہارے اوپر خدا کی رحمت اور برکات ہوں۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ ساظہیر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید انعام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ناز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا احمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم